Maktaba Tul Ishaat.com

وفاق المدارس العربیہ کے تجوید کے تمام پرچہ جات کا حل

أجوبة التجوید فی حل أسئلة التجوید

للعلماء والعالمات

تقریظ اول

شیخ التجوید والقراءآت مقری وقت
استاذ الکل حضرت مولانا قاری
فیاض الرحمن علوی صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ ثانی

استاذ التجوید والقراءآت اسوۃ القراء
واکرم القراء حضرت مولانا قاری
محمد اکرام صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

تالیف
ابوسعد محمد زبیر اعوان

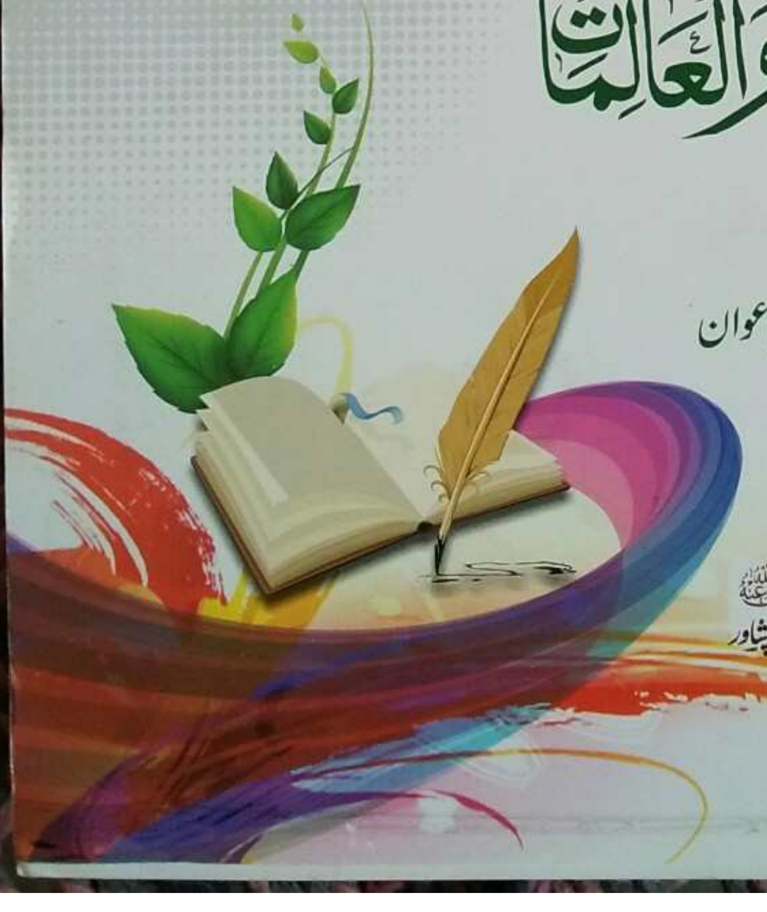

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پشاور

Maktaba Tul Ishaat

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاون لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احادیث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاوی	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ و دعوت
آڈیو دروس	مناظرے	تمام فنون

maktaba.tul.ishaatofficial@gmail.com

Maktaba Tul Ishaat.com

تقریظ اوّل

شیخ التجوید والقراءات افضل القراء حضرت مولانا قاری فیاض الرحمٰن علویؔ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

الحمدللّٰہِ و کفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی واٰلہٖ وصحبہ ذوی الھدٰی

اما بعد!

عزیز محترم قاری المقری محمد زبیر استاذ مدرسہ تحفیظ القرآن والتجوید سیٹھی ٹاؤن حاجی کیمپ پشاور دامت برکاتہم کی تالیف اجوبۃ التجوید للعلماء والعالمات وفاق المدارس کو بغور از اول تا آخر دیکھا۔

اللّٰھُمَّ زدفزد۔ موصوف نے تمام سوالات کا تشفی بخش جواب لکھا ہے۔ جو کہ ایک علمی ذخیرہ کی صورت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی عمر میں اور انکی قرآنی خدمات میں برکت فرمائیں۔

کتابت کی اغلاط میں، میں نے بعض جگہوں میں اصلاح کی ہے۔ تاہم اصلاح کے بعد چھپوائیں۔ فقط

الغریق فی بحر السئیات

فیاض الرحمن علویؔ

Maktaba Tul Ishaat.com

تقریظ ثانی

استاذ التجوید والقراءات عالم باعمل اسوۃ القراء حضرت مولانا قاری محمد اکرام صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

حامِدًا وَمُصَلِّیًا اَمَّا بَعْد !

میں نے تالیف اجوبۃ التجوید للعلماء والعالمات کو پڑھا۔ بحمدہ تعالیٰ بالکل جامع پایا قوی امید ہے کہ تجوید کے طلباء نہایت آسانی کے ساتھ معمولی مطالعہ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے پرچہ جات حل کر لینگے۔

حق تعالیٰ شانہٗ اسکو زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور اس خدمت کو قبول فرما کر مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے

احقر محمد اکرام عفی اللہ عنہ

مدرس شعبہ تجوید مدرسہ مرکزی دار القراء نمکمنڈی پشاور شہر

Maktaba Tul Ishaat.com

عرض مؤلف

الحمدللہِ الذی امرنا بالترتیل فی تلاوۃ القراٰن والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء وصاحب القراٰن وعلی اٰله واَصحابه الّذینَ حُمِدُوْ فی الفرقان امّا بعد ! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. ولا تعجل بالقراٰنِ من قبل اَن یقضٰی الیكَ وحیُه وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اِن اللہ یحبّ اَن یقرأ القراٰنُ کما اُنزل. صدق اللہ العظیم وصدق رسوله النبی الامّیّ الکریم.

یہ اُسی خالق و مالک اور قادر وقدیر ذات کی کرم نوازی تھی کہ اجوبۃ التجوید للعلماء والعالمات مختصر حاشیہ کے ساتھ نامساعد حالات میں تالیف ہوئی۔ پرچہ جات وفاق المدارس کے طرز کے مطابق بالترتیب معلم التجوید، مقدمۃ الجزری، تفہیم الوقوف اور علوم القراءات حل کیے گئے ہیں۔ جبکہ علوم القراءات کے اول سال کا پرچہ نصاب میں تبدیلی کی وجہ سے حل نہیں کیا گیا اور ساتھ ہی وہ امتحانی تیاری میں غیر مستفاد بھی تھا۔ علوم القراءات کے پرچہ جات میں تفصیل مطلوب تھی اس لئے ان پرچہ جات میں تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ باقی پرچہ جات میں اختصار سے کام لیا گیا ہے اور ساتھ ہی بندہ ارباب علم وفضل کی آراءِ محسنہ اور اصلاحات کاملہ کی خیر کا طالب بھی ہے۔

اور آخر میں مالک حقیقی کے حضور دست بہ دعا ہے کہ وہی اس ادنی سعی کو اپنی رضا کا باعث اور خلعت قبول سے مزین فرمائے۔ فقط

ابوسعد محمدزبیر عفی عنه

محمد ۱۱/۱/۱
0300-4545376

Maktaba Tul Ishaat.com

محمد ابرار متعلم جامعہ فاروقیہ
شجاع آباد

الورقة الاولیٰ

معلّم التجوید

Maktaba Tul Ishaat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

الورقة الاولیٰ معلّم التجوید

رجب المرجب: ۱۴۳۴ھ/2013ء

نوٹ:۔ہر سوال کے دو حصوں میں سے کسی ایک کا جواب لکھیں۔صحیح عربی میں پرچہ حل کرنے پر انشاء عربی کے دس نمبر ہونگے۔

السوال الاوّل (الف):۔

(۱) مخرج محقق اور مخرج مقدر کی تعریفات ذکر کریں (14)۔

(۲) ح، ق، ش، ط اور ب کا مخرج ذکر کریں (14)۔

(۳) حروف لہویہ کون کون سے ہیں (6)۔۔۔۔۔۔(34)

جواب:.............امور مطلوبہ:۔

(۱) مخرج محقق اور مخرج مقدر کی تعریفات۔

(۲) ح، ق، ش، ط، اور ب کے مخارج۔

(۳) حروف لہویہ

(۱) مخرج محقق و مخرج مقدر کی تعریفات:۔

مخرج محقق کی تعریف ان لفظوں میں بیان کی جاتی ہے۔(هُوَ جُزْءٌ مُعَيَّنٌ مِنْ اَجْزَآءِ الْحَلْقِ اَوِ اللِّسَانِ اَوِ الشَّفَةِ) یعنی مخرج محقق حلق یا زبان یا ہونٹ کے اجزاء (حصوں) میں سے کوئی معین جزء ہوتا ہے۔سترہ مخارج میں سے پندرہ محقق ہیں اور دو مقدر۔اور خود حلق، لسان اور شفت کو اصول مخارج کہتے ہیں۔

مخرج مقدر وہ ہے جو یا تو حلق، لسان اور شفت کے اجزاء میں سے نہ ہو اور اگر ہو تو معین جزء نہ ہو۔سترہ مخارج میں سے دو مخارج مقدر ہیں۔خیشوم اور جوف دھن، خیشوم حلق، لسان اور شفت میں سے کسی کا جزء نہیں اور جوف دھن(۱) جزء تو ہے ان کا لیکن معین نہیں۔

حاشیہ (۱) یعنی جوف دھن سے حروف مدہ غیر معین ادا ہوتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) ح، ق، ش، ط اور ب کا مخرج:۔

(۱) ح، کا مخرج وسط حلق کا درمیانی حصہ ہے اور اس سے عین بھی ادا ہوتا ہے۔

(۲) ق، کا مخرج اقصائے لسان (یعنی زبان کی جڑ) کا وہ حصہ جو حلق کی طرف ہے اور اس کا مقابل اوپر کا تالو ہے اس سے (ق) نکلتا ہے۔

(۳) ش، کا مخرج بیچ زبان (درمیان زبان) اور اس کے مقابل اوپر کا تالو اس سے ش ادا ہوتا ہے اور (ج) اور (ی) بھی.

(۴) ط، کا مخرج زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ ہے اس سے (د، ت) بھی ادا ہوتے ہیں۔

(۵) ب، انطباق شفتین (دونوں ہونٹوں کے اوپر تلے تری والے حصے ملنے سے) ادا ہوتا ہے اس لئے (ب) کو بحری کہتے ہیں۔

(۳) حروف لہویہ:۔

حروف لہویہ ق اور ک میں منہ کے اندر لہات (بفتح اللام) گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو زبان کی جڑ کے مقابل اوپر کے تالو میں لٹکا رہتا ہے جس کو اردو میں کوا کہتے ہیں۔

چونکہ ان حروف کے مخارج بھی لہات سے متصل ہیں اسلئے ان کو لہویہ یا لہاتیہ کہا جاتا ہے۔

☆------------ یا ------------☆

السوال الاوّل (ب):۔

(۱) صفات لازمہ متضادہ کتنی اور کون کون سی ہیں؟ صرف نام تحریر کریں (11)۔

(۲) ہمس، استعلاء اور صفیر کن حروف میں پائی جاتی ہیں؟ مع تعریفات ذکر کریں (41)۔

(۳) ہر حرف کی صفات معلوم کرنے کا طریقہ بیان کریں (9).....34

جواب:.............امور مطلوبہ:۔

(۱) صفات لازمہ متضادہ کی تعداد اور نام۔ (۲) ہمس، استعلاء اور صفیر کے حروف مع تعریفات۔

(۳) حرف کی صفات معلوم کرنے کا طریقہ۔

(۱) صفات لازمہ متضادہ کی تعداد اور نام:۔

صفات لازمہ متضادہ دس ہیں جنکے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) ھمس (۲) جھر (۳) شدت (۴) رخاوت (۵) استعلاء (۶) استفال

Maktaba Tul Ishaat.com

(۷)اطباق (۸)انفتاح (۹)اذلاق (۱۰)اصمات

(۱) ہمس ،استعلاء اور صفیر کے حروف مع تعریفات:۔

(۱) ہمس:۔ ہمس کے لغوی معنی پست آواز کے ہیں اور مجودین کی اصطلاح میں ہمس کے معنی ہیں حرف کے ادا کرتے وقت آواز کا مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرنا کہ اس کے اثر سے سانس جاری رہ سکے اور آواز پست ہو۔ (ف، ح، ث، ھ، ش، خ ص، س، ک، ت) حروف مہموسہ ہیں ان کا مجموعہ (فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ) ہیں۔

(۲) استعلاء:۔ استعلاء کے معنی بلند ہونے کے ہیں اور اصطلاح میں یہ معنی ہیں کہ حرف کے ادا ہوتے وقت اقصیٰ لسان یعنی زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جائے جس کے اثر سے یہ حروف پر ادا ہوں گے۔ (خ، ص، ض، غ، ط، ق، ظ) حروف مستعلیہ ہیں اور مجموعہ ان کا خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے۔

(۳) صفیر:۔ صفیر کے معنی لغت میں سیٹی یا چڑیا وغیرہ کی آواز کے ہیں اور اصطلاح میں یہ معنٰی ہیں کہ حرف کے ادا ہوتے وقت ایک تیز آواز مثل سیٹی یا چڑیا وغیرہ کے نکلے اس کے حروف (ص، ز، س) ہیں۔

(۳) حرف کی صفات معلوم کرنے کا طریقہ:۔

ہر حرف میں صفات متضادہ کی ضدیت کی وجہ سے دو مقابل صفتوں مثلاً (ہمس، جہر) میں ضرور ایک صفت پائی جائے گی جب دو مقابل صفات میں سے ایک صفت ضرور ہوگی تو دس صفات متضادہ میں سے ہر حرف میں پانچ صفتیں ضرور پائی جائی گی۔ ماہرین فن نے ہر حرف میں پانچ صفتیں معلوم کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ ان صفات میں نمبر ۱، نمبر ۳، نمبر ۵، نمبر ۷، نمبر ۹، یعنی ہمس، شدت، استعلاء، اطباق اور اذلاق پانچ یہ اور ایک توسط ان چھ صفتوں کے حرفوں کے مجموعہ جات کو خوب یاد کرلیا جائے، اور پھر جس حرف کے متعلق یہ معلوم کرنا ہو کہ اس میں کونسی پانچ صفات پائی جاتی ہیں تو غور کرو اگر وہ حرف ان مجموعہ جات میں سے کسی میں ہے تب یہ حرف ان صفات سے متصف سمجھا جائیگا، ورنہ ان کی ضدوں سے متصف سمجھا جائیگا۔

☆-------------------☆-------------------☆

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثانی (الف):۔

(۱) راء کے احوال تفخیم وترقیق مع امثلہ ذکر کریں [16]

(۲) رَبِّ ارْجِعُوْنِ اَمِ ارْتَابُوْٓا، اِنِ ارْتَبْتُمْ، قِرْطَاسٍ میں راء کو پُر پڑھیں گے یا باریک؟ اور قَدْرْ، حِجْرْ، خَیْرْ میں بہ حالت وقف راء موٹی پڑھی جائے گی یا باریک؟ [14]

(۳) راء ممالہ میں تفخیم ہوگی یا ترقیق [۳]۔۔۔۔۔۔۔۔۔(33)

جواب۔۔۔ امور مطلوبہ:۔

(۱) راء کے تفخیم وترقیق کے احوال مع امثلہ۔

(۲) رَبِّ ارْجِعُوْنِ، اَمِ ارْتَابُوْٓا، اِنِ ارْتَبْتُمْ، قِرْطَاسٍ میں راء کی حالت اور قَدْرْ، حِجْرْ، خَیْرْ میں راء کی حالت

(۳) راء ممالہ میں تفخیم یا ترقیق۔

(۱) راء کے احوال تفخیم وترقیق مع امثلہ:۔

راء کے احوال تفخیم (پُر پڑھنے کی حالت) مع امثلہ:۔

وہ چھ صورتیں ہیں جہاں راء پُر پڑھی جاتی ہے۔

(۱) راء پر جب زبر یا پیش ہو مشدّد ہو، خواہ مخفف جیسے۔ (رَغَدًا رُزِقُوْا ذُوْمِرَّةٍ فَفِرُّوْٓا)

(۲) راء ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر زبر یا پیش ہو جیسے۔ (تَرْزُقُ بَرْقٌ یُرْزَقُوْنَ اُرْسِلُوْا فَلَا تَقْهَرْ)

(۳) راء ساکن سے پہلے والے حرف پر کسرہ عارضی ہو جیسے۔ (اِرْجِعُوْٓا اِرْجِعِیْٓ اِرْحَمْهُمَا)

(۴) راء ساکن سے پہلے کسرہ منفصل ہو (یعنی کسرہ راء والے کلمہ میں نہ ہو اُس سے پہلے والے کلمہ میں ہو جیسے۔ (رَبِّ ارْجِعُوْنِ اور اَلَّذِی ارْتَضٰی وغیرہ)

(۵) کسرہ کے بعد والی رائے ساکنہ کے بعد حروف مستعلیہ میں سے کوئی مفتوح حرف اسی کلمہ میں پایا جا رہا ہو جیسے۔ (مِرْصَادًا اِرْصَادًا قِرْطَاسٍ فِرْقَةٍ اور لَبِالْمِرْصَادِ (۱))

حاشیہ (۱) اس قاعدہ کے تمام قرآن پاک میں صرف یہی پانچ کلمے پائے گئے ہیں۔

(۶) (۱) راء ساکن ہو وقف کی وجہ سے یعنی وقف بالاسکان یا وقف بالاشام اور اس سے پہلا (۲) حرف بھی ساکن ہو (۳) اور

Maktaba Tul Ishaat.com

اس سے پہلے والا حرف مفتوح یا مضموم ہو جیسا کہ (اَلْقَدْرِ، اَلْعُسْر، اَلْاَنْھَارُ اور اَلْاُمُوْرُ) وغیرہ۔

حاشیہ (۲) لیکن یہ پہلا حرف یائے ساکنہ نہ ہو۔ (۳) راء ساکن اور اس سے پہلا والے حرف دونوں ہی ساکن ہو یہ صورت وقف کے ساتھ خاص ہے۔

(۲) راء کے احوال ترقیق (یعنی باریک پڑھنے کی حالت) مع امثلہ:۔

پانچ صورتوں میں راء باریک ہوتی ہے:۔

(۱) راء پر جب زیر ہو چاہے مشدد ہو یا مخفف جیسے۔ (دُرِّیٌّ یُوْقَدُ) کی راء۔

(۲) راساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر کسرہ اصلی اور متصل ہو (یعنی کسرہ راء سے پہلے اسی کلمہ میں ہو) اور راء کے بعد حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف مفتوح اسی کلمہ میں نہ پایا جائے جیسے۔ (فِرْعَوْنَ (٤) شِرْعَةً)

حاشیہ (٤) اس صورت میں اگر کسرہ کے اصلی، متصل اور حروف مستعلیہ میں کوئی حرف مفتوح نہ پائے جانے کی شرائط موجود نہ ہوئی تو راء پر ہوگی۔

(۳) راء اور اس سے پہلے اولا حرف دونوں ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو جیسے۔(وَلَا بِكْرٌ ذِی الذِّكْرِ) وغیرہ۔

(۴) راساکنہ سے پہلے یائے ساکنہ اور اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہو خواہ زیر ہو جیسے۔ (خَیْرٌ خَبِیْرٌ (٥))
(صورت نمبر۳، نمبر۴ وقف کے ساتھ خاص ہے)۔

حاشیہ (٥) یائے ساکنہ سے پہلے پیش قرآن میں نہیں ہے۔

(۵) رائے ممالہ یعنی وہ راء جو امالہ سے پڑھی گئی ہو جیسے۔ مَجْرٖھَا کی راء (روایت حفصؒ میں پورے قرآن میں اسی ایک لفظ میں امالہ ہے۔

(۲) رَبِّ ارْجِعُوْن، اَمِ ارْتَابُوْ، اِنِ ارْتَبْتُمْ، قِرْطَاسٍ کی راء:۔

رَبِّ ارْجِعُوْن، اَمِ ارْتَابُوْ، اِنِ ارْتَبْتُمْ، قِرْطَاسٍ:۔ تینوں کلمات میں راء پر پڑھی جائے گی۔ کیونکہ رائے ساکنہ سے پہلے کسرہ منفصلہ (یعنی جدا کلمہ میں) آیا ہے۔ اور قاعدہ کے مطابق جب راء ساکنہ سے پہلے کسرہ متصلہ ہو (یعنی ایک ہی کلمہ میں ہو) تو اُس حالت میں راء باریک ہوتی ہے۔ جبکہ قرطاس کی راء پُر ادا کی جائیگی کیونکہ راء ساکن ماقبل مکسور کے بعد (طا) حروف مستعلیہ میں سے آیا ہے۔

قَدْرْ ، حِجْرْ ، اور خَیْرْ کی راء حالت وقف میں:۔

قَـدْرْ کی راء حالت وقف میں پر پڑھی جائیگی کیونکہ راء ساکن ماقبل ساکن سے پہلے والا حروف مفتوح ہے (وقف بالروم اور وصل کی حالت میں بھی مضموم ہونے کی وجہ سے پر ادا ہوگی) حِـجْـرْ ، اور خَیْرْ کی راء حالت وقف میں باریک پڑھی جائیگی حِـجْرْ کی راء حالت وقف میں ساکن ہے، اس سے پہلے بھی ساکن اور ماقبل کسرہ ہے اس لئے۔ خَیْرْ کی راء باریک ادا کی جائیگی کیونکہ رائے ساکنہ سے ماقبل یائے ساکنہ ہے۔ اور یہ دو کلمات بھی وقف بالروم میں پُر ہونگے کیونکہ وقف میں اپنی حرکت کا اعتبار ہوتا ہے۔

(۳) راء ممالہ میں تفخیم یا ترقیق:۔

(۱) رائے ممالہ (۱) میں ترقیق ہوگی کیونکہ الف کو یا کی طرف اور فتحہ کو کسرہ کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو امالہ کہتے ہیں اور یا اور کسرہ کی ادائیگی میں آواز باریک ہوتی ہے نہ کر پر۔ حاشیہ۔(۱) جس راء پر امالہ کیا جائے۔

☆------------ یا ------------☆

السوال الثانی (ب):۔

(۱) نون ساکن اور تنوین کے احوال مع تعریفات و امثلہ ذکر کریں (23)

(۲) نیز یہ بتائیں کہ دُنیَا اور قِنوَانٌ میں ادغام ہوگا یا اظہار؟ (5)

(۳) قُلْ رَّبِّ اور مَنْ یَّقُوْلُ میں ادغام تام ہوگا یا ناقص؟ (5)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) نون ساکن و تنوین کے احوال مع تعریفات و امثلہ۔

(۲) دنیا، قنوانٌ میں ادغام یا اظہار؟

(۳) قُلْ رَّبِّ اور مَنْ یَّقُوْلُ میں ادغام تام یا ناقص؟

نون ساکن و تنوین کے احوال مع تعریفات و امثلہ:۔

نون ساکنہ و تنوین کے چار احوال ہیں (۱) اظہار (۲) ادغام (۳) اقلاب (۴) اخفاء

(۱) اظہار:۔ اظہار کے لغوی معنی اَلْبَیَانُ یعنی خوب ظاہر کرنے کے ھیں اور اصطلاح میں (اِخْرَاجُ کُلِّ حَرْفٍ مِنْ مَـخْرَجِهٖ مِنْ غَیْرِ غُنَّةٍ فِی الْمُظْهَرِ) یعنی مظہر (۲) کو اس کے اپنے مخرج سے بغیر غنہ زمانی کے ادا کرنا، جب نون ساکن

Maktaba Tul Ishaat.com

وتنوین کے بعد حروف حلقی (ء، ھ، ع، ح، غ، خ) آجائے تو وہاں اظہار ہوتا ہے اور اس کو اظہار حلقی اور اظہار حقیقی بھی کہتے ہیں جیسے۔(مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ مِنْ حَكِيْمٍ، سواۤءٌ عَلَيْهِمْ)

حاشیہ (۲) وہ نون جس پر اظہار کیا گیا ہو۔

(۲) ادغام:۔ ادغام کے لغوی معنی (ادخالُ الشَّیءِ فِی الشَّیءِ) یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا اور اصطلاح میں ادغام حرف ساکن کو حرف متحرک میں اس طرح ملا دینے کو کہتے ہیں کہ وہ دونوں مل کر ایک مشدّد حرف ہو جائیں اور دونوں ایک ہی مخرج سے بلافصل ادا ہوں۔نون ساکن وتنوین کے بعد چھ حروف (یرملون) (ی، ر، م، ل، و، ن) میں سے کوئی حرف آجائے تو وہاں ادغام ہوگا جیسے۔ (مِنْ رَّبِّهِمْ، مِنْ لَّدُنْهُ، مِنْ مَّالٍ وغیرہ)۔

(۳) اقلاب:۔ اقلاب کے لغوی معنی (تحویل الشیءِ عَنْ وَّجْهِه) یعنی کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کے ہیں اور اصطلاح میں اقلاب کی تعریف یہ ہے کہ صفت غنہ کو باقی رکھ کر ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھ دینا یعنی بدل دینا، جب نون ساکن وتنوین کے بعد باء موحدہ آئے جیسے۔ (اَنْۢبِئْهُمْ، مِنْۢ بَعْدِی، سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ) تو اس نون کو میم سے بدل کر اخفاء اور غنہ کے ساتھ پڑھتے ہیں پس اس نون کو میم سے بدلنے کو ہی اقلاب یا قلب کہتے ہیں۔اور اس نون نون مقلوبہ یا مقلبہ کہتے ہیں۔

اخفاء:۔ اخفاء کے لغوی معنی (السَّتْرُ) یعنی چھپانے کے ہیں اور اصطلاح میں کسی حرف ساکن کو اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت پر اس میں صفت غنہ کو باقی رکھ کر بغیر تشدید کے ادا کرنا جب نون ساکن وتنوین کے بعد چھ حروف حلقی، چھ حروف یرملون اور ایک باء موحدہ کے ان تیرہ حرفوں کے علاوہ باقی پندرہ حرفوں میں کوئی حرف آئے جیسے۔ (كُنْتُمْ، وَمَنْ تَابَ، جَنّٰتٍ تَجْرِیْ) تو وہاں اخفاء ہوتا ہے اور اس نون کو نون مخفاة (۱) کہتے ہیں۔ حاشیہ (۱) مخفاۃ اخفاء (متعدی) سے ہے اور مخفی خفاء (لازمی) سے ہے۔

(۲) دنیا اور قنوان میں ادغام یا اظہار کی تعیین:۔

دُنْيا، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ اور بُنْيَانٌ ان چار کلموں میں ادغام نہیں ہوتا بلکہ اظہار ہوتا ہے کیونکہ ان کلمات میں نون ساکنہ کے بعد واو اور اسی طرح یاء دونوں ایک ہی کلمہ میں آئے ہیں اس لئے ان میں ادغام نہیں ہوتا اظہار ہوتا ہے تاکہ حرف مضاعف نہ بن جائے اور اس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳) قُلْ رَّبِّ اور مَنْ یَّقُوْلُ میں ادغام کی حالت:۔

قُـلْ رَّبِّ میں ادغام تام ہے کیونکہ یہاں مدغم (۲) کو مدغمفیہ (۳) سے بدل کر دونوں کا ادغام کیا گیا ہے اور اس میں مدغم کی کوئی صفت باقی نہیں رہی۔ جبکہ مـنْ یـقُـوْلُ میں ادغام ناقص ہے کیونکہ اس میں مدغم نون ساکن کی صفت باقی رہتی ہے۔

حاشیہ (۲) جس کا ادغام کیا گیا۔ (۳) جس حرف میں ادغام کیا گیا ہو۔

☆-----------------☆-----------------☆

السوال الثالث (الف):۔

(۱) اجتماع ساکنین علی حدّہٖ وعلی غیر حدّہٖ کی تعریفات مع امثلہ وحکم ذکر کریں۔(15)

(۲) بئس الاسم الفسوق میں اجتماع ساکنین علی حدّہٖ ہوگا یا علی غیر حدّہٖ؟ اور اسکے پڑھنے کا کیا طریقہ ہوگا؟(8)

(۳) حرکات کل کتنی اور کون سی ہیں؟ نیز ان کی ادائیگی کی کیفیت بیان کریں۔(10)..................... 33

جواب......امور مطلوبہ:۔

(۱) اجتماع ساکنین علی حدّہٖ وعلی غیر حدّہٖ کی تعریفات مع امثلہ وحکم۔

(۲) بئس الاسم الفسوق میں اجتماع ساکنین کی تعین اور پڑھنے کا طریقہ۔

(۳) حرکات کی تعداد، نام اور ان کی ادائیگی کی کیفیت۔

(۱) اجتماع ساکنین علی حدّہٖ وعلی غیر حدّہٖ کی تعریفات مع امثلہ وحکم:۔

(۱) اجتماع ساکنین علی حدّہٖ:۔

اگر دو ساکن حرف اس طرح جمع ہو کہ پہلا مدہ ہو اور دونوں ایک ہی کلمہ میں ہو جیسے۔ دآبّةٍ، آلْـئٰـنَ وغیرہ تو یہ اجتماع ساکنین علی حدّہٖ کہلاتا ہے۔ اور حکم اسکا یہ ہے کہ یہ حالین (یعنی وقف ووصل) دونوں میں باقی رہتا ہے۔

(۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدّہٖ:۔

اجتماع ساکنین علی غیر حدّہٖ وہ ہے جس میں علی حدّہٖ کی دو شرطوں میں سے ایک یا دونوں ہی نہ پائی جائیں جس کی تین صورتیں بنتی ہیں۔ (۱) دونوں ساکن میں سے پہلا مدہ نہ ہو جیسے۔ (اَلْقَدْرِ، اَلْعُسْرَ) وغیرہ۔ اور حکم اس کا یہ ہے کہ وقفاً تو دونوں ساکن باقی رہتے ہیں اور وصلاً نہیں رہتے بلکہ دوسرے پر حرکت آجاتی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ پہلا ساکن مدہ تو ہو مگر دونوں ایک کلمہ میں نہ ہو جیسے (قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ، قَالُوا الْئٰنَ) وغیرہ حکم اسکا یہ ہے بلکہ پہلا حذف ہو جاتا ہے جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

(۳) دونوں ہی شرطیں مفقود ہو جیسے۔ (قُلِ الْحَقُّ ، قُلِ الْحَمْدُ)، حکم اسکا یہ ہے کہ پہلے ساکن کو کسرہ دے دیتے ھیں خواہ پہلا ساکن تنوین کا نون ہو یا کوئی اور لیکن اگر پہلا ساکن میم جمع یا واو لین جمع ہو تو پہلے ساکن کو ضمہ دیتے ہیں جیسے۔ (هُمُ الْمُفْلِحُوْن ورءُ العذاب (۱))

حاشیہ (۱) اور اگر من جارہ ھو یا الٓمّٓ اللہ کا میم جو صرف ایک جگہ آیا ہے تو پہلے ساکن کو فتحہ یعنی زبر دیا جائے گا جیسے مِنَ اللہ اور الٓمّٓ اللہُ (سورۃ آل عمران)

(۲) بئسَ الاسم القسوق میں اجتماع ساکنین کی تعیین اور اسکے پڑھنے کا طریقہ:۔

بئس الاسم الفُسُوق میں اجتماع ساکنین علی غیر حدہٖ ہے اور اسکے پڑھنے کا طریقہ یہ ھے کہ بئس کے (سین) پر فتحہ پڑھنے کے بعد قاعدہ کے مطابق لام کو کسرہ کی حرکت کیساتھ پڑھ کر اسم کے (سین) ساکن کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

(۳) حرکات کی تعداد، نام اور پڑھنے کی کیفیات:۔

حرکات تین ہیں اور ان کے نام یہ ہیں فتحہ (زبر) ضمہ (پیش) کسرہ (زیر)، فتحہ انفتاح فم اور صوت (منہ اور آواز کے کھلنے) سے، کسرہ انخفاض فم اور صوت (منہ اور آواز کے پست ہونے) سے اور ایک حرکت کی ضمہ انضمام شفتین (دونوں ہونٹوں کو گول کر کے) ہر حرکت کو ایسی کیفیت کیساتھ ادا کرنا چاہئے دوسری حرکت کی کیفیت کے مل جانے سے حرف ناقص ہو جاتا ہے۔

☆------------------- یا -------------------☆

السوال الثالث (ب):۔

(۱) مد متصل اور مد منفصل کی تعریفات مع امثلہ و مقدار مد ذکر کریں۔ (13)

(۲) رَحیم، تَعلَمُوْن میں بہ حالت وقف اور الم، حم عسق، کھیعص، دآبَّةٌ اور آلئٰنَ میں پائی جانے والی مدود کے نام بتائیں۔ (20).....33

جواب......امور مطلوبہ:۔

(۱) مد متصل اور مد منفصل کی تعریفات مع امثلہ و مقدار مد۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) مذکورہ کلمات میں پائی جانے والی مدود کے نام۔

(۱) مد متصل اور منفصل کی تعریفات مع امثلہ و مقدار مد:۔

اگر حرف مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو۔جس کلمہ میں حرف مد ہے جیسے۔(سَوَاءٌ ، سُوْٓءٌ، سِیْٓئَتْ) وغیرہ اس کو مد متصل اور مد واجب(۱) بھی کہتے ہیں۔

حاشیہ(۱):۔اس کا ترک کسی قرأت میں جائز نہیں۔

اگر حرف مد ایک کلمہ کے آخر میں ہو۔اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو جیسا کہ (قَالُوْٓا اٰمَنَّا ، فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ) وغیرہ اس کو مد جائز اور مد منفصل کہتے ہیں۔چونکہ اولاً مد کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) مد اصلی

(۲) مد فرعی

مد اصلی میں تو صرف قصر ہی ہوتا ہے اور اسکی مقدار ایک الف یعنی دو حرکتوں کے برابر ہوتی ہے۔

مد فرعی کی اجمالاً چار اقسام ہیں۔

(۱) مد متصل (۲) مد منفصل

(۳) مد لازم (۴) مد عارض۔

مد متصل و منفصل میں توسط ہوتا ہے جن کی تین مقداریں ہیں۔

(۱) دو الف چار حرکت۔

(۲) اڑھائی الف پانچ حرکتیں

(۳) چار الف آٹھ حرکتیں۔

اور مد منفصل میں قصر (یعنی صرف ایک الف کے برابر) بھی کھینچنا جائز ہے۔

(بطریق جزریؒ) شاطبیہ کے طریق سے اس میں توسط ہی ضروری ہے۔اور مد لازم کی چاروں قسموں میں طول ہوتا ہے اور طول کی مقدار میں دو قول ہیں۔

(۱) تین الف۔

(۲) پانچ الف اور مد عارض وقفی مد لین لازم اور لین عارض ان تینوں میں تین تین وجوہ ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) پانچ الفی یا تین الفی طول۔

(۲) تین الفی یا دو الفی توسط۔

(۳) قصر مد عارض وقفی اور لین لازم میں طول افضل ہے پھر توسط پھر قصر اور مد لین عارض میں قصر افضل ہے پھر توسط اور پھر طول کا درجہ ہے۔(۲) اور لین لازم میں قصر نہایت ضعیف ہے۔

حاشیہ (۲) سوال میں مد مطلق ذکر تھا اس لئے تمام مدود کی مقدارین ذکر کی گئی۔

(۲) **مذکورہ کلمات میں پائی جانے والی مدود:۔**

رَحِیۡمٌ اور یَعۡلَمُوۡنَ ۔میں مد عارض وقفی ہے، الم کے لام میں مد لازم حرفی مثقل اور اسکے میم میں مد لازم حرفی مخفف اور حٰـمٓ کی حاء میں مد اصلی اور میم میں مد لازم حرفی مخفف۔عٓسٓقٓ کے عین میں مد لازم لین اور سین وقاف میں مد لازم حرفی مخفف کٓھٰیٰعٓصٓ کے کاف میں مد لازم حرفی مخفف ہاء اور یاء میں مد اصلی جبکہ عین میں مد لازم لین اور صاد میں مد لازم حرفی مخفف جبکہ دَآبَّةٍ اور آلـٰٔنَ میں پہلا مد لازم کلمی مثقل اور دوسرا مد لازم کلمی مخفف۔

۱۱.۱.۱۶

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقة الاولیٰ معلم التجوید

۱۴۳۵ھ/2014ء

السوال الاوّل (الف):۔

(۱) امام حفصؒ کا مکمل تعارف اور آپ کی سند کی تفصیلات حسب کتاب تحریر کریں۔(12)

(۲) مخرج کی کتنی قسمیں ہیں۔تعریف لکھ کر ہر ایک کی تعداد لکھیں۔(11)

(۳) وہ چھ صورتیں جن میں راء پر ہوتی ہے لکھیں۔(10)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) امام حفصؒ کا مکمل تعارف اور آپؒ کی سند کی تفصیلات۔

(۲) مخرج کی اقسام مع تعریفات اور ہر ایک کی تعداد۔

(۳) راء پر ہونے کی چھ صورتیں۔

(۱) امام حفصؒ کا مکمل تعارف اور آپؒ کی سند کی تفصیلات:۔

آپؒ ۹۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۰ھ میں بعمر نوے سال وفات پائی۔آپ نے قرآن مجید حضرت امام عاصم کوفی تابعی سے پڑھا اور ان کے تمام رواۃ وتلامذہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ والے تھے،اور آپؒ کی سند آنحضرت ﷺ تک تین واسطوں کے ذریعے سے پہونچتی ہے جو حسب ذیل ہیں۔حضرت حفصؒ نے امام عاصم بن ابی النجو دکوفی تابعی سے انہوں نے حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب السلمیؒ اور حضرت ابومریم زرّ ابن حبیشؒ سے پھر ان میں سے امام عبداللہ بن حبیب السلمیؒ نے حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت علیؓ بن ابی طالب حضرت ابی بن کعبؓ حضرت زید بن ثابتؓ،اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم (ان پانچ صحابہؓ) سے اور امام زرّ ابن حبیش نے حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اور ان سب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا (از تیسیر لابی عمرو دانی) اور محقق ابن الجزریؒ نے امام عاصم کے تین شیوخ بتائے ہیں۔اور تیسرے شیخ کا نام ابوعمرو،سعد بن الیاس شیبانی بتایا ہے اور پھر یہ فرمایا ہے کہ ان تینوں حضرات نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے پڑھا ہے۔پھر ان تین میں سے السلمیؒ اور زرّ بن حبیشؒ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علی سے بھی پڑھا ہے۔اور السلمیؒ نے ان تین کے علاوہ حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت زید بن

Maktaba Tul Ishaat.com

ثابتؓ سے بھی پڑھا ہے۔(النشر صفحہ ۱۵۵ جلد ۱)

اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب سلمیؒ نے تو حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابیؓ اور حضرت زیدؓ ان پانچ صحابہؓ سے اور حضرت زرّ بن حبیشؒ نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ان تین سے اور حضرت ابوعمر سعد ابن الیاس الشیبانی نے صرف عبداللہ ابن مسعودؓ سے پڑھا اور ان پانچوں صحابہؓ نے خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔

(۲) مخرج کی اقسام مع تعریف اور ہر ایک کی تعداد:۔

مخرج کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مخرج محقق (۲) مخرج مقدر

مخرج محقق:۔ (هُوَ جُزْءٌ مُّعَيَّنٌ مِّنْ اَجْزَآءِ الْحَلْقِ اَوِ اللِّسَانِ اَوِ الشَّفَةِ) یعنی مخرج محقق (۱) حلق یا زبان یا ہونٹ کے اجزاء (حصوں) میں سے کوئی معین حصہ ہوتا ہے۔ اور مخرج مقدّر (۲) وہ ہے جو یا تو ان کے اجزاء میں سے نہ ہو اور اگر ہو تو جزو معین نہ ہو۔

سترہ مخارج میں سے پندرہ محقق ہیں اور دو مقدر۔

(۳) نوٹ:۔ راء کے پر ہونے کی صورتیں الورقۃ الاولی معلم التجوید 2013ء/۱۴۳۴ھ کے السوال الثانی (الف) کے جز (۱) میں تفصیل مذکور ہے۔

☆------------------- یا -------------------☆

السوال الاوّل (ب)......:۔

(۱) جس راء پر وقف کیا جائے اسکا کیا حکم ہے۔(12)

(۲) نون ساکن اور تنوین کے چار احکام لکھ کر بتلایئے نون کو کیا کہا جاتا ہے۔(11)

(۳) ادغام کی باعتبار کیفیت کتنی قسمیں اور کون کون سی ہیں مع امثلہ لکھیں۔(10)

جواب........امور مطلوبہ:۔

(۱) راء موقوفہ کا حکم۔

(۲) نون ساکن وتنوین کے چار احکام اور نون کے نام۔

(۳) ادغام کی باعتبار کیفیت قسموں کی تعداد تعریفات مع امثلہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) راء موقوفہ کا حکم:۔

اگر راء موقوفہ پر اسکان یا اشمام کیساتھ وقت کیا جائے تو چونکہ ان دونوں وقفوں میں راء پوری طرح ساکن پڑھی جاتی ہے اسلیئے اس کو پر یا باریک پڑھنے کیلیئے حرف ماقبل کو۔ اور اگر وہ بھی ساکن ہو۔ تو پھر اسکے ماقبل کو دیکھتے ہیں۔ اگر اس پر فتحہ یا ضمہ ہو تو راء کو پر اور اگر کسرہ ہو تو باریک ادا کرتے ہیں اور اگر روم کیساتھ وقف کیا جائے تو چونکہ اس صورت میں راء پوری طرح ساکن نہیں پڑھی جاتی بلکہ اس کی حرکت بھی تھوڑی سی ادا کی جاتی ہے۔ اسلیئے اس صورت میں ماقبل کو نہیں بلکہ خود اس کی حرکت کے لحاظ سے پر یا باریک پڑھتے ہیں۔ پس کسرہ کی صورت میں باریک اور ضمہ و فتحہ کی صورت میں پر ادا کرتے ہیں۔

(۲) نوٹ.....: ۔نون ساکن وتنوین کے احکام ''معلم التجوید'' کے پہلے پرچہ 2013ء، ۱۴۳۴ھ کے السوال الثانی (ب) کے امر مطلوب اوّل میں تفصیلی گزر چکا ہے۔ ان احکام کے بعد صرف مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ کر دیں۔

احکام مختلفہ کے اعتبار سے نون کے اسماء:۔

اظہار کی صورت میں نون کو نون مظہرہ (۱)، اقلاب کی صورت میں نون مقلوبہ (۲)، ادغام کی صورت میں نون مدغمہ (۳) اور خفاء کی صورت میں نون کو نون مخفاۃ (٤)، کہتے ہیں۔

حاشیہ (۱) ظاہر کیا ہوا نون ساکن۔ (۲) جو نون ساکن بدل دیا گیا ہو میم ساکن سے۔ (۳) جو نون ساکن بعد والے حرف سے ملایا گیا ہو۔ (٤) جس نون کو چھپایا گیا ہو۔

(۳) کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی قسمیں اور مثالیں:۔

باعتبار کیفیت ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تام (۲) ناقص۔

اگر مدغم کو مدغم فیہ سے بالکل بدل کر اس طرح ادغام کیا جائے کہ مدغم کی کوئی صفت بھی باقی نہ رہے تو یہ ادغام تام کہلاتا ہے جیسے۔ (قُلْ رَّبِّ مِنْ لَّدُنْهُ اور عَبَدْتُّمْ وغیرہ) اور اگر مدغم، مدغم فیہ سے پوری طرح نہ بدلے بلکہ اس کی کوئی صفت باقی رہے تو یہ ادغام ناقص کہلاتا ہے۔ جیسے (مَنْ يَّقُوْلُ ، مِنْ وَّلِيٍّ اور فَرَّطْتُّمْ وغیرہ)

☆-----------------☆-----------------☆

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثانی (الف)...:۔

(۱) مثلین، متجانسین اور متقاربین کا کیا مطلب ہے اور ان کے اجتماع سے کیا مراد ہے لکھیں۔ (11)

(۲) ہمزہ کی کتنی قسمیں اور کیا کیا ہیں مع تعریف و امثلہ لکھے۔ (12)

(۳) محل مد کسے کہتے ہیں۔ اور سبب مد کسے (10)

جواب......امور مطلوبہ:۔

(۱) مثلین، متجانسین اور متقاربین کا مطلب اور ان کے اجتماع کا مطلب۔

(۲) ہمزہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ۔ (۳) محل مد اور سبب مد۔

(۱) مثلین، متجانسین اور متقاربین کا مطلب اور ان کے اجتماع کا مطلب:۔

ادغام مثلین:۔ اگر ادغام ایسے دو حرفوں میں ہوا ہو کہ دونوں مخرج اور صفات کے اعتبار سے ایک ہی ہو تو ادغام مثلین (۵) کہلائے گا۔ جیسے۔ دو باء یا دو تاء وغیرہ۔

حاشیہ (۵) وہ دو حرف ایک جیسے ہو۔

ادغام متجانسین:۔ اور اگر ادغام ایسے دو حرفوں میں ہوا ہو کہ جن کا مخرج ایک ہو لیکن صفات کے اعتبار سے ایک نہ ہو تو یہ ادغام متجانسین (٦) کہلائے گا جیسے دال، تاء، اور ذال و ثاء وغیرہ۔ حاشیہ (٦) وہ دو حرف جن کا مخرج ایک ہو۔

ادغام متقاربین:۔ اگر ادغام ایسے دو حرفوں میں ہوا ہو جو مخرج اور صفات دونوں کے اعتبار سے قریب ہو تو یہ ادغام متقاربین (۱) کہلائے گا۔ جیسے قاف و کاف، نون و میم اور لام و راء وغیرہ۔ اور اجتماع کے معنی ہیں اکھٹا ہونا۔

حاشیہ (۱) دو حروف جو قریب المخرج ہو یا قریب الصفات یا دونوں۔

(۲) ہمزہ کی اقسام مع تعریف و امثلہ:۔

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اصلی۔ (۲) زائدہ۔

اصلی:۔ وہ ہمزہ ہے جو حروف اصلیہ یعنی فا، عین، لام، میں سے کسی حرف کے مقابلہ میں واقع ہو، جیسے (اَمَـرَ، سَئَلَ اور بَدَاً کا ھمزہ)

زائد:۔ وہ ہے جو ان حرفوں میں سے کسی کے مقابلہ میں نہ ہو۔ جیسے (اِیۡمَانًا یا اِمۡرُءٌ اور اِمۡرَءَۃٌ) کا ہمزہ۔

پھر زائد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) قطعی

(۲) وصلی

ہمزہ قطعی تو وصل اور ابتداء دونوں حالتوں میں ثابت رہتا ہے اور وصلی ابتداء کی حالت میں تو ثابت رہتا ہے اور وصل یعنی ماقبل سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے (وَاِنْ كَانُوْا وَاِذْ جَعَلْنَا ، وَاِذَا مَرُّوْا اور رَبِّ الْعَرْشِ تَبَارَكَ اسْمُ، عُزَيْرُنِ ابْنُ) (پہلی تین مثالیں ہمزہ قطعی کی اور آخری تین مثالیں ہمزہ وصلی کی ہیں)۔

(۳) محلِ مد اور سببِ مد:۔

حرف مد اور حرف لین تو محل مد(۲) اور شرط مد(۳) کہلاتے ہیں اور ہمزہ وسکون سبب مد چنانچہ (مِنَ السَّمَآءِ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ، ءٰٓالْئٰنَ، دَآبَّةٍ، قٓ اور تُكَذِّبٰنِ میں الف بالسُّوْٓءِ قَالُوْٓا اِنَّمَا، نٓ، يَعْلَمُوْنَ اور مِنْ خَوْفٍ میں واو اور سَيِّـئٰتُ، اَلَّذِیْٓ اٰمَنَ ، حٰمٓ اَلرَّحِيْمِ اور وَالصَّيْفِ) میں یا تو شرط مد یا محل مد کہلاتے ہیں اور ہمزہ اور سکون سبب مد پھر ان دو سببوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔

چنانچہ ہمزہ کی دو قسمیں یہ ہیں:۔

(۱) ہمزہ متصل

(۲) ہمزہ منفصل

اور سکون کی یہ ہیں۔

(۱) سکون لازم(٤) (۲) سکون عارض(٥) اس بناء پر فرعی کی چار قسمیں ہو جاتی ہے۔

حاشیہ (۲) یعنی مد کرنے کی جگہ (۳) یعنی حرف مد اور حرف لین مد کے لئے شرط ہے۔ (٤) جس حرف کا سکون اپنا ہو۔
(٥) یعنی جس حرف کا سکون عارضی ہو۔

☆------------------ یا ------------------☆

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثانی (ب)..........:۔

(۱) اجتماع ساکنین کی قسمیں مع تعریف لکھ کر حکم بیان کریں۔(11)

(۲) کسی کلمہ میں دو ہمزوں کے جمع ہونے کی کتنی اور کیا کیا صورتیں ہیں اور کس صورت میں حذف، ابدال یا تسہیل پائی جاتی ہے۔(12)

(۳) مشہور آداب تلاوت تحریر کریں۔(10)..................

جواب..........امور مطلوبہ:۔

(۱) اجتماع ساکنین کی قسمیں مع تعریف اور حکم:۔

(۲) ایک کلمہ میں دو ہمزوں کے جمع ہونے کی اور حذف، ابدال اور تسہیل کی صورتیں

(۳) مشہور آداب تلاوت

(۱) اجتماع ساکنین کی قسمیں مع تعریف وحکم:۔

نوٹ:۔ یہ جز الورقۃ الاولیٰ 2013 / ۱۴۳۴ کے السوال الثالث (الف) کے جز (۱) میں گزر چکا ہے۔

(۲) ایک کلمہ میں دو ہمزوں کے جمع ہونے کی صورتیں اور حذف، ابدال اور تسہیل کی صورتوں کی تعیین:۔

دو ہمزوں کے جمع ہونے کی اجمالی صورتیں دو ہی ہیں۔

(۱) دونوں متحرک

(۲) اول متحرک ثانی ساکن اور تفصیلی صورتیں اسکی پانچ ہیں۔

(۱) دونوں متحرک اور دونوں قطعی جیسے (ءَ اَلِدُ ءَ اُنْزِلَ ، ءَ اِنَّكَ وغیرہ)

(۲) دونوں متحرک مگر پہلا قطعی اور دوسرا وصلی مفتوح جیسے (آٰللّٰهُ اور آٰلْـئٰـنَ وغیرہ) کہ اصل میں یہ (ءَ اَللّٰهُ اور ءَ اَلْئٰنَ) تھے۔

(۳) دونوں متحرک مگر پہلا قطعی اور دوسرا وصلی مکسور جیسے (اَسْتَكْبَرْتَ اور اَطَّلَعَ وغیرہ) کہ اصل میں یہ (ءَ اِسْتَكْبَرْتَ اور ءَ اِطَّلَعَ) تھے۔

(۴) اول قطعی متحرک اور دوسرا ساکن جیسے (اٰمَنَ اِيْمَانًا) کہ اصل میں یہ (ءَ اْمَنَ اِئْمَانًا) تھے۔

(۵) پہلا متحرک وصلی اور دوسرا ساکن جیسے (اِيْتُوْنِيْ اور اُوْتُمِنَ)اور حکم ان صورتوں کا یہ ہے کہ پہلی صورت میں

Maktaba Tul Ishaat.com

صرف ایک کلمے میں تسہیل (۲) اور باقی ہر جگہ تحقیق (۳) اور دوسری صورت میں تسہیل وابدال (٤) دونوں مگر ابدال اولیٰ (افضل) ہے اور تیسری میں صرف حذف (٥) اور چوتھی میں صرف ابدال اور پانچویں میں صرف ایک حالت میں ثانی ہمزہ کا ابدال اور دوسری حالت میں پہلے ہمزہ کا حذف۔

حاشیہ: (۲) ہمزہ کو اس طرح ادا کرنا کہ نہ قوت کیساتھ ہو اور نہ بالکل الف ہو۔ (۳) ہمزہ کو قوت اور جھٹکے کیساتھ پڑھنا۔ (٤) ہمزہ کو الف وغیرہ سے بدل دینا۔ (٥) گرادینا نہ پڑھنا۔

(۳) مشہور آدابِ تلاوت:۔

(۱) قاری مسواک اور وضو کے بعد یکسوئی کی جگہ میں نہایت وقار اور تواضع کیساتھ قبلہ رُخ ہوکر بیٹھے اور اللہ سے اس ثواب کی امید رکھتے ہوئے جس کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں تلاوت کرے۔

(۲) قرآن شریف کی تلاوت بہتر تو یہی ہے کہ وضو کر کے کی جائے کیونکہ وضو کر کے پڑھنے سے ایک حرف کا ثواب پچیس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔ ہاں بے وضو بھی جائز ہے لیکن بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

(۳) تلاوت کے وقت خوشبو استعمال کرے اگر میسر ہو ورنہ مسواک اور وضو ہی کافی ہے۔ اور حسب توفیق لباس صاف پہن کر سکون ووقار کے ساتھ بیٹھے۔

(۴) تلاوت قرآن کے وقت نہ ہنسے نہ کھیلے کیونکہ یہ بہت بے ادبی ہے۔ درمیان میں کسی سے بات چیت نہ کرے اگرچہ سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ ضرورت پیش آجائے تو قرآن مجید بند کر کے بات کرے پھر اعوذ پڑھ کر تلاوت شروع کرے۔

(۵) تلاوت آہستہ اور اونچی آواز سے دونوں طرح جائز ہے مگر جہاں جو صورت بہتر ہو وہاں اسی طرح مستحب ہے۔ مثلاً اگر زور سے پڑھنے میں ریا کا اندیشہ ہو یا اس سے کسی مریض کو تکلیف ہوتی ہو تو اس صورت میں آہستہ پڑھنا مستحب ہوگا۔

(٦) تلاوت کے آخر میں یہ کلمات پڑھیں۔ صدق اللّٰہ مولٰنا العظیم وَصَدَقَ رَسُوْلہ النبی الکریم وَنَحْنُ علیٰ ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْن۔ سامعین کی موجودگی میں یہ کلمات ضرور پڑھیں تا کہ ان کو قراءۃ کے ختم ہونے کا علم ہوجائے۔

(۷)۔ تلاوت سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب ہونا چاہیے ریا یعنی کسی کو دکھانے کی غرض سے نہیں ہونی چاہیے۔

☆ ☆ ☆

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثالث (الف)......:۔

(۱) مدکی اوّل کتنی قسمیں اور کیا کیا ہیں مع تعریف اور امثلہ تحریر کریں۔(11)

(۲) وقفِ تام، کافی، حسن اور قبیح کی تعریف اور مثالیں قلم بند کریں۔(12)

(۳) تلاوتِ قرآن کا کیا انداز ہونا چاہئے تفصیل کیساتھ لکھے۔(10)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) مدکی اوّلاً قسمیں مع تعریف وامثلہ۔

(۲) وقفِ تام، کافی، حسن اور قبیح کی تعریفات اور مثالیں۔

(۳) تلاوتِ قرآن کا مفصل انداز۔

(۱) مدکی اوّلاً دو قسمیں مع تعریف وامثلہ:۔

اوّلاً مدکی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) اصلی (۲) فرعی

اصلی کو طبعی اور ذاتی اور فرعی کو زائد بھی کہتے ہیں پھر مد اصلی کی تو ایک ہی قسم ہے البتہ مد فرعی کی متعدد قسمیں ہیں۔

مد اصلی کی تعریف وامثلہ:۔ مد اصلی وہ ہے جو کسی سبب پر موقوف نہ ہو اور اس کے ادا ہوئے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہ رہے جیسے۔ (قَالَ، قِيلَ اور قُوْلُوْا) کا مد کیونکہ اگر ان میں مد نہ کیا جائے تو الف، واؤ اور یاء کی ذات ہی فوت ہو جائے گی۔اور اس کا ترک حرام ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کا ایک حرف کم ہو جاتا ہے۔

مد فرعی کی تعریف وامثلہ:۔ مد فرعی وہ ہے جس کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف ہو اور اس کے ادا نہ ہونے سے حرف کی ذات معدوم نہیں ہوتی۔البتہ قواعد عرفیہ تجویدیہ کا خلاف لازم آتا ہے اور حرفوں کی خوبصورتی جاتی رہتی ہے جیسے۔ (مِنَ السَّمَآءِ، سُوْٓءٌ، سِيّٖـَٔتْ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ)

(۲) وقف تام، کافی، حسن اور قبیح کی تعریفات اور مثالیں:۔

(۱) وقفِ تام:۔جس کلمہ پر وقف کیا ہے اگر اسکو مابعد سے کسی قسم کا تعلق نہ ہو نہ لفظی نہ معنوی یعنی جملہ بھی ختم ہو گیا اور مضمون بھی، تو یہ وقف تام کہلاتا ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ کے شروع میں اَلْمُفْلِحُوْنَ کہ اس کو مابعد سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے نہ لفظی نہ معنوی۔

(۲) وقفِ کافی:۔اگر کلمہ موقوف علیہ کو مابعد سے لفظی تعلق تو نہ ہو البتہ معنوی ہو یعنی جملہ تو ختم ہو گیا ہو مگر

مضمون ختم نہ ہوا ہو تو اس وقف کو وقفِ کافی کہتے ہیں جیسا کہ سورۃ بقرہ ہی کے شروع یُنۡفِقُوۡنَ اور لَایُؤۡمِنُوۡنَ۔ کہ ان دونوں کو مابعد سے تعلق لفظی تو نہیں البتہ معنوی ہے۔

(۳) وقفِ حسن:۔ اگر کلمہ موقوف علیہ پر جملہ تو پورا ہو چکا ہو لیکن مابعد سے تعلقِ لفظی اب بھی باقی ہو تو یہ وقف وقفِ حسن کہلاتا ہے جیسا کہ سورۃ فاتحہ کے شروع میں اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ پر کیونکہ اگرچہ لِلّٰهِ پر مبتداء اور خبر ملکر جملہ پورا تو ہو گیا ہے لیکن اس کو مابعد سے یعنی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سے تعلق باقی ہے اسلیے کہ اسم اللہ موقوف ہے اور رب العلمین اسکی صفت ہے۔

(۴) وقفِ قبیح:۔ اگر کلمہ موقوف علیہ پر سرے سے جملہ ہی پورا نہ ہو تو یہ وقف، وقفِ قبیح کہلائے گا جیسا کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ میں اَلۡحَمۡدُ پر اور وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ میں وَاِذۡ قَالَ پر کیونکہ اس صورت میں مبتداء پر بغیر خبر کے اور فعل پر بغیر فاعل کے وقف ہوگا۔

(۳) تلاوت قرآن کا انداز:۔

تلاوت قرآن کے تین انداز ہیں۔

(۱) ترتیل (۲) حدر (۳) تدویر۔

اطیمنان اور خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا جس طرح کہ جلسوں اور اجتماعات میں پڑھا جاتا ہے اس کو ترتیل کہتے ہیں۔ تیزی اور روانی کے ساتھ پڑھنا جانا ہے جس طرح کہ تراویح میں پڑھتے ہیں۔ اس کو حدر کہتے ہیں اور ان دونوں کی درمیانی رفتار پر پڑھنا جس طرح امام فرض نمازوں میں پڑھتا ہے اس کو تدویر کہتے ہیں مگر تیز اِس حد تک پڑھنا جائز ہے کہ قواعد تجوید کی رعایت برقرار رہے اور اگر اتنا تیز پڑھا کہ حرف صاف صاف سنائی نہ دے اور غلط ملط ہوتا گیا یا حرف مد کی مقدار پوری نہ ہوئی یا حرکات سمٹی ہوئی ادا ہوئیں تو ایسا تیز پڑھنا جائز نہیں۔ پھر یہ سمجھو کہ تدویر میں پڑھنا تو کوئی اتنا زیادہ مشکل نہیں۔ کیونکہ اِس میں نہ بہت تیز پڑھا جاتا ہے۔ اور نہ ہی بہت ٹھہر ٹھہر کر۔ البتہ حدر اور ترتیل میں پڑھنا ان کی خوب مشق کیے بغیر مشکل ہے کیونکہ بہت ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا بھی مشکل ہے اور تیز پڑھنا بھی۔ لہٰذا تلاوت کے ان ہر دو انداز کی مشق بھی زیادہ کرنی چاہیئے۔

☆---------------- یا ----------------☆

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثالث (ب)........:۔

(۱) آخر کے اعتبار سے کلمہ کی کتنی حالتیں ہیں اور وقف کا کیا طریقہ ہے۔؟ (11)

(۲) ھائے ضمیر میں حرکت اور صلہ کے اعتبار سے ضابطہ لکھ کر خلاف ضابطہ مثالیں بھی لکھیں (12)۔

(۳) قرآن مجید میں کتنے سکتے ہیں، کون کون سے ہیں نیز علماءِ اوقاف کے مقرر کردہ سکتات بھی تحریر کیجئے۔

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) آخر کے اعتبار سے کلمہ کی حالتیں اور ان پر وقف کا طریقہ۔

(۲) ھائے ضمیر میں حرکت اور صلہ کے اعتبار سے ضابطہ اور خلاف ضابطہ کی مثالیں۔

(۳) قرآن مجید میں سکتوں کی تعداد مع تعیین اور علماء اوقاف کے مقرر کردہ سکتات کی نشاندہی۔

(۱) آخر کے اعتبار سے کلمہ کی حالتیں اور ان پر وقف کا طریقہ:۔

آٹھ حالتیں ہیں:۔

(۱) کلمہ کے آخری حرف پر ایک زبر ہو جیسے اَلْعٰلَمِیْنَ ۔ (۲) ایک زیر جیسے یَوْمِ الدِّیْنِ ۔

(۳) ایک پیش ہو جیسے نَسْتَعِیْنُ ۔ (۴) دوزیر ہو جیسے مِنْ نَّذِیْرٍ ۔

(۵) دو پیش ہو جیسے قَدِیْرٌ ۔ (۶) دوزبر ہو جیسے بَصِیْرًا ۔

(۷) آخری حرف تائے مدّ ورہ ہو جیسے اَلْبَیِّنَۃُ ۔

(۸) آخری حرف ساکن ہو جیسے اَنْتُمْ ۔ عَلَیْھِمْ ۔ جَعَلَا ۔ قَالُوْا ۔ اَلْقَوْا ۔ اَخِیْ ۔ ذَوَاتَیْ ۔ پس ایک زبر کی صورت میں حرف بالاسکان اور ایک زیر اور دوزیر کی صورت میں بالاسکان اور بالروم اور ایک پیش اور دو پیش کی صورت میں بالاسکان بالروم اور بالاشمام تینوں جائز ہیں۔ اور دوزبر اور تائے مدورہ کی صورت میں بالابدال ہوگا اور ساکن ہونے کی صورت میں بالسکون کہلائے گا۔

(۲) ھائے ضمیر حرکت اور صلہ کے اعتبار سے ضابطہ اور خلاف ضابطہ کے مثالیں:۔

اگر ہائے ضمیر کے قبل یائے ساکنہ خواہ مدہ ہو خواہ لین جیسے فِیْہِ اِلَیْہِ یا کسرہ ہو جیسے بِہٖ تو ان دوصورتوں میں ہائے ضمیر مکسور پڑھی جاتی ہے۔ البتہ چار کلموں میں جو پانچ جگہ آئے ہیں۔ اس عام قاعدہ کیخلاف پڑھی جاتی ہے۔ اِس طرح کہ دو میں مضموم ہے اور دو میں ساکن۔ پس جن دو میں مضموم پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) وَما اَنۡسٰنِيۡهُ سورة کھف.

(۲) عَلَيۡهُ اللّٰه. سورة الفتح اور جن دو میں ساکن پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔

(۱) اَرۡجِهۡ دوجگہ اعراف اور شعراء۔

(۲) فَاَلۡقِهۡ نمل ، اور اگر ہائے ضمیر سے پہلے کسرہ یا ہائے ساکنہ کے علاوہ کوئی اور صورت ہو تو ہائے ضمیر مضموم پڑھی جاتی ہے۔ جیسے اَخاهُ رَاَيۡتُمُوۡهُ رَسُوۡلُهٗ اور مِنۡهُ اور یہ کل پانچ صورتیں بنتی ہیں۔ البتہ وَيَتَّقۡهِ سورة نور، کی ھا اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے کہ بجائے مضموم پڑھی جانے کی مکسور پڑھی جاتی ہے۔

جب ھائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد دونوں طرف حرکت والا حرف ہو تو اس صورت میں ھائے ضمیر صلہ (۱) سے پڑھی جائے گی۔ پھر اگر ہائے ضمیر مضموم ہوگی تو صلہ واؤ کے ساتھ ہوگا اور اگر ہائے مکسور ہوگی۔ تو صلہ یاء کے ساتھ ہوگا جیسے اَمۡرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ اور بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ البته يَرۡضَهُ لَكُمۡ سورة زمر، کی ھا باوجود یہ کہ اس کے ماقبل و مابعد دونوں طرف حرکت والا حرف ہے۔ مگر پھر بھی اِس میں صلہ نہیں ہوتا اور اگر ہائے ضمیر کے ماقبل یا مابعد یا دونوں طرف ساکن حرف ہوگا تو ان تینوں صورتوں میں اس میں صلہ نہیں کیا جائے گا جیسے مِنۡهُ الۡمَآءَ يُعَلِّمُهُ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰيٰتٌ اور فِيۡهِ اَبَدًا وغیرہ البتہ فِيۡهٖ مُهَانًا سورة فرقان میں باوجود یہ کہ اس کی ھا کے ماقبل یائے ساکنہ ہے۔ مگر پھر بھی اس میں صلہ ہوتا ہے اور وَمَا اَنۡسٰنِيۡهُ، اَلۡقِهۡ .يَرۡضَهُ لَكُمۡ . مُهَانًا.

حاشیہ (۱) یعنی کھینچ کر پڑھی جائے۔

(۳) قرآن مجید میں سکتوں کی تعداد مع تعیین اور علماء اوقاف کے مقرر کردہ سکتات کی نشاندہی:۔

سکتے (۱) پورے قرآن مجید میں چار (۴) ہیں اور وہ یہ ہے۔

حاشیہ (۱) بغیر سانس لئے رک جانا سکتہ کہلاتا ہے۔

(۱) سورة کہف کے شروع میں عِوَجًا کے الف پر

(۲) سورة یٰسٓ میں مِنۡ مَّرۡقَدِنَا کے الف پر

(۳) سورة قیامہ میں وَقِيۡلَ مَنۡ کے نون پر

(۴) سورة مطففین میں بَلۡ رَانَ کے لام پر یہ چار سکتے تو وہ ہیں جو صاحب روایت یعنی خود حضرت حفص سے ثابت ہیں اور یہ ضروری اور واجب ہیں اور ان کے ترک سے روایت کا خلاف (۲) لازم آتا ہے۔ یاں ان کے علاوہ

Maktaba Tul Ishaat.com

چار سکتے اور بھی ہے مگر وہ صاحب روایت سے مروی نہیں بلکہ علماء اوقاف کے مقرر کیے ہوئے ہیں اس لئے وہ واجب بھی نہیں ہیں البتہ جائز ہیں اور وہ یہ ہے۔ حاشیہ (۲) یعنی روایت حفصؒ کے حکم کے خلاف ہوگا۔

(۲) سورۃ اعراف میں رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا کے الف پر۔ (۲) سورۃ اعراف ہی میں اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا کے واو پر۔

(۴) سورۃ قصص میں یُصْدِرَ الرِّعَآءُ کے ہمزہ پر۔

☆ - - - - - - ☆ - - - - - - ☆

محمد ابرار
جامعہ فاروقیہ شجاع آباد
وٹس آپ گروپ
علماء دیوبند لائبریری
ایڈمن = 0300-4545376

الورقة الاولیٰ : معلم التجوید

۱۴۳۶ھ/2015ء

السوال الاول (الف):۔

(۱) قرآن مجید کی حفاظت وکتابت کے حوالے سے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۔عہد صدیقی اور عہد عثمانی رضی اللہ عنہم میں کیا طریقہ رہا؟ تفصیلاً لکھے۔

جمع قرآن سے متعلق بھی اپنی معلومات سپرد قلم کیجئے۔

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) عہد نبوی ﷺ،عہد صدیقیؓ،اور عہد عثمانیؓ میں قرآن کی حفاظت وکتابت پر جامع نوٹ۔

(۲) جمع قرآن سے متعلق معلومات۔

(۱) عہد رسالت میں قرآن کی حفاظت وکتاب:۔

جب قرآن مجید کی کئی آیتیں یا کوئی سورت نازل ہوتی تو سب سے پہلے اِس کی حفاظت کا انتظام یہ ہوتا۔کہ وہ نازل شدہ حصّہ آنحضرت کے سینہ مبارک میں محفوظ ہو جاتا۔اور حفاظت کی یہ شکل خود حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی تھی۔ جس کا اعلان سورۃ قیٰمہ کے پہلے رکوع میں ان لفظوں میں فرمایا۔

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ۔ (ترجمہ) بے شک ہمارے ذمہ ہے۔

قرآن کا آپ کے سینے میں محفوظ کر دینا۔اور پھر اِس کا آپ ﷺ کی زبان سے پڑھوا دینا اور پھر بہت سے صحابہ کرامؓ اِس کو حفظ یاد کر لیتے اور جو لکھنا جانتے وہ لکھ بھی لیتے۔علاوہ ازیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان صحابہ کرامؓ میں سے جن کو آپؐ نے قرآن کے لکھنے پر مقرر فرمایا۔کسی کو بلا کر وہ نازل شدہ حصّہ لکھوا دیتے۔اِس طرح قرآن کا وہ حصّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہؓ کے سینوں میں بھی محفوظ ہو جاتا،اور بہت سے صحابہ کرامؓ کے پاس کتابی شکل میں بھی مدون ہو جاتا۔

(۲) عہد صدیقی میں قرآن کی حفاظت وتدوین:۔

پورے کا پورا قرآن مجید حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں اور آپؓ ہی کے حکم سے ایک جگہ جمع کیا گیا اور اِس

Maktaba Tul Ishaat.com

خدمت کو آپؓ نے حضرت زیدؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی قرآن لکھنے والے صحابہؓ کی جماعت کے افسر تھے۔ چنانچہ آپؓ نے اس خدمت کو نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ سرانجام دیا۔ اور پورے قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو قرآن مجید کے ایک جگہ جمع کرانے کا مشورہ حضرت عمر فاروقؓ نے دیا اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عہد صدیقی میں مسلمانوں کو مرتدین کی ایک جماعت کے ساتھ جن کا سردار مسیلمہ کذاب تھا۔ لڑائی لڑنی پڑی۔ جس میں بہت سے صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے شہید ہونے والے صحابہؓ میں ایک بڑی جماعت حفاظ قرآن کی بھی تھی۔ اس لئے حضرت فاروق اعظمؓ کو یہ خیال ہوا کہ اگر قرآن مجید کو سرکاری انتظام کے تحت ایک جگہ لکھوا کر محفوظ نہ کر لیا گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اسی طرح حفاظ قرآن لڑائیوں میں شہید ہوتے رہے۔ اور قرآن بھی خدا نخواستہ پہلی کتابوں کی طرح ضائع ہو جائے اور اسی خطرہ کے پیش نظر جناب عمر فاروقؓ نے خلیفہ رسولؐ حضرت صدیق اکبرؓ کو حکومت کی نگرانی میں ایسا کرانے کا مشورہ دیا۔

دورِ عثمانی میں قرآن کی خدمت واشاعت:۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں اسی عہد صدیقی کے جمع کردہ قرآن کی بہت سی نقلیں کرا کر بڑے بڑے اسلامی شہروں میں بھجوا دیں اور حکم دیا کہ ان ہی نسخوں کے مطابق قرآن لکھا جائے اور پڑھا پڑھایا جائے۔

حضرت حذیفہؓ بن الیمانؓ نے ایک اسلامی لڑائی میں مسلمانوں کے دو گروہوں کو قرآن کے بعض کلمات کی قرأت کے بارے میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھا۔ کہ ہر گروہ دوسرے گروہ کی قرأت کو غلط اور اپنی قرأت کو صحیح بتا رہا تھا۔ حضرت حذیفہؓ نے اس صورت حال سے حضرت عثمانؓ کو آگاہ کر کے ان کی توجہ اِس صورت حال سے حضرت عثمانؓ کو آگاہ کر کے ان کی توجہ اِس طرف مبذول کرائی کہ قرآن مجید کو وسیع پیمانہ پر لکھوا کر اس کی حفاظت کا انتظام فرمائیں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کا بھی وہی حال نہ ہو جائے۔ جو دوسری آسمانی کتابوں کا ہے۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ نے عہد صدیقی کے جمع کیے ہوئے قرآن کو منگا کر اس کی متعدد نقلیں کرنے کا حکم دیا۔ اور آپؓ نے بھی اِس خدمت کے لیے حضرت زیدؓ بن ثابتؓ کو ہی منتخب فرمایا۔ اور ان کے ساتھ چند اور نامور صحابہؓ کو اس خدمت پر مامور فرما دیا۔ بس اُس وقت سے اب تک ساری امت کا اِس پر اجماع رہا ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ کے لکھوائے ہوئے قرآن کے ان نسخوں کے مطابق ہی لکھنا اور پڑھنا ضروری ہے اور اِس کے خلاف ہرگز جائز نہیں۔

نوٹ.........: جمع قرآن سے متعلق معلومات اسی سوال کے اول جز کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

☆--------------- یا ---------------☆

السوال الاوّل (ب)..........:۔

(۱) امام عاصمؒ اور امام حفصؒ کا تفصیلی تعارف لکھ کر یہ بتائیں کہ ان کی سند آپ صلی علیہ وسلم سے کتنے واسطوں سے متصل ہے؟

جواب..............امور مطلوبہ:۔

نوٹ:۔ یہ سوال الورقۃ الاولیٰ 2014ء۔ ۱۴۳۵ھ کے السوال الاول (الف) کے جز (1) میں گزر چکا ہے۔

السوال الثانی (الف)..........:۔

(۱) ترتیل کیا ہے اور اس کے اجزاء کتنے اور کیا کیا ہیں۔(25)۔

(۲) اصول مخارج ذکر کریں (8)۔

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) ترتیل کی تعریف اور اسکے اجزاء۔

(۲) اصول مخارج

(۱) ترتیل کی تعریف اور اسکے اجزاء:۔

سورۃ مزمل میں ارشاد باری ہے وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا۔ یعنی قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھو اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھا جائے۔ چنانچہ تفسیر بیضیاوی میں وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيلًا کی تفسیر جَوِّدِ الْقُرْاٰنَ تَجْوِيدًا سے ہی کی گئی ہے (نہایت القول المفید) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ منقول ہے یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کا محل اور اس کا طریقہ پہچاننے کا اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُقْرَاَ الْقُرْاٰنُ كَمَا اُنْزِلَ.

اور یہ ظاہر ہی ہے کہ قرآن مجید کا نزول تجوید کے ساتھ ہوا ہے اس لئے کہ تجوید سے مراد قرآن مجید کا عربی تلفظ اور اِس کے حروف وکلمات کی وہ ادا ہے جس سے اِس کا عربی میں اور کلام الٰہی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور اس کے بڑے بڑے اجزاء تو دو ہی ہے (۱) تجوید الحروف (۲) معرفۃ الوقوف (۱)۔ اور یہ بھی وہیں۔ سیدنا علی کرم اللہ

Maktaba Tul Ishaat.com

وجہہ کی تفسیر سے جو آپ سے اِس آیت مبارک کے بارے میں منقول ہے۔ البتہ اگر کچھ تفصیل کی جائے تو اس کے اجزاء پانچ تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ اسطرح کہ تجوید الحروف اور معرفۃ الوقوف یہ دو تو ترتیل کے جز ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے بھی دو دو جز ہیں چنانچہ تجوید الحروف کے دو جز ہے۔ (۱) مخارج الحروف (۲) صفات الحروف اور معرفۃ الوقوف کے دو جز یہ ہیں (۱) کیفیت وقف (۲) محل وقف یہ کل چار ہوئے پھر صفات کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) صفات لازمہ (۲) صفات عارضہ پس یہ کل پانچ چیزیں ہوئیں۔ جن کے مجموعہ پر ترتیل کا اطلاق ہوتا ہے (۱) مخارج (۲) صفات لازمہ (۳) صفات عارضہ (۴) محل وقف (۵) کیفیت وقف۔

حاشیہ (۱) وقف کے احکام کو جاننا۔

(۲) اصول مخارج:۔

اصلِ مخرج اِس جگہ کو کہتے ہیں جس میں ایک سے زیادہ مخارج ہو۔ چونکہ حلق میں تین، زبان میں دس اور ہونٹوں میں دو مخرج ہیں اِس لئے ان کو اصول مخارج کہتے ہیں۔

☆------------------ یا ------------------☆

السوال الثانی (ب)..........:۔

(۱) صفت کی لغوی و اصطلاحی تعریف لکھ کر اِس کی قسمیں اور تعداد قلم بند کیجئے۔

(۲) ہمس اور خوت کے معنیٰ اور حروف تحریر کیجئے؟

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) صفت کے لغوی و اصطلاحی تعریف، اِسکی قسمیں اور تعداد۔

(۲) ھمس اور رخوت کے معنیٰ اور ان کے حروف۔

(۱) صفت کے لغوی و اصطلاحی تعریف اسکی قسمیں اور تعداد:۔

صفت کے لغوی معنی مَا قامَ بالشَّیْءِ مِنَ المعانیُ کے ہیں یعنی ۔۔۔ انی کی قبیل سے وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے سہارے قائم ہو۔ جیسا کہ سیاہی اور علم بس علم کا تحقیق بغیر عالم کے اور سیاہی کا بغیر سیاہ چیز کے نہیں ہوسکتا اور اصطلاح میں صفت کی تعریف یہ ہے۔

اَلصِّفَةُ هِيَ كَيفِيَّةٌ عَارِضَةٌ لِّلْحُرُوْفِ عِنْدَ حُصُوْلِهِ فِي الْمَخْرَجِ مِنَ الجَهْرِ والرِّخَاوَةِ وَالْهَمْسِ وَالشِّدَّةِ وَنَحْوُهَا) یعنی صفت حروف کی وہ کیفیت ہے۔ جو مخرج سے ادا ہوتے وقت اِس کو پیش آتی ہے جیسا کہ سانس اور آواز کا جاری رہنا یا بند ہو جانا اور حرف کا سخت ہونا یا نرم ہونا وغیرہ وغیرہ۔

دو قسمیں:۔

(۱) لازمہ یعنی وہ جو حرف سے کبھی جدا نہ ہوں، اور ان میں سے جس حرف میں جو صفت پائی جاتی ہو، اگر اِس کو ادا نہ کیا جائے تو وہ حرف دوسرے حرف سے بدل جائے یا ناقص ادا ہو مثلاً (ظ) میں اگر صفت استعلاء اور اطباق کو ادا نہ کیا جائے تو وہ (ذ) سے بدل جائے گا۔

(۲) عارضہ صفات جو کبھی پائی جائیں اور کبھی نہ پائی جائیں اور ان کے ادا نہ ہونے سے نہ تو کوئی حرف کسی دوسرے حرف سے بدلتا ہے اور نہ ہی اِس میں اِس قسم کا نقصان ہوتا ہے۔ جس قسم کا صفات لازمہ کے نہ پائے جانے کی صورت میں ہوتا ہے البتہ حرفوں کا وہ حسن اور ان کی وہ زینت جو اہل ادا کے ہاں مطلوب ہے فوت ہو جاتی ہے اور اسی لئے ان کو محسنہ، محلیہ اور مزینہ بھی کہتے ہیں۔

صفات لازمہ جو مشہور ہیں۔ وہ اٹھارہ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ہمس، جہر، شدت (توسط) رخاوت، اِستعلاء، استفال، اطباق، انفتاح، اذلاق، اصمات، صفیر، قلقلہ، لین، انحراف، تکریر، تفشی، غنہ، استطالت

(۲) **ہمس اور رخوت کے معنٰی اور ان کے حروف:۔**

ہمس کے معنی اور حروف:۔ ھمس کے لغوی معنی پست آواز کے ہیں اور مجودین کی اصطلاح میں ہمس کے معنی ہیں حرف کے ادا ہوتے وقت آواز کا مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرنا کہ اس کے اثر سے سانس جاری رہ سکے اور آواز پست ہو حروف مہموسہ فَحَثَّهٗ شَخصٌ سَكَتْ ہیں۔

رخوت کے معنی اور حروف:۔

رخوت یا روخاوت کے معنی لغت میں نرمی کے ہیں اور اصطلاح میں اس کے معنی ہیں حرف کے ادا ہوتے وقت آواز کا مخرج میں ایسی نرمی کے ساتھ ٹھہرنا کہ اسکے اثر سے آواز جاری رہ سکے اور صرف نرم ادا ہو۔ حروف شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی حروف رخوہ ہیں ا، ث، خ، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ظ، غ، ف، و، ھ، ی۔ جن کا مجموعہ خُذْغَثٌّ، حَظٍّ، فِضَّ، شَوْصٍ زِيَّ، سَاهٍ ہے۔ (کمال الفرقان)

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثالث (الف).........:۔

(۱) تفخیم راء کی کتنی صورتیں اور کون کون سی ہیں؟ بالتفصیل مع امثلہ ذکر کریں (25)

(۲) راء موقوفہ بالاسکان وبالاشمام کی تعریف اور حکم لکھے (9)۔

نوٹ:۔راء کی تفخیم کی صورتیں مع امثلہ الورقۃ الاولی ۲۰۱۳۔۱۴۳۴ کے السوال الثانی (الف) کے جز (۱) میں گزر چکی ہیں۔

(۲) راء موقوفہ بالاسکان وبالاشمام کی تعریف مع حکم:۔

راء موقوفہ بالاسکان کی تعریف:۔

وہ راء جس پر وقف کرنے کی حالت میں اس کو ساکن کر کے آواز اور سانس دونوں کو منقطع کر دیا جائے۔

راء موقوفہ بالاشمام:۔

وہ راء جس پر وقف کی حالت میں حرکت کی ادائیگی کے بغیر صرف ہونٹوں کو گول کیا جائے جس طرح ضمہ ادا کرتے وقت کیے جاتے ہیں۔اور یہ صرف ضمہ میں ہوتا ہے۔

راء موقوفہ بالاسکان وبالاشمام کا حکم:۔

اگر راء موقوفہ بالاسکان یا بالاشمام پر وقف کیا جائے تو ان دونوں وقفوں میں راء پوری طرح ساکن پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کو پر یا باریک پڑھنے کیلئے ماقبل حرف کو دیکھنا ہوگا اگر وہ بھی ساکن تو پھر اس کے ماقبل کو دیکھنا ہوگا اگر اس پر فتحہ یا ضمہ ہو تو راء کو پر اور اگر کسرہ ہو تو باریک ادا کرتے ہیں۔

☆------------------- یا -------------------☆

السوال الثالث (ب).........:۔

(۱) ادغام کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف مع مثال لکھیں۔(25)

(۲) ادغام کے مواقع کیا ہیں۔(9)

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) ادغام کی اقسام مع امثلہ۔

(۲) ادغام کے مواقع۔

(۱) ادغام کی اقسام مع امثلہ:۔

الورقۃ الاولی 2014ء۔ ۱۴۳۵ھ کے سوال ثانی الف کے جز (1) میں گزر چکا ہے۔

(۲) ادغام کے مواقع:۔

ادغام کے کئی مواقع ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ وہ حالتیں یا وہ جگہیں جہاں پر ادغام کی شرائط موجود ہو اور موانع (رکاوٹیں) موجود نہ ہو اور وہاں پر ادغام کیا جائے۔ (۱) نون ساکن وتنوین (۲) میم ساکن (۳) لام تعریف (۴) اجتماع مثلین (۵) اجتماع متجانسین (٦) اجتماع متقاربین۔ البتہ پانچ کلمات ایسے ہیں جن میں ادغام کی شرط پائے جانے کے بغیر ادغام ہوتا ہے وہ یہ ہیں (١) نِعِمَّا (٢) اَتُحَآجُوْنِّی (٣) مَكَّنِّی (٤) تَاْمُرُوْنِّیْ (٥) لَاتَاْمَنَّا

☆------------------☆------------------☆

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقة الاولیٰ : معلّم التجوید

۱۴۳۷ھ/2016ء

السوال الاول (الف)..............:۔

(ا) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا مشورہ کس نے دیا اور اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ (17)

(۲) ترتیل کیا ہے اور اس کے اجزاء کتنے اور کیا کیا ہیں؟ (16)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(ا) حضرت صدیق اکبرؓ کے جمع قرآن میں مشاور کا نام اور اسکی ضرورت۔

(۲) ترتیل کی تعریف اور اس کے اجزاء۔

(ا) نوٹ:۔ یہ جز پرچہ 2015ء۔۱۴۳۶ھ کے سوال اول (الف) کے جز (1) میں گزر چکا ہے۔

(۲) نوٹ:۔ ترتیل کی تعریف اور اسکے اجزاء ۲۰۱۵۔۱۴۳۶ کے سوال ثانی (الف) کے جز (ا) میں گزر چکا ہے۔

☆-------------------- یا --------------------☆

السوال الاوّل (ب)..........:۔

(ا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جمع قرآن مجید اور اسکی خدمت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ (25)

(۲) تجوید اور علم تجوید کا کیا حکم ہے؟ (13)

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(ا) حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں جمع قرآن کی ضرورت۔

(۲) تجوید اور علم تجوید کا حکم۔

(ا) حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں جمع قرآن کی ضرورت کی تفصیل الورقة الاولیٰ 2015ء۔۱۴۳۶ھ کے سوال اول میں گزر چکی ہے۔

(۲) تجوید اور علم تجوید کا حکم:۔

قرآن وحدیث اور اجماع امت کی رو سے تجوید کا حاصل کرنا، اور اس کے موافق قرآن مجید پڑھنا واجب اور ضروری

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے۔اور اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ سورۃ مزمل میں ارشاد باری ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً. یعنی قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھو اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھا جائے، چانچہ تفسیر بیضاوی میں وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً. کی تفسیر جَوِّدِالْقُرْاٰنَ تَجْوِيْداً سے ہی کی گئی ہے (نہایت القول المفید)

اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اِنّ اللّٰه يُحِبُّ اَنْ يُّقْرَاءَ الْقُرْاٰنُ كَماَ اُنْزِلَ.

ترجمہ:۔ بے شک اللہ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی بناء پر ائمہ اسلام اور فقہاء امت بھی علم تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے موافق قرآن مجید کی تلاوت کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند ارشادات علماء وفقہاء کے درج کیے جاتے ہیں۔ اس لیے یہ بات بخوبی ثابت ہو جائے گی کی تجوید کے واجب ہونے پر امت کا بھی اجماع ہے۔ اور علماء امت نے علم تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے موافق قرآن مجید پڑھنے کو انتہائی ضروری قرار دیا ہے۔ علامہ شمس الدین محمد بن الجزری اپنے مشہور رسالہ مقدمہ الجزری میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالْاَخْذُبِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ   مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِالْقُرْاٰنَ آثِمْ

ترجمہ:۔ علم تجوید کے موافق قرآن مجید پڑھنا نہایت ضروری ہے جو شخص قرآن شریف کو تجوید سے بغیر پڑھے وہ گناہگار ہے۔

(۲) ملا علی قاری المنح الفکریہ:۔

شرح مقدمۃ الجزری میں وَلَاخُذُ الخ کی شرح کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ تجوید ایسا علم ہے کہ اسکا سیکھنا فرض کفایہ ہے اور اس پر عمل کرنا فرض عین ہے۔

(۳) علامہ سیوطیؒ اَلْاِتْقَانُ فِی عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ میں فرماتے ہیں:۔

یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مسلمانوں پر قرآن کے معانی کا سمجھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ایک عبادت ہے اور یہ ان پر فرض قرار دیا گیا ہے اسی طرح ان پر قرآن کے الفاظ کا صحیح طور سے پڑھنا اور اس کے حروف کو اسی کیفیت پر ادا کرنا بھی لازم اور فرض ہے۔ جس کیفیت پر ان حروف کا ادا کرنا علم قرأت کے اماموں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل سند کے ساتھ ہم تک پہنچایا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثانی (الف)........:۔

(۱) امام حفص کی سند رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے کتنے اور کن واسطوں سے جاملتی ہے؟(20)

(۲) صفات عارضہ کیا کیا ہے؟(13)

جواب.............امور مطلوبہ:۔

(۱) امام حفصؒ کی سند کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

(۲) صفات عارضہ۔

(۱) نوٹ:۔ امام حفصؒ کی سند تفصیلاً پرچہ 2014ء۔۱۴۳۵ھ کے سوال اول کے جز (1) میں گزر چکا ہے۔

(۲) صفات عارضہ یہ ہیں:۔

تفخیم، ترقیق، حرکت، سکون، مد، صلہ، ادغام، اقلاب، اخفاء، غنہ، تسہیل، ابدال، حذف، تحریک

☆-------------------☆-------------------☆

السوال الثانی (ب)........:۔

(۱) وہ چھ صورتیں جن میں ''را'' پُر پڑھی جاتی ہے کون کون سی ہے؟(20)

(۲) جس ''را'' پر وقف کیا جائے اس کا کیا حکم ہے؟(13)

جواب..........امور مطلوبہ:۔

(۱) را پُر پڑھنے کی چھ صورتیں۔ (۲) راموقوفہ کا حکم

(۱) نوٹ:۔ را کے پُر پڑھنے کی صورتیں پرچہ 2013ء۔۱۴۳۴ھ کے سوال ثانی (الف) کے جز (1) میں گزر چکا۔

(۲) نوٹ:۔ یہ جز پرچہ 2014ء۔۱۴۳۵ھ کے سوال اول (ب) میں گزر چکا ہے۔

☆-------------------☆-------------------☆

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثالث (الف)..........:۔

(۱) مثلین، متجانسین اور متقاربین کا کیا مطلب ہے اور ان کے اجتماع سے کیا مراد ہے؟(15)

(۲) ہمزہ کی کتنی قسمیں ہیں اور کیا کیا ہے؟ نیز بتلائیے کہ ہمزہ وصلی پر کون سی حرکت پڑھنی چاہیے؟(19)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) مثلین، متجانسین اور متقاربین کا مطلب اور انکے اجتماع کا مراد اور ہمزہ کی اقسام۔

(۲) ہمزہ وصلی کی حرکت۔

(۱) مثلین متجانسین او متقاربین اور ہمزہ کی اقسام پرچہ 2014ء۔۱۴۳۵ھ کے سوال ثانی کے اجزاء(1) اور (2) میں گزر چکا ہے۔

(۲) ہمزہ وصلی پر حرکت۔اَلْ کا ھمزہ تو ہمیشہ مفتوح ہی ہوتا ہے جیسے اَلْحَمْدُ اَلرَّحْمٰنُ اَلرَّحِيْمِ اور اَلْجَنَّةُ وغیرہ۔اور وہ سات اسم یعنی اِسْمٌ، اِبْنٌ وغیرہ. ان کا اور باب افعال کے سوا ثلاثی مزید، رباعی مزید اور ملحقات برباعی کے مصادر کا ہمزہ ہمیشہ مکسور ہوگا۔جیسے اِمْرَءَ ةٌ اور اِنْتِقَامٌ وغیرہ. اور فعل کے ہمزہ کی حرکت میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہمزہ سمیت فعل کا تیسرا حرف مضمومہ بضمہ اصلی ہوگا تب تو ہمزہ بھی مضموم ہی پڑھا جائے گا۔جیسے اُقْتُلُوْا، اُنْظُرُوْ، وغیرہ. اور اگر تیسرا حرف مکسور یا مضموم بضمہ عارضی ہوگا۔تو ان تینوں صورتوں میں ہمزہ مکسور ہوگا جیسا کہ اِضْرِبْ، اِذْهَبْ اور اِتَّقُوْا وغیرہ.

☆-------------- یا --------------☆

السوال الثالث (ب)............:۔

(۱) اجتماع ساکنین کی کتنی قسمیں ہیں؟ تعریف لکھ کر حکم بیان کریں۔ (19)

(۲) محل مد کسے کہتے ہیں اور سبب مد کسے کہتے ہے۔(15)

جواب..........امور مطلوبہ:۔

(۱) اجتماع ساکنین کی اقسام تعریف اور حکم۔ (۲) محل مد اور سبب مد۔

(۱) اجتماع ساکنین کی اقسام پرچہ 2013ء ۱۴۳۴ھ کے سوال ثانی (الف) کے جز (3) میں گزر چکا ہے۔

(۲) محل مد اور سبب مد پرچہ 2014ء ۱۴۳۵ھ کے سوال ثانی (الف) کے جز (۳) میں گزر چکا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وفاق المدارس العربیہ کے تجوید کے تمام پرچہ جات کا حل

اجوبۃ التجوید

فی

حل اسئلۃ التجوید

للعلماء والعالمات

تقریظ اول

شیخ التجوید والقراءآت مقری وقت
استاذ الکل حضرت مولانا قاری
فیاض الرحمن علوی صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ ثانی

استاذ التجوید والقراءآت اسوۃ القراء
واکرم القراء حضرت مولانا قاری
محمد اکرام صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

تالیف
ابوسعد محمد زبیر اعوان

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پشاور

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقة الثالثة

تفهيم الوقوف

محمد ابرار جامعہ فاروقیہ شجاع آباد
وٹس ایپ گروپ ⟵ علماء دیوبند لائبریری
ایڈمن ⟸ 0300-4545376

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقۃ الثالثۃ تفہیم الوقوف

۱۴۳۴ھ/2013ء

السوال الاوّل (الف)..........:۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ کا پڑھنا کن مواقع میں ضروری ہے؟ (10)

(۲) امام عاصم رحمہ اللہ کے نزدیک بسم اللہ قرآن کا جزء ہے یا ہر سورت کا؟ (8)

(۳) ابتداءِ سورت وسطِ تلاوت کی صورت میں وصل وفصل کی جو صورتیں ہیں وہ تحریر کریں اور ان میں جائز و ناجائز صورتوں کی تعیین کریں (15)--------- (33)

جواب------امورِ مطلوبہ:۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ پڑھنے کے مواقع۔

(۲) امام عاصمؒ کے نزدیک بسم اللہ جزءِ قرآن ہے یا جزءِ سورت۔

(۳) ابتداء سورت وسطِ تلاوت کی وصل وفصل کی صورتیں مع تعیین جواز وعدم جواز۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ پڑھنے کے مواقع:۔

استعاذہ اگرچہ قرآن میں سے نہیں ہے لیکن ہم عند القراءۃ اس پر مامور ہے اور وہ قبل از قراءتِ قرآن مشروع یعنی لازم و واجب ہے یا مستحب ومسنون ۔الاستعاذۃ کی مشروعیت خود قرآن کریم ہی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں .فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ " اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو" اگر بین القراءۃ ارادۃً یا غیر ارادۃً کوئی اجنبی کلام ہو جائے خواہ سلام کا جواب ہی دیا جائے تو استعاذہ دُہرانا لازم وضروری ہوتا ہے۔ لِاَنَّ اَلْاِسْتِعَاذَةَ فَارِقَةٌ (۱) بَيْنَ الْقُرْاٰنِ وَغَيْرِهٖ.

حاشیہ (۱) فرق وامتیاز پیدا کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ : سورۃ توبہ کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں مسنون ہے بسملۃ چونکہ مصحف امام میں ہر سورت کی ابتداء میں مکتوب ومرسوم ہے۔ بجز سورۃ برآءۃ کے۔ اس لئے سورۃ برآءۃ کے علاوہ ہر سورۃ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا چاہیے۔ اسے اصطلاح قراء میں: البسملۃ: کہتے ہیں۔ اور اصطلاح فقہاء میں: التسمیۃ: ابتداء

Maktaba Tul Ishaat.com

سورت میں مسنون ہے۔ برابر ہے کہ سورۃ سے ابتداء کی جائے یا بین التلاوت کوئی سورت شروع کی جائے۔

(۲) امام عاصمؒ کے نزدیک بسم اللہ جزءِ قرآن ہے یا جزءِ سورت:۔ امام عاصمؒ کے نزدیک جن کی روایتِ حفص تمام جہاں میں پڑھی جاتی ہے اُن کے یہاں بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے تو اس لحاظ سے جس سورت کو قاری بلا بسم اللہ پڑھیگا۔ تو وہ سورت امام عاصمؒ کے نزدیک ناقص ہوگی ایسے ہی اگر سارا قرآن پڑھا جائے تو جتنی سورتوں میں بسم اللہ نہیں پڑھی ہے اتنی آیتیں قرآن شریف میں ناقص ہوں گی۔

(۳) ابتداءِ سورت وسطِ تلاوت کی وصل و فصل کی صورتیں مع تعیین جواز و عدم جواز۔ اور جب ابتداءِ سورت وسطِ قراءت میں ہو۔۔۔۔ یعنی کسی سورت کو ختم کر کے وہی سورت شروع کی جائے یا کوئی اور سورت شروع کی جائے خواہ مرتب (۱) ہو یا غیر مرتب۔ تو وصل و فصل کے لحاظ سے اس صورت میں بھی چار صورتیں بنتی ہیں۔ لیکن ان میں تین صورتیں جائز اور ایک ناجائز ہے جائز صورتیں یہ ہیں:

حاشیہ (۱) یعنی ترتیب کے لحاظ سے وہی بعد والی سورت ہو یا کوئی دوسری ہو دونوں ٹھیک ہے۔

(۱) (۲) وصلِ کل: یعنی ختم ہونے والی سورت کو بسم اللہ سے اور بسم اللہ کو شروع ہونے والی سورت سے ملا کر ایک سانس میں پڑھنا اسکو: صِل وصِل: بھی کہتے ہیں۔ جس کی صورت یہ ہے۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ . الٓمٓ

حاشیہ (۲) یعنی تینوں کو ملانا ایک سانس کے ساتھ۔

(۲) (۳) فصلِ کل: یعنی ختم ہونے والی سورت پر وقف کر کے سانس لینا، بسم اللہ پڑھ کر سانس لینا اور پھر سورت شروع کرنا اسکو وقف: بھی کہتے ہیں، جسکی صورت یہ ہے۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ . الٓمٓ.

حاشیہ (۳) تینوں کو جدا کر کے پڑھنا علیحدہ سانس کیساتھ۔

(۳) (٤) فصل اوّل، وصل ثانی: یعنی ختم ہونے والی سورت پر وقف کر کے سانس لینا اور پھر بسم اللہ اور سورت ملا کر ایک سانس سے پڑھنا اسکو: قِفْ وصِلْ : کہتے ہیں جسکی صورت یہ ہے. غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ . الٓمٓ

حاشیہ (٤) اول کو علیحدہ ایک سانس اور دوسرے دو کو ملا کر ایک سانس سے پڑھنا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(٤) (٥) وصلِ اَوّل فَصل ثانی: یہ صورت جائز نہیں ہے اس لئے کہ بسم اللہ کا تعلق ابتداءِ سورت سے ہے نہ کہ انتہاءِ سورت سے پس اگر بسم اللہ ختم ہونے والی سورت کی انتہا سے ملا کر ایک سانس میں پڑھی گئی تو اس صورت میں بسم اللہ کا تعلق انتہا سورت سے معلوم ہوگا نہ کہ شروع ہونے والی سورت سے جسکی صورت یہ ہوگی:

غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ . الٓـمّٓ

حاشیہ (٥) پہلے دونوں کو ایک سانس کیساتھ ملا کر پڑھنا اور آخری کو علیحدہ پڑھنا۔

☆-------------------☆-------------------☆

السوال الاوّل (ب)..............:۔

(١) سکتہ کسے کہتے ہیں اور اسکی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟ (10)

(٢) امام حفص رحمہ اللہ کے نزدیک مواقع سکتہ کیا ہیں؟ (8)

(٣) روایت حفص میں سکتہ کا کیا حکم ہے؟ بالتفصیل ذکر کریں (10)

(٤) سکتہ کی مدت کتنی ہے؟ (5)................(33)

جواب۔۔۔۔امورِ مطلوبہ:۔

(١) سکتہ اور اسکی ادائیگی کا طریقہ۔

(٢) امام حفصؒ کے نزدیک مواضع سکتہ۔

(٣) روایت حفصؒ میں ترک سکتہ کا حکم۔

(٤) سکتہ کی مدت۔

(١) سکتہ کی تعریف اور اسکی ادائیگی کا طریقہ:۔

السکتة:۔ کے **لغوی معنی: المنع:** کے ہیں یعنی رُک جانا اور خاموش ہو جانا۔ اور اصطلاح قراء میں سکتہ کے معنی ہیں بہ نیت قراءت بغیر سانس لئے کلمہ کو مابعد سے قطع کرنا اور اس قدر ٹھہرنا کہ عادةً (١) زمانہ وقف سے کچھ کم ہو۔ جب ساکت سکتہ کرتا ہے تو اسکی آواز دفعتہً اور کلیتہً بند ہو جاتی ہے اور سانس جاری رہتا ہے اس لئے اسے سکتہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

حاشیہ (١) یعنی عادت کے لحاظ سے جو وقت وقف کا ہے اُس وقت سے کم ہو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) امام حفصؒ کے نزدیک مواقع سکتہ:۔

سکتہ بروایتِ حفصؒ مکتوبہ مصاحف فی بلاد (۱) المسلمین میں مرسوم ومکتوب ہے مندرجہ ذیل چار مقامات پر ہیں۔

(۱) وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجَا٥سکتہ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ. (فی الکھف)

(۲) قَالُوا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا سکتہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ٥ (فی یٰسٓ)

(۳) وَقِيلَ مَنْ سکتہ رَاقٍ٥ (اَلْقِيٰمَه)

(٤) كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِم مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥ (فی المطففین)

حاشیہ (۱) قرآن پاک کے وہ مصاحف جو مسلمانوں کے شہروں میں ہیں۔

(۳) روایت حفص میں ترک سکتہ کا تفصیلی حکم:۔

روایت حفصؒ میں چار جگہ سکتہ واجب ہے لیکن ترک سکتہ بھی ان مواضع میں ثابت ہے(۲) تو ترک سکتہ کے وقت موضع اول عِوَجًا میں تنوین پر اخفاء ہوگا اور ثانیین (مَنْ رَاقٍ اور بَلْ رَانَ) میں ادغام(۳) ہوگا اور مِنْ مَّرْقَدِنَا میں الف کو بغیر ٹھہر ہوئے پڑھنا۔

حاشیہ (۲) بطریق طیبہ۔(۳) یعنی نون اور لام کا راء میں ادغام ہوگا۔

(۴) سکتہ کی مدت:۔

سکتہ کا زمانہ اور وقت معمول کے مطابق سانس لینے سے کچھ کم ہوتا ہے یا معمول کے مطابق وقف کرنے کے زمانہ سے کچھ کم ہوتا ہے۔

☆------------------☆------------------☆

السوال الثانی...........(الف):۔

(۱) علم الوقوف سے کیا مراد ہے اور اس کا کیا حکم ہے۔ (10)

(۲) علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل اور مفصل مضمون تحریر کریں۔(19)..............(34)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) علم الوقوف کی مراد ہے اور اُس کا حکم۔

(۲) علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل اور مفصل نوٹ:۔

(۱) علم الوقوف کی مراد اور اسکا حکم:۔

علم الوقوف ایک عظیم الشان، رفیع المرتبت اور وسیع ترین علم ہے اس لئے اس کا تعلق کلام اللہ سے ہے۔ اور کلام اللہ کا عفیف، ذی چان و عالی شان ہونا اور رفیع المرتبت ہونا اظہر من الشّمس ہے پس قاری قرآن اور تالی کلام اللہ پر لازم و واجب ہے کہ وہ علم الموقوف کا اہتمام کرے اور اُسکے حصول میں پوری قوت و ہمت صرف کرلے کیونکہ بغیر علم الوقوف کے قرآن پڑھنا متعسّر اور انتہائی مشکل ہے۔

(۲) علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل اور مفصل نوٹ:۔

علم الوقوف کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود صحابہ کرامؓ باوجود اہل لسان ہونے کے قرآن کریم کے دیگر احکامات کے ساتھ ساتھ علم الوقوف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتے تھے چنانچہ سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے زمانے میں ایک مدت مدید تک اِس طرح زندگی بسر کرتے رہے کہ ہم میں سے کوئی ایک شخص قرآن حاصل کرنے سے پہلے ہی ایمان لے آتا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سورت نازل ہوتی تو ہم سب آپ سے اس سورت کے حلال و حرام کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور اُن مقامات کو جہاں پر قرائت میں ٹھہرنا چاہیئے۔ اس طرح معلوم کرتے تھے جس طرح آج کل تم قرآن کے (متن و عبارت) کی تعلیم حاصل کرتے ہو اور بلاشبہ آج کل ہم بکثرت ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جن میں کسی کو ایمان لانے سے قبل قرآن کی تلاوت کا موقع نصیب ہوتا ہے اور وہ فاتحۃ القرآن سے خاتمۃ القرآن تک سب کا سب پڑھ جاتا ہے مگر اُسے اتنی بھی خبر نہیں ہوتی کہ قرآن کا امر کیا ہے اور اس کا زجر کیا ہے اور نہ وہ اس بات کو معلوم کرتا ہے کہ قرآن پڑھتے وقت وقف کے مقامات کیا ہیں اور حالانکہ قرآن کا حرف حرف نداء و اعلان کرتا ہے کہ میں تیرے اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں کہ تُو مجھ پر عمل کرلے اور میرے موعظت (۱) سے نصیحت حاصل کرلے اور امام نحاسؒ کا قول ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرامؓ اوقاف کی تعلیم بھی اسی طرح حاصل کرتے تھے۔ جس طرح وہ قرآن کو سیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ انکے بعض کا قول ہے کہ بلاشبہ معرفت وقف بھی مذہب اہل سنت کو مذہب معتزلہ سے جُدا اور ممتاز کرتا ہے اور بین المذہبین فصل واضح کرتا ہے اور منقول ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ برابر آٹھ

سال تک حفظ کرتے رہے اور اسکے ختم کے وقت ایک بدنہ کی قربانی دی اور وارد ہے کہ سیدنا علیؓ سے اللہ کے قول ورتل القرآن ترتیلا قرآن کا مفہوم تجوید الحروف اور معرفۃ الوقوف ہے اور قولِ صحابی کا حکم اسی طرح ہے جس طرح (حدیث) مرفوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے یعنی اس کی مخالفت نہ کسی نے کی ہے اور نہ اس میں رائے کا کچھ دخل ہے اور یہ قول صحابی وہ ہے جس میں رائے کو قطعاً دخل نہیں ہے پس اگر قول صحابی کی کوئی غیر مخالفت کرلے یا اس میں رائے کو دخل دے تو قولِ صحابی حجت نہ رہیگا۔ اور ظاہر ہے کہ جب قول صحابی حجت نہ رہا اور اُس میں رائے کو دخل ہوا تو احکام شرعیہ بازیچہ اطفال بن کررہ جائیں اور مستحکم نہ رہیں حتٰی کہ خود قرآن ہی مستحکم نہ رہیگا۔ امام المتاخرین علامہ جزریؒ کتاب النشر فی القرآءت العشر: میں فرماتے ہیں کہ کلام سیدنا علیؓ تعلیم اور معرفۃ الوقوف کی دلیل ہے اور کلام عبداللہ بن عمرؓ برہان ہے اس بات پر کہ تعلیم علم الوقوف پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوچکا ہے۔ اور ہمارے نزدیک بھی صحت کے درجہ میں ہے بلکہ تواتر کو پہنچ چکا ہے کہ تعلیم وقف وابتداء اور اس کا اعتناء (۲) اور اہتمام وانصرام سلفِ صالحین سے ثابت اور منقول ہے۔

حاشیہ (۱) قرآن پاک کے مواعظ (۲) اعتناء، اہتمام وانصرام قریباً ایک ہی معنٰی میں استعمال ہوتے ہیں۔

☆------------------- یا -------------------☆

السوال الثانی (ب)..............:۔

(۱) کلمہ کے آخر میں جب حرف علت غیر مرسوم ہو جیسے نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ میں، اور اسی طرح حرف علت جب کلمہ کے آخر میں مرسوم یعنی ثابت فی الرسم ہو جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ میں تو بحالت وقف انکے کیا احکامات ہونگے؟ مثالوں کیساتھ بالتفصیل ذکر کریں۔ (18)

(۲) تماثل فی الرسم کسے کہتے ہیں؟ اور اسکے سبب اگر اخیر کلمہ میں حرف علت مرسوم نہیں جیسے لِتَسْتَــــوٗا تو بحالت وقف حرف علت کو پڑھنے کا کیا حکم ہوگا؟ (11) تماثل فی الرسم کی وجہ سے حرف علت کے غیر مرسوم ہونے کی تین مثالیں لکھیں (5)...............(34)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) حرف علت غیر مرسوم اور مرسوم کے احکام حالت وقف میں بمع امثلہ۔

(۲) تماثل فی الرسم کی تعریف اور لِتَسْتَوٗا کے حرف علت کا حالت وقف میں حکم۔

(۳) تماثل فی الرسم کی وجہ سے حروف علت کے غیر مرسوم ہونے کی تین مثالیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) حرف علت غیر مرسوم اور مرسوم کے احکام حالت وقف میں بمع امثلہ:۔

جن لفظوں کے آخر میں حروف مدہ رسمًا محذوف ہیں وہ باوجود اصل میں ثابت ہونے کے بھی وقف میں حذف ہوجاتے ہیں ایسے حروف مدہ کی مثالیں جو اصل میں ثابت ہونے کے باوجود رسم سے محذوف ہیں جو یہ ہیں۔ سَوۡفَ يُؤۡتِ اللّٰهُ (نساء ۲۱) نُنۡجِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (یونس ۱۰) وَيَدۡعُ الۡاِنۡسَانُ (بنی اسرائیل ۲) وَيَمۡحُ اللّٰهُ (شوریٰ ۳) کہ یہ اصل میں سَوۡفَ يُؤۡتِي اللّٰهُ ، نُنۡجِي الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ، وَيَدۡعُوۡا ، وَيَمۡحُوا لیکن ان کے آخر سے الف، واؤ اور یا، رسمًا محذوف ہیں اسلیئے ان کلمات پر وقف بھی ان حرفوں کے حذف کیساتھ ہی کیا جاتا ہے اور ثابت رکھنا جائز نہیں۔

کلمہ کے آخر میں حروف علت کے مرسوم ہونے کی صورت میں قاری کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ وقف میں کلمہ کی رسم (لکھائی) کو ملحوظ رکھے۔ یعنی وقف کرتے وقت اس بات کو بھی لکھیے کہ وہ کلمہ جس پر وقف کر رہا ہے کس طرح لکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ ضابطہ یہ ہے کہ جو کلمہ جس طرح لکھا ہو وقف میں اسی طرح پڑھا جاتا ہے خواہ اصل میں اس کے خلاف ہی کیوں نہ پڑھا جاتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ الظُّنُوۡنَا، الرَّسُوۡلَا ،السَّبِيۡلَا سَلَا سِلَا اور اَنَا جو واحد متکلم کی ضمیر ہے قرآن میں جہاں بھی آئے باوجود یکہ وصل میں ان کا الف نہیں پڑھا جاتا۔ مگر چونکہ لکھا ہوا ہے اس لیئے وقف میں پڑھا جاتا ہے اور وقف میں الف کو حذف کرنا جائز نہیں۔ البتہ صرف سَلَا سِلَا میں دونوں طرح وقف کرنا صحیح ہے۔

(۲) تماثل فی الرسم کی تعریف اور لِتَسۡتَوٗا میں آخری حرف علت کا حالت وقف میں حکم:۔

وہ کلمات جن میں ایک ہی حرف کی ایک ہی طرح دو شکلیں جمع ہونے کے سبب سے ایک کو حذف کرنے کو تماثل فی الرسم کہتے ہیں جیسے: لِتَسۡتَوٗا کہ اصل میں لِتَسۡتَوُوۡا تھا۔ ایک ہی طرح کی دو شکلیں جمع ہونے کے سبب ایک شکل حذف کی گئی ہے۔

جبکہ لِتَسۡتَوٗا کے آخری حرف علت میں حالت وقف میں دوسری واؤ محذوفہ کو ثابت رکھ کر وقف کیا جائے گا۔

(۳) تماثل فی الرسم کی وجہ سے حرف علت کے غیر مرسوم ہونے کی تین مثالیں:۔

(۱) تَلۡوٗا (۲) يُحۡيِ ۦ (۳) وَلِيّ

السوال الثالث ....(الف):۔

(۱) الوقف بالاسکان، الوقف بالاشمام، الوقف بالروم اور وقف بالابدال کی تعریفات مع امثلہ بالتفصیل تحریر کریں (33)

Maktaba Tul Ishaat.com

جواب.........امور مطلوبہ:۔

وقف بالاسکان، وقف بالاشمام، وقف بالروم اور وقف بالابدال کی تعریفات مع امثلہ بالتفصیل:۔

(ا) وقف بالاسکان، وقف بالاشمام، وقف بالروم اور وقف بالابدال

(ا) وقف بالاسکان:۔

جب کسی موقوف علیہ کا آخری حرف ایک ہی حرکت سے متحرک ہو یعنی وہ غیر (۱) متون ہو عام ہے کہ وہ حرکت فتحہ ہو یا کسرہ ہو اور عام ہے کہ وہ حرکت اصلی ہو یا عارضی اور وقف کرتے وقت اُسے کلیتہً ساکن کر دیا جائے تو ایسے وقف کو اصطلاح قراء میں وقف بالاسکان کہتے ہیں۔ وقف بالاسکان جملہ حروف اور ہر حرکت پر جائز اور روا ہے۔ جیسے: سَرِیْعُ الْحِسَابِo وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِo وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَo لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالَo

حاشیہ (۱) جس پر تنوین نہ ہو۔

(۲) وقف بالاشمام:۔

جب کسی کلمہ پر کرنا مطلوب ہو اور حرف آخر بہ ضمہ اصلی مفہوم ہو اور وقف کرتے وقت موقوف علیہ کو کلیتہً ساکن کرنے کے بعد اسکی حرکت ضمہ کی طرف ہونٹوں سے اشارہ کیا جائے۔ تو ایسے وقف کو اصطلاح قراء میں وقف بالاشمام (۲) کہتے ہیں جیسے مِنْ قَبْلُ .مِنْ بَعْدُ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ وغیرہ۔ وقف بالاشمام فقط ضمہ اصلی میں ہوتا ہے ضمہ عارضی اور فتحہ وکسرہ میں جائز نہیں ہے اشمام کا مقصد (۳) وحید مخاطب کو اظہار حرکت کا اعلان ہوتا ہے، یعنی یہ احساس کرانا ہوتا ہے کہ موقوف علیہ بہ ضمہ اصلی مضموم ہے۔ اشمام ایک اصطلاحی لفظ ہے جو بین القراء مشہور ہے اور اس کا مفہوم ہے ہونٹوں سے ضمہ کی اشارہ کرنا عند القرآء اشمام تین قسم پر ہے۔ اوّل اشمام الحرف بالحرف، و هو اشمام الصاد بالزای، ای حلط الصاد بالزای، یعنی صاد کو زاء کے ساتھ اس طرح خلط کرنا کہ وہ دونوں آپس میں مل مخلوط اور ایک دوسرے کی صفات سے موصوف ہو جائے، جیسے صِرَاطَ وَالصِّرَاطَ ،عِنْدَ خَلَفٍ وَخَلَّادٌ.

حاشیہ (۲) اشمام لغت میں بُو دینے ،سر اونچا کرنے اور کسی کو گلاب کا پھول سونگھانے کو کہتے ہیں مناسبت معنی لغوی اور اصطلاحی میں ظاہر ہے کہ قاری حرف کو حرکت کی بو دیتا ہے۔ ہونٹ گول (اونچے) کرتا ہے اور حرف موقوف کو ضمہ کی بو سونگھاتا ہے۔

(۳) اصل یا بڑا مقصد۔

(۲) اشمام الرکتہ بالحرکتہ:۔

یعنی کسرہ کو ضمہ کیساتھ اس طرح خلط کرتا ہے کہ جزء (۱) ضمہ مقدم اور غالب رہے جیسے قِیْلَ ، غِیْضَ عند الکسائی وغیرہ۔

حاشیہ (۱) ادائیگی اور تخلیط کے وقت ضمہ کی ادائیگی مقدم ہو۔

(۳) الاشمام بالاشارہ، وھو اشارۃ بالشفتین الی ضمۃ الموقوف علیہ:۔

یعنی وہ ہونٹوں سے اس طرح اشارہ کرتا ہے کہ ناظر معلوم کر سکے کہ موقوف علیہ پر ضمہ ہے اور عند الحفص یہی اشمام مروی ہے

(۳) وقف بالروم:۔

جب کسی کلمہ پر وقف کرنا مطلوب ہو اور اس کا حرف آخر بہ ضمہ اصلی مضموم یا بہ کسرہ اصلی مکسور ہو اور وقف کرتے وقت اس کی حرکت کا تیسرا حصہ ادا کیا جائے تو ایسے وقف کو اصطلاح قراء میں وقف بالروم (۲) کہتے ہیں۔ وقف بالروم ضمہ اصلی یا کسرہ اصلی میں ہوتا ہے ضمہ عارضی کسرہ عارضی اور فتحہ میں جائز نہیں ہے روم کا مقصد وحید بھی مخاطب کو اظہارِ حرکت کا اعلان ہوتا ہے۔ یعنی یہ احساس کرانا ہوتا ہے کہ موقوف علیہ بہ ضمہ اصلی مضموم یا بہ کسرہ اصلی مکسور ہے روم ایک اصطلاحی لفظ ہے جو بین القراء مشہور ہے اور اس کا مفہوم ہے حرکت کا تیسرا حصہ ادا کرنا۔ روم کی بھی بالروایت دو قسمیں ہیں روم واجب اور روم جائز۔ہ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ہ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ہ

حاشیہ (۲) روم کے لغوی معنی قصد کرنا، تلاش کرنا اور چاہنا اور روم میں بھی حرکت کے ظاہر اور ادا کرنے کیلئے خاص قصد و اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۴) وقف بالابدال:۔

جب غیر تاء تانیث (۳) مدورہ منصوب منون ہو تو اس کی تنوین کو الف سے بدلنا چاہئے ایسا ہی جب تائے تانیث مدورہ مرسوم ہو اور بہ یک حرکت متحرک ہو یعنی غیر منونہ ہو تو اسے خالص ہاء سے بدلنا چاہیئے پس اس طرح وقف کرنے کو اصطلاح قراٗء میں وقف بالابدال کہتے ہیں وقف بالابدال باعتبار (٤) عمل دو طرح ہوتا ہے اور بلحاظ (٥) وقوع دو مقام پر ہوتا ہے۔

(۱) یہ کہ جب کوئی حرف موقوف علیہ مفتوح و منصوب منون ہو، مشدد ہو خواہ غیر مشدد تو اس کی تنوین کو الف سے بدلنا چاہیئے خواہ بعد از تنوین الف مرسوم (لکھا ہوا) ہو جیسے اَحَدًا ، عَدًا خواہ غیر مرسوم (لکھا ہوا نہ ہو) ہو جیسے مَاءً ، فِدَاءً ، سُدًى مُسَمًّى.

حاشیہ (۳) جب موقوف علیہ تائے تانیث نہ ہو۔ (٤) باعتبار عمل سے عمل بالابدال ہی مراد ہے یعنی مفتوح و منصوب نون کو الف سے بدلنا اور تائے مدّورہ کو یاء سے بدلنا۔ (٥) بلحاظ وقوع سے مراد واقع ہونے کی جگہ ہے جو دو ہیں موقوف علیہ مفتوح و منصوب نون اور تائے مدّورہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) یہ کہ جب تائے تانیث مدوّرہ یعنی بصورت ہاء مکتوب ہو: ة: اور غیر منوّن ہو یعنی بہ یک حرکت متحرک ہو: ـةَ ، ـةِ ، ـةُ: تو وقف کرتے وقت اُسے خالص ہاء سے بدلنا چاہیئے ۔ اور بدلنے کے بعد اسکی صورت یہ ہو جاتی ہے: ہ: وقف بالابدال میں الف مُبدّل له عن التنوین کی مقدار کو دو حرکت سے گھٹانا، بڑھانا جائز نہیں ہے فَتَعْمَلُ بِمِقْدَارِهَا الْمُنَزَّلَةُ ، كَمَا هُوَ فِیْ تَفْهِيْمُ التَّجْوِیْد . وقف بالابدال میں الف مُبدَّل لہ ین التوین کی مقدار کو دو حرکت سے گھٹانا، بڑھانا جائز نہیں ہے فَتَعْمَلُ بِمِقْدَارِهَا الْمُنزَّلَة ، كَمَا هُوَفِی تَفْهِيْمُ التَّجْوِيْد. وقف بالابدال الالف کی مثالیں ۔ جیسے اَنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًاo اَنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا o تاءِ تانیث مدورہ کی مثالیں جیسے نَذْرَةٍ ، سَفَرَةٍ ، اٰنِيَةٍ.

☆------------------☆------------------☆

السوال الثالث (ب)..............:۔

(۱) وقف حسن، وقف قبیح، اعادہ حسن اور اعادہ قبیح کی تعریفات مع امثلہ بالتفصیل لکھیں (33)۔

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف حسن، وقف قبیح، اعادہ حسن اور اعادہ قبیح کی تعریفات مع امثلہ:۔

(۱) الوقف الحسن:۔ المنسوب (۳) الی المعنیٰ:۔

یعنی وقف حسن، منسوب بسوئے معنی اُس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جہاں کلمہ موقوف علیہ کے ماقبل کا مابعد سے لفظی تعلق پایا جائے اور لفظی تعلق کے ہوتے ہوئے فصل و انقطاع کلام سے معنوی قباحت لازم نہ آئے الوقف الحسن منسوب بسوئے معنی، بلحاظ وقوع (۵) اور مرتبہ اگرچہ مختلف قسم پر ہوتا ہے یعنی وہ کبھی قریب بہ وقف کافی ہوتا ہے کبھی قریب بہ وقف قبیح ہوتا ہے کبھی وہ قریب بہ وقف تام بھی ہوتا ہے کبھی قریب بہ وقف قبیح ہوتا ہے ۔ نیز کبھی وہ فی نفسہ تو حسن ہوتا ہے لیکن اس کے بعد سے ابتداء غیر حسن ہوتی ہے اور کبھی وہ کسی معنٰے مقصود کے پیش نظر زیادہ ضروری اور اکد ہو جاتا ہے مگر باعتبار اسم وہ واحد ہی ہوتا ہے علامہ بدرالدین زرکشی الوقف الحسن المنسوب بسوئے معنی کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں اور حسن وہ ہے جس پر وقف حسن ہو اور اس کے مابعد سے ابتداء حسن نہ ہو بوجہ تعلق لفظی و معنوی کے اپنے ماقبل سے جیسے الحمدللّٰہ رب العلمین اور الرحمن الرحیم. اس پر وقف حسن ہے۔

حاشیہ (۳) جسکی نسبت معنی کی طرف یعنی معانی کے قبیل سے ہو۔ (۵) یعنی مختلف جگہوں پر واقع ہونے کے اعتبار سے

(۲) وقف قبیح:۔

جب کسی کلمہ پر ٹھہر کر سانس لیا جائے اور مفہوم کلام واضح نہ ہو، یا اس سے معنی غیر مراد لازم آئے تو ایسے وقف کو وقف قبیح (۱) منسوب بسوئے معنی کہتے ہیں الوقف القبیح المنسوب الی المعنی اس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جس میں کلمہ موقوف علیہ کے ماقبل کا مابعد سے لفظی اور معنوی دونوں قسم کا تعلق ہوتا ہے لیکن یہ تعلق کبھی تو ایسالا (۲) ینفک ہوتا ہے کہ انقطاع کلام سے مراد اور مفہوم واضح نہیں ہوتا اور کبھی وہ ایسالا ینفک ہوتا ہے کہ انقطاع کلام کی وجہ سے معنی اور مفہوم کلام میں نقص وخلل واقع ہو جاتا ہے چنانچہ علامہ اشمونیؒ وقف قبیح کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔ اور وقف قبیح وہ وقف ہے کہ موقوف علیہ کے ماقبل کا مابعد سے لفظی اور معنوی تعلق انتہائی شدید ہوتا ہے اور کبھی وقف قبیح سے بھی وقف اقبح ہوتا ہے جیسے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖ ، فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ. اور جیسے۔ لا تقربو الصلوۃ کہ یہ مطلقاً ترکِ صلوۃ کے اباحت کا وہم پیدا کرتا ہے۔

حاشیہ (۱) مذموم وناقص وقف۔ (۲) جو جدا نہ ہو۔

(۳) اعادہ حسن:۔

اگر وقف فاعل پر ہوا ہو تو اعادہ فعل سے، اگر وقف مضاف پر ہوا ہو تو اعادہ مضاف سے ، اگر وقف صفت پر ہوا ہو تو اعادہ موصوف سے اور اگر وقف جار مجرور پر ہوا ہو تو اعادہ اسکے متعلق سے حسن کہلاتا ہے مثالیں جیسے وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ میں۔ فَتَزِلَّ سے اعادہ: فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ پر وقف کے بعد لِبَاسَ سے اعادہ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ پر وقف کے بعد زوجین سے اعادہ موصوف، صفت کی مثال ہے اور اعادہ اِحْمِلْ فِیْهَا سے جار مجرور کے متعلق کی مثال ہے۔

(۴) اعادہ قبیح:۔

یعنی فاعل بلا فعل کے، مضاف بلا مضاف الیہ کے، صفت بلا موصوف کے، جار بلا متعلق اور صلہ بلا موصول کے اعادہ قبیح ہوتا ہے۔ مثالیں جیسے اعادہ حسن کی مثالوں میں فَتَزِلَّ قَدَمٌ میں قَدَمٌ سے اعادہ اور لِبَاسَ الْجُوْعِ میں اَلْجُوْعِ سے اعادہ اور زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ میں اِثْنَیْنِ سے اعادہ موصوف صفت کی مثال میں اور فِیْهَا مِنْ كُلٍّ یا مِنْ كُلٍّ سے اعادہ جار مجرور کے متعلق والی مثال میں اعادہ قبیح کہلاتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقة الثالثة تفہیم الوقوف

۱۴۳۵ھ/2014ء

السوال الاوّل..............(الف):۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی کتنی قسمیں ہیں بالتفصیل لکھ کر مواقع بھی تحریر کریں۔(17)

(۲) فنِ وقوف کے حصول کے لئے کن علوم وفنون کی حاجت ہے سپردِ قلم کیجئے۔(16)

جواب...........امور مطلوبہ:۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی قسمیں اور مواقع۔ (۲) فنِ وقوف کے لئے ضروری علوم وفنون۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی قسمیں اور مواقع:۔

سکتہ لطیفہ (۱) دو قسم پر ہے ایک وہ جو ائمہ قراءت سے منقول ہے دوم وہ جو آئمہ وقف سے منقول ہے سکتہ لطیفہ معنویہ (۲)، جو امام ولی الشاطبی (۳) عن حفص بن سلیمان عن العاصمؒ کے نزدیک واجب ہے اور جیسا کہ بروایت حفصؒ مکتوب مصاحف فی بلاد المسلمین میں مرسوم ومکتوب ہے مندرجہ ذیل چار مقامات پر ہے۔

(۱) وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ سکتہ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ (فی الکهف)

(۲) قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (فی یٰسٓ)

(۳) وَقِيْلَ مَنْ سکتہ رَاقٍ ۝ (فی القیمة)

(۴) كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (فی المطففین)

البتہ علماء وقف مثل علامہ امام ابو جعفر بن طیفور السجاوندی وغیرہ کے نزدیک چار مقامات پر بین الآیۃ سکتہ معنوی جائز ہے اسی واسطے موجودہ مصاحفِ مطبوعہ میں مکتوب ومرسوم ہے لیکن ان مقامات پر سکتہ لطیفہ روایتہ نہیں بلکہ تبعًا (۴) لِائمّۃِ الوقف (۵) جائز ہے اور وہ مواضع اربعہ درج ذیل ہیں۔

حاشیہ (۱) اس کا زمانہ وقفہ طویلہ اور وقف سے کم ہوا سے وُقیفہ، وقفہ خفیفہ، یسیرہ، سکتہ قصیرہ اور قلیلہ بھی کہتے ہیں (کمال الفرقان)

(۲) امام حفصؒ کے نزدیک واجب بطریق شاطبی ہے۔(۳) کیونکہ یہ معنی مقصود کی رعایت کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

حاشیہ (۴) یعنی ائمہ وقف کے کہنے کی وجہ سے جائز ہے۔(۵) سکتہ کرنا افضل ہے واجب نہیں اور ترک بھی جائز ہے۔

(۱) قالا ربناظلمنا انفسنا ﷺ وان لم تغفرلنا وترحمنا لنكونن من الخسرين (فی الاعراف) (۲۳)

(۲) اولم يتفكرو ﷺ مابصاحبهم من جنة ط ان هوالا نذير مبين O (فی الاعراف) (۱۸٤)

(۳) يوسف اعرض عن هذا ﷺ واستغفری لذنبك انك كنت من الخٰطِئِين O (فی يوسف : ۲۲)

(٤) قالتا لانسقی حتی يصدرالرعاء ﷺ وابونا شيخ كبير (فی القصص :۲۳)

(۲) فنِ وقوف کے لئے ضروری علوم وفنون:۔

حَاجَةُ هٰذَا لْفَنِّ اِلَى الْعُلُوْمِ الْمُخْتَلِفَةِ . یعنی اس فن الوقوف کی مختلف علوم وفنون کی طرف ضرورت پڑتی رہتی ہے یعنی علم الوقوف پر قدرت کاملہ حاصل کرنے کے لئے علم التجوید کے بعد اور علوم ابتدائیہ عربیہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ علوم مختلفہ کی طرف حاجت پڑتی رہتی ہے اور اعلیٰ علوم وفنون حاصل کئے بغیر فن الوقوف پر کما حَقَّهٗ عمل کرنا انتہائی دشوار ہوتا ہے جلیل القدر ائمہ اور متبحر اربابِ علم نے علم الوقوف میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے لئے قاری کو مندرجہ ذیل علوم وفنون کے حصول پر زور دیا ہے۔

(۱)علم التجويد (۲) علم القراء ت (۳) علم رسم الخط المصاحف

(٤) علم الصرف (٥) علم النحو (٦) علم البيان

(۷) علم التفسير (۸) علم قصص القرآن (۹) علم تلخيص بعضها من بعض

(۱۰) علم لغت اللتی نزل بهاالقرآن (۱۱) علم الفقهه

(۱۲) علم الاختلاف مذاهب الاربعه .

السوال الاوّل (ب)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔:۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی قسمیں تحریر کریں (17)

(۲) وقوف منسوبہ بسوئے اداء باعتبار کیفیت اداء موقوف کی کتنی قسمیں اور کون کون سی ہیں۔(12)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام۔

(۲) وقوف منسوبہ بسوئے اداء باعتبار کیفیت اداء موقوف علیہ کی اقسام۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام:۔

الوقوف المنسوبۃ الی ،یعنی وہ وقوف جنکی نسبت معانی کی طرف کی جاتی ہے وہ چار قسم پر ہے اس لئے کہ موقوف علیہ یعنی اس کے ماقبل اور مابعد کا تعلق چار قسم پر ہوتا ہے۔

(۱) یہ کہ موقوف علیہ کے طرفین کا لفظی اور معنوی دونوں قسم کا تعلق کلیۃً منقطع ہو جاتا ہے اور اس کے ماقبل و مابعد کا ہر جملہ فی نفسہا واضح المعنیٰ ہوتا ہے اور اداءِ مفہوم میں ایک دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا۔ (وقف تام)

(۲) یہ کہ موقوف علیہ کے طرفین کا لفظی تعلق تو منقطع ہو جاتا ہے مگر معنوی تعلق باقی رہتا ہے اور اس کے طرفین کا ہر جملہ اگر چہ فی نفسہا مفید معنی ہوتا ہے مگر فی الجملہ وہ حصول مفہوم میں ایک دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔(۱) (وقف کافی)

حاشیہ (۱) دو جملوں کے منقطع ہونے سے۔

(۳) یہ کہ موقوف علیہ کے طرفین کا لفظی اور معنوی تعلق باقی رہتا ہے لیکن انقطاعِ (۱) جملتین سے قباحتِ معنیٰ لازم نہیں آتا مگر وضاحتِ معنیٰ اور ربطِ مفہوم کے لئے ہر جملہ ایک دوسرے کا محتاج ہوتا ہے اور بغیر ملائے جملتین کے مفہوم کلام واضح نہیں ہوتا۔(۲)

حاشیہ (۱) دو جملوں کے منقطع ہونے سے۔ حاشیہ (۲) وقف حسن مراد ہے۔

(۴) یہ کہ موقوف علیہ کے طرفین کا لفظی اور معنوی دونوں قسم کا تعلق باقی رہتا ہے مگر یہ تعلق انتہائی شدید اور بہت گہرا ہوتا ہے اور اس قسم کا ہوتا ہے کہ فصل وانقطاعِ جملتین سے نہ صرف معنوی قباحت لازم آتی ہے بلکہ بغیر ملائے طرفین کے کلام : مالا یلیق(۳) اور معنیٰ قبیح واقبح کا احتمال رہتا ہے۔ (وقف قبیح اور وقف اقبح)

حاشیہ (۳) اللہ تعالیٰ کے مراد کے لائق نہیں ہوتا۔

(۲) وقوفِ منسوبہ بسوئے اداء باعتبار کیفیت اداء موقوف علیہ کی اقسام:۔

اَقْسَامُ الْوُقُوْفِ الْمَنْسُوْبَۃِ اِلَی الْاَدَآءِ(٤) بِلِحَاظِ کِیْفِیَّۃِ اَدْآءِ الْمَوْقُوْفِ عَلَیْہِ.

حاشیہ (٤) عام طور پر جیسے کیفیت وقف کی اقسام کہتے ہیں۔

یعنی اقسام وقوف منسوبہ بسوئے اداء باعتبار کیفیت اَداء موقوف علیہ چھ اقسام پر منقسم ہیں۔ نیز جاننا چاہیئے کہ علماء وقف نے قراء سبعہ متواترہ کے لئے وقف علی اواخر الکلم کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں لیکن ہم چونکہ روایت حفص بن سلیمان عن عاصم بن ابی النجود الکوفی کے مسائل بطریق الولی الشاطی بیان کر رہے ہیں اور ان کے نزدیک وقف، علیٰ، اواخر الکلم

Maktaba Tul Ishaat.com

کی چھ قسمیں ہیں اس لئے ہم چھ ہی قسمیں بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) اَلْوَقْفُ بِالْاِسْکَانِ (۲) اَلْوَقْفُ بِالْاِشْمَامِ (۳) اَلْوَقْفُ بِالرَّوْمِ

(٤) اَلْوَقْفُ بِالْاِبْدَالِ (٥) اَلْوَقْفُ بِالْحَذْفِ (٦) اَلْوَقْفُ بِالْحَذْفِ وَالْاِبْدَالِ

☆---------☆---------☆

السوال الثانی............(الف):۔

(۱) عندالقراءۃ اشمام کی قسمیں لکھ کر اشمام فی الروایۃ کی قسمیں بھی ضرور لکھیں۔(17)

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام لکھیں نیز علامات ورموز بھی تحریر کریں(16)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) عندالقراءۃ اشمام کی قسمیں اور اشمام فی الروایۃ کی قسمیں۔

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام، علامات اور رموز

(۱) عندالقراء اشمام کی قسمیں اور اشمام فی الرویۃ کی قسمیں:۔

عندالقراء اشمام تین قسم پر ہوتا ہے۔

(۱) اِشْمَامُ الْحَرْفِ بِالْحَرْفِ ، وَهُوَ اِشْمَامُ الصَّادِ بِالزَّاىِ ، اَیْ خَلْطُ الصَّادِ بِالزَّاىِ ، یعنی صاد کو زاء کیساتھ اس طرح خلط کرنا کہ وہ دونوں آپس میں ملکر مخلوط اور ایک دوسرے کی صفات سے موصوف ہو جائیں، جیسے صِرَاطَ وَالصِّرَاطَ ، عِنْدَ خَلَفٍ وَخَلَّادٍ .

(۲) اِشْمَامُ الْحَرْکَةِ بِالْحَرْکَةِ وَهُوَ خَلْطُ الْکَسْرَةِ بِالضَّمَّةِ ، یعنی کسرہ کو ضمہ کیساتھ اس طرح خلط کرنا کہ جزء ضمہ مقدم اور غالب رہے جیسے: قِیْلَ ، غِیْضَ عندالکسائی وغیرہ۔

(۳) اَلْاِشْمَامُ بِالْاِشَارَةِ ، وَهُوَ اِشَارَةٌ بِالشَّفَتَیْنِ اِلٰی ضَمَّةِ الْمَوْقُوْفِ عَلَیْهِ یعنی وہ ہونٹوں سے اس طرح اشارہ کرنا ہے کہ ناظر معلوم کر سکے کہ موقوف علیہ پر ضمہ ہے اور عندالحفص ؒ یہی اشمام جائز۔ اشمام یعنی اشارہ بالشفتین دو قسم پر ہوتا ہے واجب و جائز بروایت حفص ؒ سورت یوسف میں : لَاتَاْمَنَّا : میں اشمام وصلاً و وقفاً واجب اور ضروری ہے اور موقوف علیہ مضموم بہ ضمہ اصلی میں جائز ہے۔

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام علامات اور رموز:۔

اَقْسَامُ الْوَقْفِ الْمُتَفَقِ عَلَیْہِ، یعنی وہ اوقاف قرآنیہ جن پر قراء عرب وعجم قدیما (۱) وحدیثا بالاتفاق ، بالاہتمام اور بالالتزام وقف کرتے چلے آرہے ہیں اور قراء زمانہ شرقاً وغرباً اور شمالاً وجنوباً وقف کرتے چلے آرہے ہیں وہ بالاتفاق ان اوقاف کو معتبر محقق اور مدلل مانتے اور تسلیم کرتے ہیں وہ علی حسب المراتب والمدارج پانچ ہیں۔

حاشیہ (۱) متقدمین، متاخرین قراء عرب وعجم

(۱) وَقْفٌ لَازِمٌ (۲) وَقْفٌ مُطْلَقٌ (۳) وَقْفٌ جَائِزٌ (۴) وَقْفٌ مُجَوَّزٌ (۵) وَقْفٌ مُرَخَّصٌ

(۱) وقف لازم:۔ اَلْـــوَقْفُ اللاَّزِمُ اس وقف کا نام رکھا گیا ہے جس پر بلحاظ معنیٰ وقف متعین، لازم، لابدی اور اشد ضروری ہوتا ہے اور وصل واتصال کلام کی وجہ سے خلاف مقصود اور کلام مبہم ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ وقف لازم کے لئے میم صغیرہ: م: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ لازم لازم شرعی نہیں بلکہ لازمِ اصطلاحی ہے۔ (عند ائمہ الوقف)

(۲) وقف مطلق:۔ اَلْوَقْفُ الْمُطْلَقُ. اس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جس پر وقف کرنا اولیٰ اور افضل ہوتا ہے اس لئے کہ وقف کرنے سے کلام سابقہ کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ اور وصل کرنے سے اتصالِ کلام کا اشتباہ ہوتا ہے اور مفہوم کلام واضح نہیں ہوتا۔ اَلْوَقْفُ الْمُطْلَقُ کثیر الوقوع ہے اور اس کے لئے طاء صغیرہ: ط: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے

(۳) وقف جائز:۔ اَلْـــوَقْفُ الْـجَـائِزُ ، اُس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جہاں پر وقف اور وصل مساوی الحیثیت ہوں، لیکن افہام وتفہیم معنی اور مفہوم کلام کی وضاحت کے پیش نظر وقف فی الجملہ اولیٰ اور افضل ہوتا ہے اَلْـــوَقْفُ الْجَائِزُ کثیر الوقوع ہے اور اس کے لئے جیم صغیرہ: ج: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے۔

(۴) وقف مجوز:۔ اَلْوُقْفُ الْـمجوزُ . اس وقف کا نام رکھا گیا ہے کہ جہاں پر معنوی اعتبار سے وقف تو جائز ہوتا ہے مگر وصل اولیٰ اور افضل ہوتا ہے اَلْوَقْفُ الْـمُـجَـوِّزُ کثیـر الوقوع ہے۔ اور اس کیلئے زاءِ صغیرہ: ز: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے۔

(۵) وقف مرخص:۔ اَلْوَقْفُ الْمُرَخَّصُ اس وقف کا نام رکھا گیا ہے جہاں پر طول کلام اور تنگئی سانس کی وجہ سے مجبوراً اور ضرورۃً وقف کرنے کی رخصت ہوئی ہے اَلْوَقْفُ الْـمُـرَخَّصُ بھی کثیر الوقوع ہے اور اس کے لئے صادِ صغیرہ: ص: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے۔

السوال الثانی (ب)...............:۔

(۱) وقف مختار علیہ کی اقسام لکھیں نیز رموز بھی لکھیں اگر متعین ہوں (17)

(۲) وقف مختلف فیہ کی کتنی قسمیں ہیں بالتفصیل تحریر کریں (16)

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف مختار علیہ کی اقسام ورموز۔

(۲) وقف مختلف فیہ کی اقسام۔

(۱) وقف مختار علیہ کی اقسام ورموز:۔

اَلْوَقْف اَلْمُخْتَارُ (۱) عَلَیْہِ وہ اوقاف اور محل اوقاف منسوبہ اور مخصوصہ ہیں جن کو قراء عرب وعجم قدیماً و حدیثاً اور قراءِ زمانہ شرقًا وَغربًا ، شمالاً وَ جُنُوبًا باالاتفاق مسنون، مستحب اور پسندیدہ قرار دیتے ہیں اور وقف لازم کی طرح محقق ومدلل اور معتبر مانتے ہیں اَلْوَقْفُ الْمُخْتَارُ عَلَیْہِ عند علماء الوقف مذکورة الذیل چار اقسام پر منقسم ہے۔

حاشیہ (۱) وہ وقف جس کو عرب وعجم کے متقدمین ومتاخرین قراء نے چنا ہو اور اعتبار دیا ہو۔

(۱) وَقْفُ النَّبِیِّ ﷺ (۲) وَقْفُ جِبْرِیْلَ علیہ السلام (۳) وَقْفُ غُفْرَانٍ (٤) وَقْفُ مُعَانَقَةٍ

(۱) **وَقْفُ النَّبِیِّ ﷺ:۔** اس وقف کا نام رکھا گیا ہے جو خصوصیت کیساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف منسوب ہے اور بین الآیات اور رءوس الایات سماعًا آپ ﷺ سے منقول ہے اور تلاوةً مشہور ہے وَقْفُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ چونکہ منسوب الی النبی الامی ﷺ ہے۔ بنآءً علی ذالك ، اعیان امت ، علماء ، صلحاء اور قراء استحبابًا اور اتباعًا للنبی ﷺ ایسے وقف پر مخصوص وقف کیا کرتے ہیں وَقْفُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے لئے علماء وقف نے اور امام سجاوندی رحمہ اللہ نے کوئی خاص رمز وعلامت وضع نہیں کی ہے لیکن یہ وقف چونکہ اہم الاوقاف ہے اور مسنون ومستحب ہے اس لئے اس علامت :صـــ: کے ساتھ حاشیۃ القرآن پر مرسوم ومکتوب ہوتا ہے وقف النبیؐ علیہ السلام یا مکتوب ہوتا ہے وقف النبیؐ ﷺ۔

(۲) **وَقْفِ جِبْرِیْل علیہ السلام:۔** جس کو وقف منزل بھی کہتے ہیں وہ وقف ہے جہاں پر نزول قرآن کے وقت جبریل امین علیہ السلام نے وقف کیا ہے اور اِتِّبَاعًا لِجِبْرِیْل علیہ السلام وَسُوْلُ الصَّادِقُ الْاَمِیْنُ ﷺ نے

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی وقف فرمایا ہے بناء علیہ خواص امت علماء، صلحاء، اور قراء استحباباً اس پر وقف کیا کرتے ہیں وَقفِ جبرِیل کے لئے بھی امام سجاوندی رحمہ اللہ کے کوئی خاص رمز مقرر نہیں ہے لیکن یہ وقف بھی چونکہ اہم الاوقاف اور مستحب ہے اس لئے اس علامت کے ساتھ حاشیۃ القرآن پر مرسوم ومکتوب ہوتا ہے وَقفِ جبرِیل، مکتوب ہوتا ہے یا وقف منزل۔

(۳) وَقفُ غُفرَانٍ (۱) :۔ ایک وقفِ سماعی ہے جو معنوی اعتبار سے ایسے محل پر واقع ہوتا ہے کہ اگر واقف اور سامع وہاں دعا مانگے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ وَقفِ غُفرَان کیلئے بھی کوئی خاص رمز مقرر نہیں کی گئی۔ مگر یہ وقف بھی چونکہ سماعًا اهم الاوقاف اور مستحب ہے اس لئے اس علامت:: کے ساتھ حاشیۃ القرآن پر مرسوم ومکتوب ہوتا ہے وَقفُ غُفرَان وَقفُ (۲) الْمُعَانَقَةِ اس وقف کو کہتے ہیں جب مسلسل عبارت میں قریب قریب فاصلہ پر مساوی الحیثیت مقابلۃً دو وقف واقع ہوں بایں معنٰی کہ اگر پہلی جگہ پر وصل کرلیا جائے تو دوسری جگہ پر وصل کرنا لازم ہوتا ہے تاکہ مابین الوقفتین عبارت بے ربط نہ ہو جائے۔ وَقفُ الْمُعَانَقَة کے لئے تین تین نقطے: ∴ ___ ∴ ___ ∴ ___ بطور علامت ورمز کے وضع کیے گئے ہیں، یہ نقطے بین العبارت قریب قریب فاصلے پر مرسوم ہوتے ہیں برابر ہے کہ وسطِ آیت میں ہوں یا رأس (۳) آیت پر ہوں۔

حاشیہ (۱) یہ وقف سماعی ہے جو اس مقام پر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرماتے ہیں (تفہیم الوقوف) (۲) وقف المعانقہ سے مراد ایک جیسے ملے ہوئے یا قریب قریب کے دو نشانات اور مواقع ہیں۔ (۳) شروع آیت میں۔

(۲) وقف مختلف فیہ اور اس کی اقسام:۔

" اقسام الوقوف المختلف فِیه " وہ اوقاف اور محل اوقاف قرآنیہ ہیں جن میں علماء کا بایں طور اختلاف ہوتا ہے کہ بعض علماء وقف بلحاظ سیاق وسباق اس کو مفید معنی اور موضح (۱) کلام تصور کرتے ہیں اور بلحاظ (۲) محل قوی اور معتبر قرار دیتے ہیں۔ اور بعض علماء وقف باعتبار سیاق وسباق غیر مفید معنی اور غیر موضح کلام تصور کرتے ہیں اور باعتبار محل غیر معتبر اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔

حاشیہ (۱) موضح، صیغہ اسم فاعل ہے۔ (۲) یعنی محل کے اعتبار سے وقف بہتر اور مناسب ہے۔

علماء وقف کے نزدیک وقف مختلف فیہ کی چار اقسام ہیں:۔

(۱) قیل علیه الوقف (۲) قَدْ یُوْقَفُ (۳) قَدْیُوْصَلُ (۴) الوصل اَولٰی

(۱) قیل علیہ الوقف:۔ یہ اُس وقف کا نام رکھا گیا ہے جس میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء وقف اس کو

Maktaba Tul Ishaat.com

بلحاظ سیاق وسباق مفید معنی موضح کلام تصور کرتے ہیں اور بلحاظ محل قوی اور معتبر قرار دیتے ہیں اور بعض علماء وقف باعتبار سیاق وسباق غیر مفید معنیٰ اور غیر موضح کلام تصور کرتے ہیں اور باعتبار محل غیر معتبر اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔ قیل علیہ الوقف پر اگر وصل کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ عند الاکثر وقف ضعیف ہے اور اگر اس پر وقف کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ عند البعض وقت حسن ہے۔

قیل علیه الوقف کے لئے قاف صغیرہ: ق: رمز وعلامت مقرر کی گئی ہے جو اپنے عنوان کا مخفف اور دال علی العنوان (۳) ہے۔ جیسے اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ ق وَمَالَكُمْ مِنْ نّٰصِرِيْنَ ○

حاشیہ (۳) عنوان قیل علیہ الوقف ہے

(۲) **قَدْيُوْقَفُ** :. یہ اُس وقف کو کہتے ہیں جس کو باعتبار سیاق وسباق کے بعض علماء حالت وقف کو راجح و مستحب قرار دیتے ہیں اور وصل کو مرجوح، جبکہ بعض علماء وقف اس جگہ پر وصل کو راجح اور مستحب قرار دیتے ہیں اور وقف کو مرجوح اور غیر مستحب قرار دیتے ہیں لیکن پہلا قول اَولیٰ ہے۔ قد یوقف کیلئے: قف: بطور رمز علامت وضع کیا گیا ہے اور یہ لفظ صیغہ امر نہیں ہے بلکہ اپنے عنوان کا مخفف اور دال علی العنوان ہے۔ جیسے: حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ○ قف كٓهٰيٰعٓصٓ ○

(۳) **قَدْ يُوْصَلُ** :۔ اس وقف کا نام رکھا گیا جس میں وقف کا راجح اور مرجوح ہونے کا اختلاف ہے، بعض علماء سیاق وسباق کے اعتبار سے وصل کو راجح اور وقف کو مرجوح قرار دیتے ہیں اور بعض علماء وقف کو راجح اور وصل کو مرجوح قرار دیتے ہیں ان میں پہلا قول افضل واحسن ہے: صلُ: اسکی علامت ورمز ہے جو کہ دال علی العنوان (۱) ہے نہ کہ صیغۂ امر جیسے۔ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ صل اور اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ. صلُ۔

حاشیہ (۱) قَدْیُوْصَلُ عنوان ہے۔

(۴) **الوصل اَوْلیٰ** :۔ اس سے مراد وہ وقف ہے جس میں علماء کا اولیٰ اور غیر اولی کا اختلاف ہے یعنی اکثر علماء سیاق و سباق کے حوالے سے وصل کو اولیٰ اور وقف کو غیر اَولیٰ قرار دیتے ہیں اور بعض علماء وقف، وقف کو اَولیٰ اور وصل کو غیر اَولیٰ قرار دیتے ہیں والاوّلُ اَوْلٰى وَاَحْسَنُ ۔ اسکا رمز: صلے: جو اپنے عنوان (۲) کا مخفف ہے۔ مثالیں جیسے وَاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ○ صلے اور وَاَسَرُّوا النَّجْوَى صلے۔ حاشیہ (۲) عنوان الوصل اَوْلیٰ ہے۔

☆----------------☆----------------☆

السوال الثالث.............(الف):۔

(۱) ضمیر انا اور لکنا کی اصل لکھ کر بتائیں انا اور لکنا کیسے بنا؟(20)

(۲) اہم اوقاف بھی لکھیں۔(14)

جواب.............امور مطلوبہ:۔

(۱) ضمیر انا اور لکنا کی اصل اور بناء کا طریقہ۔

(۲) اہم اوقاف۔

(۱) ضمیر انا اور لکنا کی اصل اور بناء کا طریقہ:۔

لفظ انا ضمیر واحد متکلم، مرفوع منفصل ہے اور اس کے معنی ہے: میں: وَهُوَ فِي نَظْمِ الْقُرْاٰنِ خَمْسَةٌ وَّسِتُّوْنَ(۱) مَوْضِعًا. نیز جاننا چاہیئے اَنَا اصل میں اَنَ تھا کیونکہ ضمیر کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور اس حالت میں چونکہ وہ رسمًا و کتابةً اَنْ ، اِنْ مجزوم النون سے مماثلت اور مشاکلت رکھتا ہے اس لئے اس کے ساتھ نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے تاکہ وہ اَنْ، اِنْ مجزوم النون سے جدا اور ممتاز ہو جائے۔

حاشیہ(۱) پینسٹھ جگہوں میں آیا ہے۔

(۲) لکنا کی اصل اور بناء کا طریقہ:۔

سورۃ کہف کی اڑتیسویں (۳۸) آیت میں لٰكِنَّا هُوَاللّٰهُ رَبِّيْ میں لفظ لٰكِنَّا دراصل دو کلموں کو یکجا لکھا گیا ہے یہ درحقیقت لٰكِنْ ، اَنَا کے ہمزہ مفتوح کو حذف کرکے لٰكِنْ کے نون کو نَا کے نون میں رسمًا مدغم کر دیا گیا ہے تو لفظ لٰكِنَّا بنا پس یہ الف بعد النون وہی ہے جو الف (۲) الرسم والفرق کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ النشر فی القراءات العشر میں علامہ جزری فرماتے ہیں لكِنَّا کی اصل لكِنْ ، اَنَا تھا ہمزہ تخفیفًا حذف کیا گیا ہے اور اسکی حرکت کو لكِنْ کے نون ساکن کو دے دیا گیا تو لفظ لكِنَنَا (۱) بدو نون مفتوحہ بن گیا پھر نون اُولٰی کو ساکن کیا گیا اور نون ثانیہ میں مدغم کرکے طَلَبًا لِّلْخِفَّة مشدد کر دیا گیا ہے ان حضرات کے لئے جو حالت وصل میں اُسے بغیر الفِ رسم کے پڑھتے ہیں اور جو حضرات اُسے الف رسم کے ساتھ پڑھتے ہیں پس بعد ادغام نون کے اس الف کو جو آخر اَنَا میں ہے ثابت رکھا گیا ہے عَلٰى لُغَةِ مَنْ يَّقُوْلُ اَنَا بِالْاَ لِفِ وَصْلاً وَّوَقْفًا. (۲) یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تذکرہ اور ضابطہ اَنَا ضمیر واحد متکلم، مرفوع منفصل کا ہے جس کا رسم الخط تین حروف پر مشتمل ہے اول ہمزہ مفتوحہ بصورتِ الف مرسوم ہے دوم نونِ مفتوحہ سوم الف

الرسم ہے اور اس کا خاصہ یہ ہے کہ اس پر الف لام تعریف داخل نہیں ہوتا۔

حاشیہ (۲) وہ الف جو اِنْ مجزوم النون اور اَنَّ کے درمیان رسمًا مشاکلت ختم کرے اور ان کے درمیان فرق پیدا کرے۔ الف الرسم والفرق کہلاتا ہے۔ (۱) بدونون یعنی دونون مفتوحہ۔ (۲) لٰکِنَّا حالت وقف میں باثبات الف پڑھتے ہیں اتباعًا لِلرّسم اتفاقًا جبکہ حالت وصل میں ابوجعفرؒ، رویسؒ اور ابن عامر شامی: باثبات الف پڑھتے ہیں اور باقی قراء بغیر الف کے پڑھتے ہیں۔

(۲) اہم اوقاف:۔

نوٹ........:۔ اہم اوقاف کی پانچ اقسام میں سے پہلی قسم وقف لازم اسی پرچہ کے سوال ثانی (الف) کے جزء (۲) اور باقی اقسام سوال ثانی (ب) کے جز (۱) میں وقف (مختلف فیہ) کے عنوان سے حل شدہ ہیں۔

السوال الثالث (ب).............:۔

(۱) حرفِ کَلَّا سے متعلق تفصیلا لکھیئے کہ مرکب ہے یا بسیط، قرآن میں کتنی جگہ آیا ہے نیز قرآن کے نصفِ اوّل میں کیوں وارد نہیں، وقف کا کیا حکم ہے۔ (34)

جواب...........**امور مطلوبہ:۔**

(۱) حرفِ کَلَّا مرکب ہے یا بسیط۔

(۲) قرآن میں ''کَلَّا'' کی تعداد

(۳) نصف اول قرآن میں عدم ورود کی وجہ۔

(۴) کَلَّا پر وقف کا حکم۔

(۱) حرفِ کَلَّا مرکب ہے یا بسیط:۔

کَلَّا ایک ایسا حرف ہے جس کا اعراب میں کوئی حصّہ نہیں ہے یعنی عوامل کی آمد سے اس کا حال بدلتا نہیں ہے اور یہی حال جملہ حروف معنویہ کا ہے کَلَّا کو بعض حضرات نے اگر حرف بسیط اور مفرد قرار دیا ہے مگر علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ امام ثعلبؒ کے نزدیک وہ کاف تشبیہ اور لا نافیہ سے مرکب ہے اسکے لام کو معنی کی تقویت کی وجہ سے تشدید دی گئی ہے اور اس میں توہّم کو دفع کرنا بھی مقصود ہے کہ دونوں کلموں کے معنی باقی ہیں۔

(۲) قرآن میں کَلَّا کی تعداد:۔

حرفِ کَلَّا قرآن کریم میں تینتیس (33) مقامات پر نصف آخر کے پندرہ سُوَرِ مکیہ میں وارد ہے کیونکہ وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

اکثر جبابرہ ہے یعنی ڈانٹنا، دھمکانا ہیں یا یہ کہ اس کا نزول تنبیها للجبابْرةِ و القاهرة ، یعنی اہل جبر وتشدد کو متنبہ کرنے کے لئے ہوا ہے۔

(۳) نصفِ اوّل قرآن میں عدمِ ورود کی وجہ:۔

امام جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کلّا قرآن کریم کے نصف اوّل میں کیوں وارد نہیں ہوا؟ جوابًا فرمایا کہ وہ چونکہ حرفِ وعید، تہدید اور تعنیف (۱) ہے ان کو اور ان پر انکار ہے اس لیے اِیْعَادً الِلْکُفّار اس کا نزول مکہ میں بار بار ہوتا رہا ہے اور وہ سور وآیات مکیہ ہی میں وارد ہے بعض نحویوں نے یہاں تک فرمایا ہے کہ جس سورۃ میں تم کلّا کا لفظ سنو تو اس پر بلا تامل مکیہ ہونے کا حکم لگا دو اس لئے کہ کلّا میں دھمکانے اور خوف دلانے کے معنی ہیں اور تہدید اور وعید کا نزول اکثر مکہ میں ہوا ہے جہاں سرکشی اور نافرمانی بڑھی ہوئی تھی۔

حاشیہ (۱) تعنیف، سختی کو کہتے ہیں۔

(۴) کلّا پر وقف کا حکم:۔

حرف کلّا پر وقف کرنے کے بارے میں علی اختلاف الاحوال چار مختلف قول ہیں۔

اَلا وَّلُ... جمیع قرآن میں اس پر وقف جائز ہے۔

وَالثَّانِیُ... جمیع قرآن میں اس پر وقف ممنوع ہے۔

وَالثَّالِثُ... جب اس سے ماقبل رأس آیہ ہو، تو اس پر وقف نہ کیا جائے۔

وَالرَّابِعُ..... اس میں یہ تفصیل ہے کہ زجر وتوبیخ کے لئے ہو تو وقف جائز ہے ورنہ نہیں۔

وٹس اپ گروپ = علماء دیوبند لائبریری
ایڈمن ⟸ 0300-4545376

الورقۃ الثالثہ تفہیم الوقوف

۱۴۳۶ھ/2015ء

السوال الاوّل..............(الف):۔

(۱) سکتہ کے لغوی، اصطلاحی معنیٰ وغرض لکھ کر بتلائے کہ اس کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟ (17)

(۲) سورۃ فاتحہ میں سکتہ معنویہ کے حوالہ سے آپ کیا جانتے ہیں؟ ملا علی قاریؒ کا قول ضرور تحریر کریں۔ (16)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) سکتہ کے لغوی، اصطلاحی معنیٰ وغرض اور اس کی اقسام کی تعداد اور تعیین:۔

نوٹ:۔ سکتہ کے لغوی، اصطلاحی معنیٰ الورقۃ الثالثۃ 2013ء ۱۴۳۴ھ کے السوال الاوّل (ب):۔ کے جز (1) میں اور اسکی اقسام بالتفصیل 2014ء ۱۴۳۵ھ کے الورق الثالثہ السوال الاوّل (الف):۔ کے جز (1) میں تفصیلی گزر چکا ہے جبکہ سکتہ کی غرض درج ذیل ہے۔

سکتہ کی غرض:۔

اَلسَّکْتَۃُ دو قسم پر ہے ایک لفظی دوم معنوی۔ سکتہ لفظی کی غرض وغایت اور مقصدِ وحید (۱) فصل بین السورتین اور حفاظت و تحقیق ہمزۃ (۲) القطع ہے، سکتہ معنوی کی غرض وغایت اور مقصدِ وحید ایضاح معنیٰ یا اعلان رأس (۳) آیہ ہے اسی واسطے بغرض اعلان رأس آیہ جملہ رُءُوس آیہ پر جمیع قراء علی سبیل الاختیار سکتہ کرتے ہیں۔

حاشیہ (۱) اصل مقصد (۲) ہمزہ قطعی کی تحقیق کے ساتھ صحیح ادائیگی۔ (۳) آیت کے شروع ہونے پر مطلع کرنا۔

(۲) سورۃ فاتحہ میں سکتہ معنویہ کی حقیقت اور ملا علی قاریؒ کا قول:۔

سورۃ فاتحہ میں ائمہ قراءت، ائمہ وقف اور اہل اداء کے نزدیک کوئی سکتہ معنویہ منقول اور جائز نہیں ہے۔ اَلْعَوَامُ کَالْاَنْعَام سورت فاتحہ میں متعدد مقامات پر سکتہ کرتے ہیں جو قطعاً بے اصل اور خودساختہ ہے روایات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بین الجہلاء یہ مشہور ہے کہ سورۃ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ سکتہ نہ کیا جائے تو شیطان کا نام ہو جائے اور وہ سات مقامات یہ ہیں۔

دُلِلُ، هِرَبُ، کِیُوْ، کَنَعْ، کَنَسْ، تَعَلُ، بِعَلُ، اگر اسی طرح کسی کلمہ کا اول اور کسی کا آخر ملا کر کلمات وضع کئے جائیں

تو ہزاروں مہمل کلمات گھڑے جا سکتے ہیں اور ہزاروں سکتے پیدا ہو سکتے ہیں اسی واسطے علماء وقف تاکید فرماتے ہیں کہ کلمات میں تقطیع اور سکتات نہیں ہونے چاہئیں۔

ملا علی قاریؒ المنح الفکریہ میں فرماتے ہیں اور بعض جہلاء کی زبان پر جو یہ مشہور ہے کہ قرآن میں سورۃ فاتحہ کے اندر مثل ان تراکیب مذکورہ میں شیطان کے نام ہیں سو یہ سخت غلطی اور اطلاق قبیح ہے پھر ان کا الحمد کی دال اور اِیَّا کَ کے کاف وغیرہ پر سکتہ کرنا صریح غلطی ہے۔

السوال الاول (ب)..................:۔

(۱) سکوت کی تعریف اور اس کا حکم حسبِ مصنف تحریر کیجئے؟ (17)

(۲) تعلم علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل مضمون لکھیے۔(16)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) سکوت کی تعریف اور اس کا حکم۔

(۲) تَعَلُّم عِلْمُ الْوُقوف کی اہمیت پر مدلل مضمون۔

(۱) سکوت کی تعریف اور اس کا حکم:۔

سکوت کی تعریف، سکوت کے لغوی معنی اَلْمَنْعُ کے ہیں۔اور اصطلاح قراء میں وہ قطع کرنا اور بند کرنا ہے قرآت کو کچھ وقت کے لئے بہ نیت قراءت (۱) مزید اور وہ یہ ہے جس کے بعد استعاذہ نہیں کیا جاتا۔(عندالکل) اگرچہ وہ زمانہ طویل غیر معرض (۲) عن القرآءۃ ہو۔

حاشیہ (۱) یعنی کسی وجہ سے خاموش ہونے کے بعد قرأت کرنے کی نیت ہو۔ (۲) قرأت سے اعراض کرانے والا نہ ہو۔

سکوت کا حکم:۔

سکوت جمیع احکام میں وقف کے حکم میں ہے لہٰذا سکوت خواہ کتنا ہی طویل ہو اس کے بعد استعاذہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔البتہ اگر خلافِ قراءت کسی فعل وعمل کا صدور ہو جائے یا کلام اجنبی ہو جائے خواہ سلام کا جواب ہی دیا جائے تو سکوت، ساقط ہو جاتا ہے اور استعاذہ لازم، اَلسُّکُوْتُ جبکہ مؤخر قراءت (۳) وتلاوت ہے تو بلا وجہ اسے اختیار کرنا، پھر اس میں تاخیر کرنا مستحسن نہیں ہے بلکہ وہ مختصر ہی ہونا چاہئے تاکہ قراءت وتلاوت مسلسل جاری رہے اور درجات میں اضافہ ہوتا جائے۔مَنْ قَرَأَحَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا. اَلسُّکُوْتُ کی دو صورتیں ہوتی ہیں اوّل

Maktaba Tul Ishaat.com

اختیاری، دوم اضطراری جب قاری اور تالئی قرآن اثناء قراءت وتلاوت میں کسی مقام پر تجوید وقراءت کے مسائل اور فہم معانی قرآن میں مصروف ومشغول ہو کر خاموش ہو جائے تو اُسے اَلسُّکُوْتُ الْاِخْتِیَارِیُ کہتے ہیں۔اور جب وہ دوران تلاوت وقراءت میں کسی عارضہ کی وجہ سے خاموشی اختیار کرتے تو اُسے اَلسُّکُوْتُ الْاَضْطِرَارِیُ کہتے ہیں۔

حاشیہ(۳)یعنی قرأت میں تاخیر کرانے والا۔

(۲) تعلم علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل مضمون:۔

نوٹ:۔ تعلم علم الوقوف کی اہمیت پر مدلل مضمون2013ء ۱۴۳۴ھ کے الورقۃ الثالثہ کے السوال الثانی (الف) کے جز(2)میں تفصیلی مذکور ہے۔

☆-------------------☆-------------------☆

السوال الثانی............(الف):۔

(۱) علم الوقوف میں مہارت تامہ کے حصول کے لئے جلیل القدر ائمہ نے کن کن علوم کے حصول پر زور دیا ہے۔(16)

(۲) وقف علی اواخر الکلم کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں۔(17)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱)نوٹ:۔ علم الوقوف میں مہارت تامہ حاصل کرنے کیلئے علوم ضروریہ کے تفصیلاً الورقۃ الثالثہ2014ء ۱۴۳۵ھ کے السوال الاوّل (الف) کے جز(2)میں گزر چکا ہے۔

(۲)نوٹ:۔ وقف علی اواخر الکلم کی تعداد واقسام مفصل الورقۃ الثالہ2014ء/۱۴۳۵ھ کے السوال الاوّل (ب) کے جز(2)میں تفصیلی گزر چکا ہے۔

☆------------------- یا -------------------☆

السوال الثانی............(ب):۔

(۱) ابتداء، اعادہ، قطع کی تعریف کے بعد احکام بھی زیب قرطاس فرمائیں۔(16)

(۲) وقف متفق علیہ کی اقسام مع تعریفات تحریر کیجئے۔

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) ابتداء، اعادہ، قطع کی تعریفات اور ان کے احکام۔

(٢) وقف متفق علیہ کی اقسام مع تعریفات۔

نوٹ:۔ وقف متفق علیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ الورقۃ الثالثہ 2014ء/١٤٣٥ھ کے السوال الثانی (الف) کے جز (2) میں حل شدہ ہے۔

(ا) ابتداء، اعادہ، قطع کی تعریفات اوران کے احکام:۔

ابتداء:۔ جب قرآن کریم شروع کیا جائے یا جب، اثناء قرآءت وتلاوت میں کسی وقفِ منصوص پر وقف کیا جائے اور موقوف علیہ کے مابعد سے پڑھا جائے تو اِسے ابتداء کہتے ہیں۔

جیسا کہ بے اصول و بے قاعدہ اور بے محل وقف بعض اوقات مفسد معنی ہوتا ہے اسی طرح بسا اوقات بے اصول اور بے محل ابتداء بھی مفسد معنی ہوتی ہے۔ ابتداء کی ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے ابتداء بالحرکت کلمہ مبتدء ہ کا پہلا حرف اگر متحرک ہے تو اسی سے ابتداء کرنی چاہیے۔ جیسے وَمَا كَانَ اللّٰهُ اگر کلمۂ مبتدء ہ کا حرف اول ساکن ہے اور وہ کلمہ اسم ہے اور معرف باللام ہے تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مفتوح کرنا چاہیے جیسے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اگر کلمہ غیر معرف باللام ہے تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مکسور کرنا چاہیے جیسے۔ اِسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ. اگر کلمہ مبتدء ہ فعل ہے تو دیکھنا چاہیے کہ اسکا حرف ثالث حرکت اصلی سے متحرک ہے یا عارضی سے اگر وہ مضموم بہ ضمہ اصلی ہو تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مضموم کرنا چاہیے جیسے اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اور اُنْظُرْ اِلَیْكَ اگر حرف ثالث مضموم بہ ضمہ عارضی ہے یا مفتوح ہے یا مکسور ہے تینوں حالتوں میں ابتداء بہ ہمزہ مکسور کرنا چاہیے جیسے۔ اِمْشُوْا جو اصل میں (اِمْشِیُوْا) تھا. اِعْلَمُوْا اور اِتَّقُوْا وغیرہ.

اعادہ:۔ اعادہ کے لغوی معنی لوٹ کر آنے کے ہیں ....اور اصطلاح قراء میں بے موقع اور بے محل وقف کرنے کے بعد ماقبل الموقوف علیہ سے لوٹا کر دوبارہ اور مکرر پڑھنے کو اعادہ کہتے ہیں۔

اعادہ بلحاظ کیفیت:۔ حکم میں ابتداء کے ہے۔ یعنی جو اصول وضوابط ابتداء کے ہیں وھی اعادہ کے بھی ہیں۔

قطع:۔ جب قاری اور تالئ قرآن پڑھتے پڑھتے کسی جگہ ٹھہر کر پڑھنا موقوف اور ترک کر دے تو اسے قطع کہتے ہیں۔

قطع کے لغوی معنی اَلْاِبَانَةُ وَالْاَزَالَةُ کے ہیں۔ یعنی جدائی اور الگ ہونے کے ہیں۔ اور اس پر حکم وقف کا ہی جاری ہوتا ہے۔ پس مقطع (١) پر وقف کرتے وقت.....اصولِ وقف پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے۔

(٢) وقف متفق علیہ کی اقسام مع تعریفات ١٤٣٥ھ/2016ء کے سوال ثانی (ب) کے جز (٢) میں گزر چکا ہے۔

حاشیہ: (ا) قطع کرنے کی جگہ

السوال الثالث............(الف):۔

(۱) وقف مختلف فیہ کی اقسام وتعریفات لکھ کران کے رموز بھی سپردِ قلم کیجئے۔(17)

(۲) نظم قرآن میں لفظ ''انا'' پروقف کا کیا حکم ہے؟اصل میں کیا ہےاور قرآن میں کتنی جگہ وارد ہوا ہے۔

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف مختلف فیہ کی اقسام،تعریفات اور رموز۔

(۲) نظم قرآن میں لفظ ''انا'' پروقف کا حکم،اصل اور تعداد ورود۔

(۱) وقف مختلف فیہ کی اقسام،تعریفات اور رموز:۔

نوٹ:۔ وقف مختلف فیہ کی اقسام وتعریفات مع رموز الورقۃ الثالثۃ السوال الثانی (ب) کے جز (2) میں مذکور ہے۔

(۲) نظم قرآن میں لفظ ''انا'' پروقف کا حکم،اصل اور تعداد ورود:۔

قرآن میں لفظ ''انا'' پروقف باثبات الف کیا جاتا ہے۔

نوٹ:۔ اسکی اصل اور قرآن میں تعدادِ ورود الورقۃ الثالثۃ 2014ء/۱۴۳۵ھ کے السوال الثالث (الف) کے جز (1) میں گزر چکا ہے۔

☆------------- یا -------------☆

السوال الثالث (ب)................:۔

(۱) وقف مختار علیہ کسے کہتے ہیں اور اسکی اقسام کیا ہیں؟(17)

(۲) نظم قرآن میں لفظ کَلَّا پروقف کا کیا حکم ہے اور اس کا ورود سُورِ مکیہ ہی میں کیوں ہے؟

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف مختار علیہ کی تعریف مع اقسام۔

(۲) نظم قرآن میں لفظ کَلَّا پروقف کا حکم اور اسکے سُورِ مکیہ میں ورود کی وجہ۔

نوٹ:۔ وقف مختار علیہ کی تعریف مع اقسام الورقۃ الثالثۃ 2014ء/۱۴۳۵ھ کے السوال الثانی (ب) کے جز (1) میں اور لفظ کَلَّا کی تفصیلی بحث اسی پرچہ کے السوال الثالث (ب) میں گزر چکی ہے۔

☆-----------------☆-----------------☆

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقة الثالثة تفهیم الوقوف

۱۴۳۷ھ/2016ء

السوال الاوّل..............(الف):۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی قسمیں لکھ کر بتائیے کہ سکتہ لطیفہ واجبہ کے مواضع کیا ہے اور کتنے ہیں۔(17)

(۲) فن وقف خلف کی ایک جلیل القدر جماعت سے منقول ومشہور ہے۔ان میں سے آٹھ (۸) حضرات کے نام لکھیں۔(16)

جواب.............امور مطلوبہ:۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی اقسام اور مواضع اور ان کی تعداد۔

(۲) فن وقف کے آٹھ (۸) جلیل القدر ائمہ کرام کے نام۔

(۱) سکتہ لطیفہ کی اقسام اور مواضع اور ان کی تعداد:۔

سکتہ لطیفہ کی اقسام اور مواضع اور ان کی تعداد ۱۴۳۵ھ/2014ء کے سوال اول (الف) میں گزر چکی ہے۔

(۲) فن وقف کے آٹھ (۸) جلیل القدر ائمہ کرام کے نام:۔

منار الھدیٰ فی بیان الوقف والابتداء میں ہے کہ یہ: فن الوقف خلف کی ایک جلیل القدر جماعت سے مشہور ومنقول ہے.......اور وہ حضرات یہ ہے۔

(۱) امام نافع بن عبد الرحمٰن بن ابی نعیم المدنی القاری۔

(۲) امام یعقوب بن اسحاق الحضرمی البصری صاحب نافع۔

(۳) امام ابو حاتم السجستانی۔ (۴) امام احمد بن موسیٰ (۵) امام محمد بن عیسیٰ

(۶) امام علی بن حمزہ الکسائی (۷) قراء الکوفہ یعنی امام عاصم، امام حمزہ، امام کسائی

(۸) امام اخفش سعید۔

☆---------------- یا ----------------☆

السوال الاول (ب)...................:۔

(۱) فن وقف کے حصول کے لئے کن علوم وفنون کی حاجت پیش آتی ہے؟(17)

(۲) وقوف المنسوبہ الی القاری کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟(16)

جواب............امو مطلوبہ:۔

(۱) فن وقوف کے حصول کے لئے ضروری علوم کی تفصیل۔

(۲) وقوف منسوبہ اِلی القاری کی اقسام اور نام۔

(۱) فن وقوف کے حصول کے لئے ضروری علوم کی تفصیل:۔

فن وقوف کے حصول کیلئے ضروری علوم کی تفصیل 2014ء ۱۴۳۵ھ کے سوال اول میں گزر چکا ہے۔

(۲) وقوف منسوبہ اِلی القاری کی اقسام اور نام:۔

اَلْوُقُوْفُ اَلْمَنْسُوْبَۃُ اِلَی الْقَارِیُ : چار اقسام پر منقسم ہیں۔اس لئے کہ نسبت کی چار صورتیں ہیں..

کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ قاری یا تو اختیاراً وقف کرے گا..... یا اضطراراً وقف کرے گا....اور یا وہ انتظاراً وقف کرے گا...

پس اگر قاری نے اختیاراً یعنی قصداً وارادۃً وقف کیا ہے تو اُسے وقف اختیاری کہتے ہیں۔

اگر قاری نے اضطراراً (۱) یعنی مضطرّ اً وقف کیا تو اُسے وقف اضطراری کہتے ہیں۔

حاشیہ (۱) مثلاً سانس کا کم ہونا، آواز کا رک رک کر نکلنا یا بند ہونا وغیرھا۔

اگر قاری نے اختیاراً یعنی تعلیماً وامتحاناً وقف کیا ہے تو اُسے: وقف اختیاری، کہتے ہیں اور اگر قاری نے انتظاراً یعنی جمع بین القراءت والروایات اور طرق ووجوہات کو پورا کرنے کے پیش نظر وقف کیا ہے: تو اسے وقف انتظاری: کہتے ہیں۔

☆-------------------☆-------------------☆

السوال الثانی............(الف):۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی قسمیں اور نام تحریر کریں۔

(۲) وقف تام کی تعریف اور مثال لکھئے۔(15)

جواب..........امور مطلوبہ:۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام اور نام۔

(۲) وقف تام کی تعریف اور مثال۔

(۱) وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام اور نام:۔

وقوف منسوبہ الی المعانی کی اقسام اور نام 2014ء ۱۴۳۵ھ کے سوال اول کے جز (ب) میں گزر چکا ہے۔

(۲) وقف تام کی تعریف اور مثال:۔

اَلْـوَقْفُ التَّامُّ ، اَلْمَنْسُوْبُ اِلَی الْمَعَانِیْ: اُس وقف کا نام رکھا گیا ہے۔جس میں کلمہ موقوف علیہ کے ماقبل کا بعد سے لفظی اور معنوی دونوں قسم کا تعلق منقطع (۱) ہو جائے.....اور کلمہ موقوف علیہ پر سابقہ کلام مکمل ہوکر معنی اور مفہوم کلام واضح ہو جائے۔

مثال:۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝

حاشیہ (۱) مضمون سابق کے اختتام اور مضمون آئندہ کی ابتداء کی وجہ سے

☆------------------ یا ------------------☆

السوال الثانی (ب).............:۔

(۱) الوقف علیٰ اواخر الکلم کی بروایت حفص کتنی قسمیں ہیں اور کون سی ہیں۔

(۲) الوقف بالابدال اور الوقف بالحذف کی تعریف اور مثال لکھیں۔

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف علیٰ اواخر الکلم کی اقسام۔

(۲) وقف بالابدال کی تعریف اور مثال۔وقف بالابدال کی تعریف ومثال اور وقف بالحذف کی تعریف ومثال۔

(۱) وقف علیٰ اواخر الکلم کی اقسام اور نام:۔

وقف علی اواخر الکلم کی اقسام اور نام 2015ء ۱۴۳۶ھ سوال الثانی میں گزر چکا ہے۔

(۲) وقف بالابدال کی تعریف اور مثال۔وقف بالابدال کی تعریف اور مثال:۔

وقف بالابدال تعریف اور مثال 2013ء ۱۴۳۴ کے سوال ثالث میں گزر چکا ہے۔

وقف بالحذف کی تعریف اور اسکی مثال:۔

جب موقوف علیہ مضموم مُنَوَّن ہو.......یا مکسور منون........یا موقوف علیہ ہاءِ ضمیر واحد مذکر غائب

Maktaba Tul Ishaat.com

پر صلہ (۱) ہو......تو وقف کرتے وقت موقوف علیہ منوّن کی تنوین کو.....اور ہاء ضمیر کے صلہ کو حذف کرنا چاہیے.........

سو اسطرح وقف کرنے کو: اَلْوَقْفُ بِالْحَذْف۔ کہتے ہیں۔

حاشیہ (۱) یعنی کھینچنا اور مد کرنا۔

وقف بالحذف کی مثالیں:۔

(۱) ھٰذَا سَاحِرٌ کَذَّابٌ (۲) اِنَّ ھٰذَا لشیءٌ عُجَاب (۳) شَیْطٰنٍ مَّارِدُ

(۴) مِنْ کُلِّ جَانِبٌ (۵) مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ (٦) شَاکِرًا لِاَنْعُمِہٖ

☆----------------------☆----------------------☆

السوال الثالث..........(الف):۔

(ا) ابتداء کے لیے کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟ تفصیل سے لکھئے۔

(۲) علامہ سجاوندیؒ کی رموز مجوزہ فی المصاحف کے مطابق کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں۔

جواب.........امور مطلوبہ:۔

(ا) ابتداء کے لیے ضروری چیزیں اور اس کی صورتیں۔

(۲) علامہ سجاوندیؒ کی رموز مجوزہ فی المصاحف کے مطابق اقسام۔

(ا) ابتداء کے لیے ضروری چیزیں اور اس کی صورتیں:۔

اَلْاِبْتِدَاء کیلئے دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے:۔ (ا) محل ابتداء (۲) کیفیت ابتداء۔

(ا) محل ابتداء:۔ یعنی ایسے موقع و محل کو منتخب کرنا جہاں سے ابتداء حسن اور مفید معنی ہو۔ سو اس کا مختصر اصول وضابطہ یہ ہے کہ جس قسم کا وقف ہوتا ہے اس قسم کی ابتداء ہوتی ہے۔ یعنی اگر وقف تام پر وقف ہوا ہے تو اسکے مابعد سے ابتداء تام ہوتی ہے اگر وقف کافی پر وقف ہوا ہے تو اسکے مابعد سے ابتداء کافی ہوتی ہے وغیرہ۔

(۲) کیفیت ابتداء:۔ یعنی یہ جاننا کہ ابتداء کس طرح کی جائے۔ پس یاد رکھنا چاہیے کہ ابتداء کی ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے ابتداء بالحرکت۔ لیکن ابتداء بالحرکت کیلئے کلمہ مبتدءہ کو دیکھنا چاہیے کہ اس کا حرف اول متحرک ہے یا ساکن۔ کلمہ مبتدءہ کا پہلا حرف متحرک ہے تو کلمہ پر اسی حرکت سے ابتداء کرنا چاہیے جیسے۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ.

اگر کلمہ مبتدءہ کا حرف اول ساکن ہے تو پھر دیکھنا چاہیے کہ وہ کلمہ اسم ہے یا فعل۔ اگر کلمہ مبتدءہ "اسم" ہے اور وہ

معروف باللام ہے تو اسے ابتداءً نہ ہمزہ مفتوح کرنا چاہئے جیسے۔ الحمد للهِ رب العلمين اگر وہ غیر معرف باللام ہے تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مکسور کرنا چاہئے۔ جیسے اِسْتِكْبَاراً فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّءْ.

اگر کلمہ مبتدءہ "فعل" ہے تو دیکھنا چاہئے کہ اس کا حرف ثالث یعنی تیسرا حرف کس حرکت سے متحرک ہے..... نیز دیکھنا چاہئے کہ وہ حرکت اصلی ہے یا عارضی۔ پس اگر وہ مضموم بہ ضمہ اصلی ہے تو اس سے ابتداء بہ ہمزہ مضموم کرنا چاہئے جیسے۔ اُتْــــلُ مَـآ اُوْحِـيَ اِلَيْكَ مِـنَ الْكِتَـابِ اور اگر وہ حرف ثالث مضموم بہ ضمہ عارض ہے......... یا وہ مفتوح ہے......... یا وہ مکسور ہے......... تو تینوں حالتوں میں ابتداء بہ ہمزہ مکسور کرنا چاہئے جیسے۔ اِمْشُوا، وَاصْبِـرُوْ عَـلٰـى اٰلِهَـتِكُم ، اِمْشِيُوْا

اَلْاِبْتِدَاء کی چار صورتیں ہوتی ہیں.............اور چاروں صورتیں اختیاری ہیں۔

(۱) ابتداء حقیقی:۔ یعنی جب ابتداء قراءت وتلاوت ہو......نیز جب ابتداء بعد از قطعِ قراءت ہو تو اسے ابتداء حقیقی کہتے ہیں اور ابتداء حقیقی پر استعاذہ لازم اور ضروری ہوتا ہے۔

(۲) ابتداء تقدیری:۔ یعنی جب ابتداء بعد از ختم سورۃ ہو......نیز جب ابتداء بہ تکریر سورۃ ہو تو اسے ابتداء تقدیری کہتے ہیں اور ابتداء تقدیری پر فقط بسملہ ضروری ہے۔

(۳) ابتداء حکمی:۔ یعنی جب ابتداء بعد از ختم قرآن ہو تو اسے ابتداء حکمی کہتے ہیں.........اور ابتداء حکمی پر بھی فقط بسملہ ضروری ہے۔

(۴) ابتداء اصطلاحی:۔ یعنی جب ابتداء بعد از وقف ہو......یعنی بر موقوف و محل، وقف کرنے کے بعد ہو تو اس کو ابتداء اصطلاحی کہتے ہیں۔ اور ابتداء اصطلاحی پر نہ استعاذہ ہے اور نہ بسملہ۔

(۲) علامہ سجاوندیؒ کی رموز مجوزہ فی المصاحف کے مطابق اقسام:۔

علامہ سجاوندیؒ کی رموز مجوزہ فی المصاحف کو اگر بغور اور بنظر عمیق دیکھا جائے....تو وہ چار انواع پر منقسم ہیں۔

(۱) متفقٌ علیه (۲) مختار علیه (۳) مختلف علیه (٤) ممنوع فیه

نوٹ:۔ ممنوع فیہ کے علاوہ پہلی تینوں اقسام کی تعریف گزشتہ سوالات میں گزر چکی ہے۔ ممنوع فیہ کی تعریف درج ذیل ہے۔

ممنوع فیہ کی تعریف:۔

اقسام الوقف الممنوع فیہ:۔ وہ اوقاف اور محلِ اوقاف قرآنیہ ہیں جہاں پر علماء وقف معنوی خرابیوں کی وجہ سے یعنی قرآن کی سیاق سباق میں ربط منقطع ہونے اور معنی غیر مراد لازم آنے کی وجہ سے وقف ممنوع اور ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثالث (ب).................:۔

(۱) وقف متفق علیہ کی اقسام کیا ہیں؟ ان کے نام اور علامات لکھئے۔

(۲) وقف مختار علیہ کسے کہتے ہیں اور اس کی اقسام کیا ہیں؟

جواب..................امور مطلوبہ:۔

(۱) وقف متفق علیہ کی اقسام، نام اور علامات۔

(۲) وقف مختار علیہ کی تعریف مع اقسام۔

وقف متفق علیہ کی اقسام، نام اور علامات 2014ء/۱۴۳۵ھ کے سوال ثانی کے جز (الف) میں گزر چکے ہیں۔

وقف مختار علیہ کی تعریف مع اقسام 2014ء/۱۴۳۵ھ کے سوال ثانی کے جز (ب) میں گزر چکی ہیں۔

وٹس ایپ گروپ

علماء دیوبند لائبریری۔

ایڈمن ⇐ 0300-454537ظ6

Maktaba Tul Ishaat.com

Description

Muhammad Abrar Aslam:
https://chat.whatsapp.com/AZDTNVsCEBC0wpKRjKrpt8

اصول و ضوابط

👈 اس گروپ میں مسلک اہل سنت والجماعت دیوبند کی کتابیں بھیجی اور طلب کی جاسکتی ہیں

👈 کتاب طلب کرنے کے لیے کتاب کا نام اردو میں لکھ کر بھیجیں وائس بھیجنے کی اجازت نہیں ہے

👈 کتاب طلب کرنے کے بعد 24 گھنٹے انتظار فرمائیں دوبارہ میسیج بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے

👈 آپ کے موبائل میں جو کتابیں ہیں اشاعت اسلام کی نیت سے تھوڑی تھوڑی کر کے بھیجتے رہیں تاکہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ کا باعث بنے اور آپ اجرعظیم کے مستحق ہوں

Maktaba Tul Ishaat.com

وفاق المدارس العربیہ کے تجوید کے تمام پرچہ جات کا حل

اجوبة التجوید فی حل اسئلة التجوید

للعلماء والعالمات

تقریظ اوّل

شیخ التجوید والقراءآت مقری وقت

استاذ الکل حضرت مولانا قاری

فیاض الرحمن علوی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ ثانی

استاذ التجوید والقراءآت اسوۃ القراء

واکرم القراء حضرت مولانا قاری

محمد اکرام صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

تالیف

ابو سعد محمد زبیر اعوان

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پشاور

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقة الرابعة فى علوم القراء ات

وٹس اپ گروپ ⟸ علماء دیوبند لائبریری

ایڈمن ⟸ 0300-4545376

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقة الرابعة فی علوم القراءات

۱۴۳۵ھ/2014ء

السوال الاوّل............(الف):۔

(۱) تعریف القراءت وتاریخہا پراس طرح مضمون لکھیں کہ تشنگی نہ رہے۔(33)

جواب............امورِ مطلوبہ:۔

(۱) تعریف القراءت:۔ (۲) تاریخ القراءت:۔

(۱) تعریف القراءت:۔

لغوی تعریف:۔ القراءات باعتبارِ لغت، قراءۃ کی جمع ہےاورقراءۃ باب قَرَءَ یَقْرَءُ قِرَائَۃً وقُرْاٰنًا سے مصدر ہےاورقراءۃ کامعنی تلاوت کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:۔ ''القراءۃ'' کی قراءکرام نے مختلف تعریفیں کی ہیں جن میں سے امام ابن جزریؒ کی تعریف جامع وعمدہ ہے۔قراءات اس علم کوکہتے ہیں جس سے کلماتِ قرآنیہ میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق واختلاف معلوم ہوجونبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن لینے کی بناء پر ہے۔(اپنی رائے کی بناء پرنہیں) شیخ عبدالفتاح القاضیؒ نے بھی تقریباً یہی تعریف کی ہے۔

(۲) تاریخ القراءات:۔

ابتداءارتقاءِقراءات:۔ بہت سی احادیث صحیحہ ''احرف سبعہ''(۱) پرقرآن کریم کے نزول کوواضح کرتی ہے جوتمام کی تمام صحت وتواتر کے ساتھ ہم تک پہنچتی ہیں جسطرح قرآن کریم اللہ تعالی کی طرف سے نازل شدہ کلام ہے بالکل بعینہ قراءات ''قرآنیہ'' بھی منزل من اللہ ہیں۔

حاشیہ(۱) اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ.....الخ یہ حدیث متواتر ہےامام ابوعبیدؒ(شرح سبعہ قرأت)

(۱) **دلیل:۔** فرمایارسول اکرم ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام نے ایک حرف پر مجھے قراءۃ پڑھائی، میں نے ایک سے زائد پراصرار جاری رکھایہاں تک سات حروف یعنی (سبعہ قراءات) پرتکمیل ہوئی۔(صحیح بخاری شریف)

(۲) **دلیل:۔** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ھشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کاسورۃ الفرقان کے کسی کلمہ پر

Maktaba Tul Ishaat.com

مختلف قراءات پر باہمی اختلاف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قراءات کا نزول مکہ مکرمہ میں بھی جاری وساری تھا کیونکہ سورۃ الفرقان مکی سورت ہے۔(صحیح مسلم شریف)

رائے نمبر(۲):۔ قراءات کا نزول ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوا:۔

(۱) دلیل:۔ مختلف قراءات پر نزول کا مقصد اُمت کو آسانی فراہم کرنا تھا جسکی ضرورت تب پیش آئی جب عرب کے مختلف قبائل اسلام میں داخل ہوئے اوران کے لہجات مختلف تھے اور یہ مختلف لہجات کا مرحلہ ہجرت کے بعد ہی پیش آیا۔

(۲) دلیل:۔ صحابہ کرامؓ کا قراءات کے بارے میں باہمی اختلاف سب سے پہلے مدینہ منورہ میں پیش آیا نہ کہ مکہ مکرمہ میں جیسا کہ حضرت ابی بن کعبؓ کا کسی صحابیؓ سے اور حضرت عمر بن خطابؓ کا حضرت ھشام بن حکیمؓ سے قراءات کے بارے میں ایک دوسرے سے مختلف رائے رکھنا، نبی کریم ﷺ نے دونوں حضرات صحابہؓ کی قراءات کو درست قرار دیا تھا۔

وقد حاول البعض ان یجمع بین القولین :۔ بعض حضرات نے مذکورہ (۲) اقوال میں تطبیق فرمائی کہ مکی سورتوں میں مذکورہ قراءات سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن اور قراءات کا آغاز مکہ مکرمہ میں ہی ہوا ہے ایسا نہیں کہ مکی سورتوں میں واقع مختلف قراءات بعد میں دوبارہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہوں۔ البتہ ان مختلف قراءات کی ضرورت اگرچہ ہجرت مدینہ کے بعد مختلف قبائل عرب کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد پیش آئی کیونکہ قبائل کی زبان، لغت، لہجات ایک دوسرے سے جُدا جُدا تھیں۔

جن مراحل سے قراءات قرآنیہ گزریں، مختصراً یہ ہیں:۔

(۱) **مرحلة تعلم الرسول ﷺ من جبرئیل علیه السلام:۔** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے قرآن کا علم حاصل کرنا قراءات قرآنیہ کا آغاز، سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام کی تعلیم قرآن کریم کی صورت میں ہوا۔

(۱) دلیل:۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(علّمه شدید القوی) (النجم)

(۲) دلیل:۔ وحی قرآنی کی ابتداء کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت مبارکہ جس میں ذکر ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو فرمایا، اقراء، پڑھیے حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں تو جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اتنا زور سے دبایا کہ میں مشقت میں مبتلا ہوگیا۔(جامع صحیح بخاری)

اسی منہج پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مختلف قراءات پر قرآن کریم کی تعلیم دی تھی

(۲) **مرحلة تعليم الصحابةؓ من الرسول:۔** دوسرا مرحلہ صحابہ کرامؓ کا رسول اکرم ﷺ سے تعلیم سیکھنا۔

(۱) **دلیل:۔** خود اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم فرمایا کہ اہل اسلام کو قرآن کریم کی تعلیم دی ارشاد باری تعالیٰ ہے:
(یاایھاالرسول بلّغ ما انزل الیك من ربّك)(المائدہ)

(۲) **دلیل:۔** اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:۔ **وقرانا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلنه تنزيلا(الاسراء)**
لہٰذا جناب نبی کریم ﷺ وہ تمام وحی متلو جو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کو تعلیم دیتے اپنے صحابہؓ کو پڑھاتے۔

(۳) **دلیل:۔** حضرت عثمان غنیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ پہلے ہمیں دس آیات مبارکہ کی تعلیم فرماتے جب تک ہم ان دس آیات مبارکہ کی تعلیم اور ان پر عمل نہ کر لیتے اگلی دس آیات مبارکہ کی تعلیم نہ فرماتے تو آپ ﷺ نے قرآن کریم کا علم وعمل دونوں کی تعلیم فرمائی۔

(۳) **مرحلة تعليم الصحابة رضى الله عنهم اجمعين بعضهم لبعض:۔** تیسرا مرحلہ، بعض صحابہ کرامؓ کا دوسرے بعض صحابہؓ کو قرآن کریم کی تعلیم فرمانا، ترتیب خود جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرامؓ کو حکم فرمایا کہ دیگر بعض صحابہ کرامؓ کو تعلیم دیں۔

(۲) **دلیل:۔** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ سے باہر تعلیمی وفد بھیجنا، بخاری شریف میں ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ سب سے پہلے مدینہ منورہ آئے اور لوگوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ پھر حضرت عمارؓ و حضرت بلالؓ آئے۔

(۳) **دلیل:۔** فتح مکہ کے موقع پر جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو تعلیم وتعلم کیلئے مکہ مکرمہ میں ہی چھوڑا تھا۔

(٤) **مرحلة تعليم التابعين من الصحابةؓ:۔** چوتھا مرحلہ، تابعین کرام کا صحابہ کرامؓ سے قرآن کریم سیکھنا صحابہ کرام مختلف شہروں میں پھیل گئے اور لوگوں کو قرآن کریم اسی قراءۃ پر پڑھایا جس قراءۃ پر رسول اکرم ﷺ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ ان مختلف منقول قراءات کی بناء پر تابعین کرام اور ان کے شاگردوں میں بھی یہ اختلاف قراءات نقل ہوا۔ اس موقع پر شاذ قراءات (جن کا پڑھنا جائز نہیں) وہ ظاہر ہونے لگیں۔ اور مسلمانوں میں یہ جھگڑا اکثرت سے ہونے لگا۔ (کہ کون سی قراءۃ درست اور قابل تلاوت ہے) اور کون سی قراءۃ ناقابل تلاوت ہے) یہاں تک کہ یہ جھگڑا امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنیؓ تک پہنچا تو آپؓ نے حکم فرمایا: مختلف مصاحف ایسے رسم (کتاب کی شکل) پر لکھے جائیں جو ایک سے زائد قراءات

صحیحہ، متواترہ، کوشامل ہوسکے (جیسے (ملک) کا اسم (مالک) اور بعد کا رسم باعد کی قراءۃ کو بھی شامل ہو۔ ان مصاحف قرآنیہ کو مشہور شہروں (مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ، شام) طرف ایک ایک استاذ و معلم قرآن کے ساتھ روانہ فرمایا۔

(۵) مرحلة التخصص فی القراء ات:۔ پانچواں مرحلہ قراءات قرآنیہ کی نسبت کسی خاص قاری کی طرف سے جب خواہشات کی اتباع کرنے والوں نے ایسی ایسی قراءات کی تعلیم شروع کردی جنکی کوئی بنیاد نہیں تھی۔ جیسا کہ معتزلہ اور روافض کے بعض حضرات سے من گھڑت قراءات منقول ہیں۔ اسی موقع پر قراء کرام کی ایک جماعت نے آپنے آپ کو خاص کردیا۔ اور اپنی مکمل توجہ قراءات کو محفوظ کرنے پر مشغول کردی۔ جسکی وجہ سے وہ قراءات کے امام کہلانے لگے۔ اور لوگ ان قراء کرام سے قرآن سیکھتے اور عالم اسلام کے مسلمانوں کا قراءات قبول کرنے کے حوالے سے ان پر ایسا اتفاق ہو گیا کہ قراءات کی نسبت ان ائمہ قراءات کی طرف کی جانے لگی۔

(۶) مرحلة التدوین فی القراء ات:۔ چھٹا مرحلہ قراءات کو جمع کرنے کا۔ علم القراءات پر تصنیفی کام شروع زمان سے ہی جاری تھا جب قرآن کریم اور اسکی تلاوت نے اپنے پڑھنے، پڑھانے والے کو ہر چیز سے بے پروا کردیا تھا حتی کہ بعض حضرات نے تو قرآن کریم اور اسکی تعلیم کو جہاد فی سبیل اللہ پر ترجیح دی (النشر فی القراءات العشر) البتہ سب سے پہلے علم القراءات کے مدون کرنے والے کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔

رائے نمبر(۱):۔ اکثر حضرات نے امام عبدالقاسم بن سلام (ت ۲۲۴ھ، کومدون اول قرار دیا ہے۔)

رائے نمبر (۲):۔ امام ابن الجزریؒ نے غایۃ النہایۃ (۳) میں امام ابو حاتم السجستانی (ت ۵۵ھ) کو قرار دیا۔

رائے نمبر (۳):۔ راجح قول کے مطابق امام یحیٰ بن یعمرؒ (ت ۹۰ یا ۸۹ھ، ہیں)

(۷) مرحلة: قراءات قرآنیہ کی حدبندی کا سبب:۔ تیسری ہجری میں جب امام ابوعبید القاسم بن سلامؒ (ت ۲۲۴ھ) نے قراء سبعہ سمیت پچیس قراء کی قراءات کو اپنی کتاب میں جمع کیا۔ اور امام بن جبیرؒ (ت ۲۵۸) الخمسہ کے نام سے کتاب تالیف کی اور ابوبکر الداجونیؒ (ت ۳۲۴ھ) نے الثمانیہ کے نام سے کتاب تالیف کی۔

لیکن جب قراء کرام اور ان کی روایات کی تعداد زیادہ ہوگئیں۔ قریب تھا کہ کثرت کی وجہ سے اضطراب (۱) (صحیح اور غیر صحیح کا شک) قراءات کے بارے میں پیدا ہو جاتا تو اس مرحلہ پر امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ (ت ۳۲۴ھ) نے سوچا کہ اسلامی شہروں میں جن مشہور ائمہ کی قراءات معروف ہیں ان کو منتخب کیا جائے۔

حاشیہ (۱) اضطراب کی وجہ بعض رواۃ کے ضبط و اتقان اور روایت کی صفات میں کمی تھی۔ (شرح سبعہ قراآت)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۸) **آٹھواں مرحلہ: قراءات سبعہ کی حد بندی کا:۔** یعنی قراءات سبعہ جو مشہور ہے خواص (اہل علم) اور عوام (عوام الناس) کے درمیان یہ محدود ہوگئیں کیونکہ قابل اعتماد ائمہ قراءات نے چھان پھٹک اور تحقیق کے بعد تواتر کی شرط اول کو مدنظر رکھتے ہوئے مخصوص تعداد جو خاص و عام کے قابل قبول ہوا سمیں قراءات کو محدود کر دیا۔

اور یہ کام سب سے پہلے تیسری ہجری کے اواخر اور چوتھی ہجری کے اوائل میں اپنے وقت کے امام القراءات، امام ابن مجاہد البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے قراء سبعہ (۲) (نافع مدنی، ابن کثیر مکی، ابوعمرو بصری، ابن عامر شامی، عاصم کوفی، حمزہ کوفی، کسائی کوفی رحمہم اللہ تعالیٰ) کی قراءات کو اپنی تالیف کردہ کتاب "السبعہ" میں جمع فرما کر انجام دیا۔

حاشیہ (۲) بعض لوگ کہتے ہیں سبعہ احرف سے مراد قراء سبعہ کی قراآت ہیں، یہ وہم ہے۔ (شرح سبعہ قراءات)

(۲) اور یہ کام (خدانخواستہ) کوئی نئی ایجاد نہیں تھی بلکہ آپؒ نے قراءات کو بعد تحقیق کے محدود کیا تو اتفاق سے سات کی تعداد ہوگئی۔

قراء سبعہ کی قراءت پر لوگوں کے متفق ہونے کی وجہ:۔

(۱) ایک تو ان قراء سبعہ نے قرآن کریم پڑھنے، پڑھانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا اور تعلیم قرآن میں بھرپور توجہ اپنی مہارت علمی کے ساتھ۔

(۲) دوسرا قراء سبعہ کی قراءت مستند ہے باعتبار قراءۃ بھی اور سماعت بھی ایک ایک حرف شروع قرآن کریم سے آخر تک مستند و معتمد ہے۔

یاد رہے کہ ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے قراءات سبعہ کو جو منتخب فرمایا وہ قبولیت کی معروف تین شرائط:۔

(۱) صحت سند (۲) موافقت لغت عربیت (۳) موافقت رسم عثمانی کے مطابق تھیں۔ مقدمہ سبعہ (ابن مجاہد)

☆---------------------- یا ----------------------☆

السوال الاول (ب)..............:۔

(۱) ارکان قراءات صحیحہ متواترہ پر مفصل مضمون تحریر کریں۔ (33)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) ارکان قراءات صحیحہ متواترہ پر مفصل مضمون۔

قراءات صحیحہ کے ارکان (قراءات کو قبول کرنے کی شرائط):۔

قبول قراءات کیلئے متقدمین مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ رکھتے ہیں۔

(۱) عربیت میں اسکی کوئی قوی توجیہ (مثال) پائی جائے۔

(۲) وہ مصحف عثمانی کے رسم کے موافق ہو۔

(۳) عام قراء کا اس پر اتفاق ہو۔

اور عام قراء سے ان کا مقصود اہل حرمین ہیں یا اہل مدینہ اور اہل کوفہ ہیں۔اور کبھی وہ حضرات اس قراءات کو اختیار کرتے ہیں جس پر امام نافعؒ اور امام عاصم متفق ہوں۔اس لئے کہ ان کی قراءات سب سے زیادہ معتمد علیہ، سند کے اعتبار سے اصح اور عربیت کے اعتبار سے افصح ہے اور ان دونوں کے بعد فصاحت میں امام ابوعمرؒ و اور امام کسائیؒ کی قراءات کا درجہ ہے۔

(ب)...... پھر قراءات صحیحہ کو غیر صحیحہ سے جُدا کرنے کا یہ ضابطہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ بنا۔

(۱) صحت سند

(۲) عربیت کی موافقت

(۳) رسم مصحف عثمانی کی موافقت:۔

پھر اس ضابطے کی دوسری اور تیسری شرط میں کچھ توسع ہوا۔اور ابن الجزریؒ کے بیان کے مطابق شرائط اسطرح طے پائیں۔

(۱) قراءات صحیح السند ہو۔(۱) (۲) عربیت کے موافق ہو، چاہے کسی وجہ سے بھی ہو۔

حاشیہ (۱) اصل اعتماد ان اوصاف ثلثہ پر ہے نہ انتساب پر (حافظ ابوشامہ)

(۳) مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کے رسم کے موافق ہو۔اگر چہ احتمالاً ہی ہو۔امام ابن الجزریؒ ''الطیبۃ'' میں فرماتے ہیں: جو قراءتِ نحوی قاعدے کے موافق ہو اور رسم میں بھی اسکا احتمال موجود ہو۔اور سند کے اعتبار سے صحیح ہو تو وہ قرآن کا (ہی حصہ) ہے پس یہ تین (شرائط) ارکان ہیں اور جس جگہ کوئی رکن نہ پایا جائے تو اگر وہ قراءات سبعہ میں سے ہو تو اس کے شذوذ کو ثابت کرو۔پھر صحت سند کے معیار کے متعلق قراء کا اختلاف ہے۔جمہور تواتر کی شرط لگاتے ہیں۔اسلئے کہ یہ قراءات قرآن ہیں اور قرآن بغیر تواتر کے ثابت نہیں ہوتا۔جبکہ بعض قراء اس قراءات کی شہرت اور اسکے پھیل جانے کو کافی قرار دیتے ہیں۔

(د)....... بالآخرات نے قرات کوقبول کرنے کے بارے میں مندرجہ ذیل ارکان (۱) پر اجماع کیا ہے۔

(۱) قرات کا متواتر ہونا۔

(۲) عربیت (۱) کے موافق ہو، اگر چہ کسی وجہ سے بھی ہو۔

(۳) مصاحف عثمانیہ میں کسی ایک کے موافق ہو، اگر چہ احتمالاً ہو۔

(۱) علامہ دانی ائمہ کے اقوال نقل کر کے کہتے ہیں کہ ائمہ قراءۃ اُس حرف پرعمل کرتے ہیں جو اثراً اثبت اور نقلاً ورِوایۃً اصح ہو۔

ان آخری تین ارکان کی تشریح:۔

(۱) **تواتر:۔** اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک بڑی جماعت ایسی جماعت سے (قراءت) کونقل کر کے جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو، اور (اس جماعت کی) تعداد میں کسی تعین کے بغیر شروع سند سے آخری سند تک یہی سلسلہ ہو۔ اور جمہور کے نزدیک قبولِ قرات کے لئے تواتر بنیادی شرط ہے اور وہ صحت سند پر اکتفاء نہیں کرتے۔

اسی وجہ سے انہوں نے قرآن کی تعریف اس طرح بیان کی ہے۔ ’’قرآن وہ جو ہماری طرف نقل متواتر کے طور پر مصحف کے دوگتوں کے درمیان نقل ہوا ہے (اور یہ نقل ہونا) ایک جماعت سے دوسری جماعت کی طرف (منتقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے)‘‘۔

(۲) **قراءت کا لغت عربیہ کی وجوہ میں سے کسی توجیہہ کے موافق ہونا:۔**

اس شرط کے مطابق اس قراءت کا لغت عربیہ کی وجوہ میں سے کسی وجہ کے موافق ہونا کافی ہے چاہے وہ وجہ فصیح یا غیر فصیح ہو متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ ہو لیکن اسکا متواتر سند ہونا اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کے موافق ہونا ضروری ہے۔ پھر لغت کی حیثیت سے اس کی توجیہ کے ضعیف ہونے سے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ جیسے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد: واتقوا اللہ الذی تساء لون بہٖ والارحام (النساء : ۱) میں لفظ والارحام بالجر کو پڑھتے ہیں جبکہ باقی قراءا سے لفظ ’’اللہ‘‘ پرعطف کرتے ہوئے بالنصب پڑھتے ہیں۔

امام حمزہؒ کوفیین مذہب کے مطابق ’’والارحام‘‘ کو ’’ضمیر مجرور‘‘ ’’بہٖ‘‘ پرعطف کرتے ہوئے بالجر پڑھا ہے۔ اس بناء پر مجرور پڑھا ہے کہ اس کے ساتھ حروف جار کا اعادہ کیا گیا ہے لیکن اس کے معلوم ہونے کی وجہ سے اسے حذف کر دیا گیا ہے یا انہوں نے بصریین کے مذہب کے مطابق قسم بنایا ہے تا کہ رشتہ داری کی عظمت ظاہر ہو اور صلہ رحمی کی ترغیب ہو۔ اور قسم کا جواب لفظ اللہ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں:۔

بے شک علماء نحو نے اپنے قواعد اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور عرب کے کلام کی حدد سے بنائے لہذا جب قرآن کا قرآن ہونا مقبول روایت سے ثابت ہو جائے تو قرآن علماء نحو اور ان کے وضع کردہ قواعد پر حکم ہوگا اور ان کے لئے اپنے قواعد سمیت قرآن کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوگا نہ یہ کہ ہم قرآن سمیت انکے قواعد کی طرف رجوع کریں جو اس کے مخالف ہیں۔

امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ائمہ قراءت قرآن کے حروف کے بارے میں اس قراءت پر اعتماد نہیں کرتے جو لغت میں زیادہ مشہور ہو یا جو عربیت کے مطابق ہو بلکہ وہ اس پر اعتماد کرتے ہیں جو اثر میں اچھی طرح ثابت ہو اور روایت اور نقل کے اعتبار سے واضح ہو۔

(۳) **اس قراءت کا مصاحف عثمانیہ کسی ایک کے موافق ہونا:**۔ اگر چہ احتمالا ہی موافق ہو:۔ مصاحف میں سے کسی ایک کے موافق ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ قراءت بعض مصاحف میں ثابت ہوا اور بعض میں نہ ہو جیسے عامرؒ کی قراءت "وقالوا اتخذ الله ولدا سبحٰنه" (البقره ١١٤) میں قالو سے پہلے بغیر واؤ کے ہے، اسلئے کہ مصحف شامی میں واؤ موجود نہیں ہے۔ نیز جیسے ابن عامر کی قراۃ اللہ کے ارشاد:" والزُبُرِ والكتٰبِ المنير" (آل عمران ١٨٤) میں لفظ "الزبر" اور "الكتٰب" میں باء کے اضافے کے ساتھ ہے اور یہ اس کیوجہ سے ہے کہ مصحف شامی میں باء ثابت ہے۔ نیز جیسے ابن کثیر مکی سورۃ التوبہ میں آخری والے لفظ "تجری" کیساتھ "من" کا اضافہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "جنّٰتٍ تجری تَحْتَهَا الانهرُ (سورة التوبه : ١٠٠)

میں اور یہ اس کی وجہ سے ہے کہ مصحف مکی میں اسطرح مکتوب ہے۔

'ولو احتمالا' کے جملہ سے مراد:۔ یعنی جو قراءت تقدیرا رسم کے موافق ہو اس لئے کہ قراءت کبھی تحقیقا اور صراحتاً رسم کے موافق ہوتی ہیں۔ اور کبھی تقدیرا اور کبھی احتمالا موافق ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مٰلِكِ يوم الدين. (الفاتحه: ٤)

اب کلمہ "ملك" سورة فاتحه میں تمام مصاحف میں الف کے بغیر لکھا گیا ہے اور اسے دو طرح سے پڑھا گیا ہے۔

(۱) میم کے بعد الف کے ساتھ: "فَاعل" کے وزن پر۔

(۲) الف کے بغیر "فَعِلٌ" کے وزن پر۔

اور دونوں قراتیں متواتر ہیں پس اسے حذف الف سے پڑھنا تحقیقا اور صراحتہ رسم کے موافق ہے جس طرح "

مَلِكِ النَّاسِ" (الناس: ۲) میم کے بعد الف کے لکھا اور پڑھا گیا ہے۔اس کو الف کے ساتھ پڑھنے کا تقدیرا احتمال موجود ہے جیسے قل اللهم ملك الملك (ال عمران: ۲٦) میں بغیر الف کے ساتھ ہی پڑھا گیا ہے اور الف کو کتابت میں اختصارا حذف کیا گیا ہے جیسے اسم فاعل کے صیغوں "قادر" اور "صالح" وغیرہ میں۔

☆------------------☆------------------☆

السوال الثانی............(الف):۔

(۱) قراءات شاذہ اور ان کی حجیت پر مضمون لکھیں۔(33)

جواب............امور مطلوبہ:۔

(۱) قراءات شاذہ اور ان کی حجیت پر مفصل مضمون۔

قراءت شاذہ کی تعریف:۔

لغوی تعریف:۔ لفظ شاذ لغوی اعتبار سے (شذ یشذ شذوذاً) جس کا معنی ہے منفرد، علیحدہ ہونا۔

اصطلاحی تعریف:۔ اصطلاح میں قراۃ شاذہ اس قراءۃ کو کہا جاتا ہے جس میں قراءۃ کی بنیادی تین شرائط جس سے ایک شرط کم ہو یعنی۔

(۱) وہ متواتر نہ ہو۔

(۲) تمام مصاحف عثمانیہ کے رسم الخط کے خلاف ہو۔

(۳) عربی زبان میں اس کی کوئی اصل نہ ہو۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ شاذ اس روایت کو کہا جاتا ہے جو متواتر نہ ہو گویا جمہور کے نزدیک جو قراءت تواتر کے درجے تک پہنچے یا ابن الجزریؒ اور ان کے اصحاب کے مطابق جو روایت شہرت اور استفاضہ کے مقام تک نہ پہنچے وہ شاذ ہے کسی بھی روایت کے قبول کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ درجہ تواتر کو پہنچے، دوسرے دو شرطیں اس کے تابع ہیں اس لیے کہ کوئی بھی قراءت متواتر میں آخری دو شرطیں پائی جائیں گی قراءت غیر متواترہ میں باقی دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک یعنی دوسری یا تیسری شرط مفقود ہوتی ہے اور یہی معاملہ قراءت شاذہ کا بھی ہے قراءت متواترہ کو مشہور دس قراء میں سے کسی نہ کسی قاری نے ضرور پڑھا ہے اور قراءت متواترہ ان دس قاریوں کی قراءت سے باہر نہیں اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں۔قراءت عشرۃ متواتر کے

Maktaba Tul Ishaat.com

علاوہ دیگر کو قراءت شاذہ کہتے ہیں۔

امام نویریؒ فرماتے ہیں:۔ اصولیین اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ قراءت عشرۃ سے زائد کوئی چیز متواتر نہیں ہے اور قراء کی غیر معتد بہ تعداد کے علاوہ باقی قراء کا بھی اس پر اجماع ہے۔

ابن الجزری فرماتے ہیں:۔ ''ہمارے زمانے میں ائمہ عشرۃ کی قراءت ہی مذکورہ بالا تین شرائط کو پورا کرتی ہے اوران روایات کے مقبول ہونے پر اجماع ہے۔''

قراءت شاذہ کا حکم:۔ بعض علماء نے قراءت شاذہ کی اجازت دی ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ نماز اور نماز کے علاوہ قراءت شاذہ کی تلاوت کرتے تھے اگر یہ قراءۃ جائز نہ ہوتی تو صحابہؓ انہیں نماز میں کیوں پڑھتے بلکہ عدم جواز کی صورت میں ان قراءت کی تلاوت ارتکابِ حرام کے زمرے میں آتے ہیں۔اور مرتکب حرام کی بات دلیل نہیں ہوتی حالانکہ یہی صحابہ کرامؓ جو اس شریعت کو نقل کرنے والے ہیں اگر یہ فرض کرلیا جائے العیاذ باللہ صحابہؓ غلط قراءت کی تلاوت کرتے تھے تو اسلام کا بہت بڑا حصہ ساقط اور غیر مستند قرار پائے گا۔

(۱) امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے اصحابؒ کا ایک قول یہ ہے کہ امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ سے منقول دو روایات جس سے ایک روایت یہی ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک عبادت اور ثوب کی نیت سے قراءت شاذہ کو پڑھنا مطلقاً ناجائز ہے نماز اور خارج نماز کا یہی حکم ہے بلکہ بعض ائمہ قراءت نے اس پر مسلمانوں کا اجماع بھی نقل کیا ہے مثلاً ابن عبدالبرؒ وغیرہ اس کی دلیل یہ ہے کہ قراءت شاذہ تواتر سے ثابت نہیں ہے لہٰذا انہیں قرآن کا حصہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ قرآن کریم تواتر سے ثابت ہے اگر بعض صحابہ کرامؓ سے وہ قراءت بھی منقول ہو پھر بھی حضور ﷺ کے آخری دور سے یا مصحف عثمانی پر اجماع صحابہؓ سے وہ قراءت منسوخ ہو چکیں فقہائے بغداد کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص قراءت شاذہ پڑھے اسے توبہ کرنے کو کہا جائیگا اس بارے ابن شنبوذ اور ابن مقسم العطار کے واقعات مشہور ہیں۔

ابن الجزریؒ فرماتے ہیں کہ ابوعمر بن الصلاح وغیرہ نے صراحتاً بیان کیا کہ قراءت عشرہ کے علاوہ کوئی قراءت پڑھنا مکروہ نہیں بلکہ حرام ہے اور ابن السبکیؒ نے فرمایا قراءت شاذ کی تلاوت جائز نہیں ہے۔

قراءت شاذہ پر عمل اور انہیں دلیل بنانے کا حکم:۔

جمہور ائمہ کے نزدیک قراءت شاذہ پر عمل کرنا اور ان سے احکام شریفہ کو مستنبط کرنا جائز ہے کہ یہ خبر

Maktaba Tul Ishaat.com

واحد کے قائم مقام ہیں جو تمام ائمہ کے نزدیک مقبول ہے اور بہت سارے فقہی احکام روایت شاذہ سے مستنبط ہے مثلاً چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم یہ حضرات ابن مسعودؓ کی قراءت سے لیا گیا جس کے الفاظ ہیں۔(والسارق والسارقة فاقطعو ایمانهما)(المائدہ:۳۸) ایدیهما کی جگہ۔اس طرح کفارہ یمین میں لگا تار روزے رکھنے کا حکم احناف کے نزدیک حضرت ابن مسعودؓ کی اس قراءت سے نکلتا ہے۔(فصيام ثلثة ايام متتابعات) (المائدہ:۸۸) دیگر قراءت کے مطابق کلمہ متتابعات زائد ہے۔

(۲) جمہور شوافع قراءت شاذہ کی حجیت کے مخالف ہیں کہ ان کا قرآن ہونا ثابت نہیں لہٰذا ان پر عمل بھی جائز نہیں ہے۔ جمہور نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ قرآن پاک کا حصہ نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خبر واحد بھی نہ ہو یعنی اس کی قراءت خبر واحد کے حکم میں ہوتی ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے۔

☆-------------------☆-------------------☆

السوال الثانی (ب)..................:۔

(ا) بحث سبعة احرف پر تشفی بخش مقالہ لکھیں۔(33)

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(ا) بحث سبعة احرف پر تشفی بخش مقالہ۔

مذکورہ حدیث کی اہمیت:۔ قرآن کریم کے احرف سبعہ پر نازل ہونے والی حدیث احادیث متواترہ میں سے ایک مشہور حدیث ہے جس کے تواتر کو بہت علماء نے بیان کیا مثلاً۔

(ا) الامام ابوعبید القاسم بن سلام۔(المتوفی ۲۲۴ھ)

(۲) الامام ابوعمرو الدانی۔(المتوفی ۴۴۴ھ)

(۳) الامام ابن القاصح۔(المتوفی ۸۰۱ھ)

اس کا تواتر اس طرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک جو قراءت متواتر پر شامل ہیں وہ بھی اپنے اصل کے اعتبار سے صرف سبعة ہی کی طرف لوٹتے ہیں صحاح ستہ میں اس حدیث کو نقل کیا گیا، ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف، امام احمد نے اپنی مسند اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔علاوہ ازیں حدیث علوم قرآن، قراءت اور تفسیر کی کوئی بھی کتاب ہو اس حدیث سے خالی نہیں ہے علمائے قدیم وجدید اس حدیث کے مفہوم کے حوالے سے غور وفکر کرتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن الجزریؒ فرماتے ہیں:۔

میں تقریباً تیس برس تک اس حدیث کے بارے میں غور وفکر کرتا رہا، اس کے مفہوم اور مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا آنکہ اللہ نے مجھ پر اس کے وہ مفہوم واضح کیے ہیں۔ جو امکانی حد تک درست ہیں۔ ان شاء اللہ

علامہ محمد عبدالعظیم الزرقانی فرماتے ہیں:۔

یہ بڑی دلچسپ اور پر مغز گفتگو ہے تاہم اس میں مشکلات اور صعوبت کا پہلو بھی ہے۔

احرف سبعہ والی حدیث کی بعض روایات:۔

بیس سے زائد صحابہ کرامؓ نے اس کو نقل کیا ہے اور پھر صحابہ کرامؓ سے تابعین کی ایک بڑی تعداد مختلف طریقوں اور مختلف اسناد کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے ان تمام اسناد کو یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تاہم چند ایک بطور نمونہ ذکر کرتے ہیں۔

(۱) حضرت عمرؓ اور حضرت ہشام بن حکیمؓ کے درمیان مخاصمہ والی حدیث جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ (ان هــذا القرآن اُنزل علی سبعة احرف فاقرؤا ماتیسر منه)

(۲) حضرت عثمان بن عفانؓ ایک دن خطبہ کے لئے منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی "انـزل الـقـرآن عـلـی سبعة احرف کلها شاف کاف"، میں انہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں وہ کھڑے ہو جائیں اس پر اتنے لوگ کھڑے ہو گئے کہ شمار نہ کیا جا سکتا اور انہوں نے گواہی دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "انـزل الـقـران عـلـی سبعة احرف کلها شاف کاف"، تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں۔

(۳) ابی بن کعبؓ والی حدیث کو انہوں نے دو افراد کی مختلف قراءت کے مطابق قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تعریف کی، حضرت ابیؓ کے دل میں طرح طرح کے خیالات آئے تاہم آخر میں انہیں شرح صدر ہو گیا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اسطرح منقول ہیں "اے ابی بن کعب پہلے مجھے یہ پیغام دیا گیا کہ قرآن پاک ایک حرف یعنی ایک طریقے کے مطابق پڑھوں تو" میں نے کہا یا اللہ میری امت پر آسانی کیجئے۔ پھر مجھے پیغام دیا گیا میں دو طریقوں یا دو حرفوں میں پڑھوں، میں نے پھر التجاء کی کہ یا اللہ میری امت پر آسانی کیجئے۔ تیسری مرتبہ مجھے کہا گیا کہ قرآن مجید سات طریقوں یا سات احرف کے مطابق پڑھو۔

(۴) اور اسی طرح حضرت ابن کعبؓ کی دوسری حدیث کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی غفار نے ایک حوض باندی کے قریب موجود تھے کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے.............الخ۔

(۵) اور ابو ہریرہؓ والی حدیث جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (انزل القرآن علیٰ سبعة احرف والمراء فی القرآن کفر، ثلاثا ما عرفتم منه فاعملوا به ما جهلتم فردّو الیٰ عالمه)

قرآن پاک سات احرف پر نازل کیا گیا اور قرآن پاک میں شک کفر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے جس چیز کا تمہیں علم ہو اس پر عمل کرو اور جس کا تمہیں علم نہ ہو اس بارے اہل علم سے رجوع کرو۔

الحرف کا لغوی معنی:۔

احرف حرف کی جمع ہے جیسے (اَفْلُسْ فَلْس) کی جمع ہے لفظ حرف مختلف معانی کے لئے آیا ہے مثلاً طرف، کنارہ، حد جانب اور پہلو۔ حرف الجبل حرف الرغیف حرف النهر اور حرف الصّف ان سب کلمات میں حرف جانب اور کنارہ کے معانی میں آیا ہے۔ متعدد قراءات میں کسی ایک وجہ یا ایک قراءت کو بیان کرنے کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ہر قاری کی قراءت کو حرف کہتے ہیں مثلاً حرف ابی بن کعب، ابن مسعودؓ وغیرہ، یعنی ان کی قراءت، مذکورہ بالا معانی پر غور کرنے سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ آخری دو مفہوم کے مقام اور موقعے کی مناسبت سے ہیں یعنی قراءت کی ایک وجہ یا مطلقاً قراءت۔

سبعة کا مطلب:۔

(۱) بعض علماء کے نزدیک سبعة سے مراد مخصوص عدد نہیں بلکہ کثرت کو بیان کرنے کے لئے یہ لفظ لایا گیا اکائیوں میں کثرت کے لیے سبعین کا لفظ اور سینکڑوں میں کثرت کے لئے مائتہ کہا جاتا ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک لفظ سبع سے مراد مخصوص عدد ہے یعنی وہ عدد جو چھ اور آٹھ کے درمیان آتا ہے راجح قول بھی یہی ہے۔ کیونکہ تمام روایات میں لفظ سبع ضرور آیا ہے اسی طرح یہ حرف متواتر ہے۔

احرف سبعة کے مفہوم کے بارے میں علماء کے اقوال:۔

احرف سبعة کے مفہوم کے حوالے سے علماء میں بہت اختلاف ہے حتی کہ اس بارے میں تقریباً چالیس سے بھی زیادہ اقوال (۱) منقول ہیں۔

حاشیہ (۱) ہر ایک قول کے قائلین کا ماخذ ان کی ذهنیت ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علامہ سیوطیؒ نے الشریف المزنی المرسی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اکثر اقوال ایک دوسرے کی تشریح ہیں مجھے ان کی سند کا علم نہیں اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ انہیں کس نے نقل کیا۔ یہ چیز بھی واضح نہیں ہوتی کہ ان سے مراد حرف سبع کیوں لیا ہے اکثر اقوال ایسے ہیں جو حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیمؓ والی حدیث سے متصادم ہیں ان اقوال کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) بلا دلیل اور غیر معتد بہ اقوال۔

(۲) معتد بہ اقوال جن پر مجموعی حوالے سے کوئی دلیل موجود ہو یا دلیل نما کوئی بہ چیز ان کے بارے میں منقول ہو۔

(۱) پہلا قول جو بعض فقہاء سے منقول ہے وہ کہتے ہیں: ''احرف سبعہ سے مراد سات چیزیں ہیں، یعنی مطلق، مقید، خاص، نص، وموؤل ناسخ ومنسوخ، مجمل ومفسر، استثناء اور اس کی اقسام۔

(۲) یہ قول بعض اہل لغت و بلاغت سے منقول ہے وہ کہتے ہیں۔ ''احرف سبعہ سے مراد حذف وصلہ، تقدیم وتاخیر، قلب واستعارہ، تکرار وکنایہ، حقیقت ومجاز، مجمل ومفسر، ظاہر وغریب ہیں۔

(۳) تیسرا قول جو بعض اہل تصوف سے منقول ہے وہ کہتے ہیں۔ احرف سبعہ سے مراد معاملات ومبادلات کی سات قسمیں ہیں۔ یعنی زہد وقناعت یقین کے ساتھ، خدمت اور عاجزی حیا کے ساتھ مجاہدہ ومراقبہ خوف کے ساتھ، سخاوت فقر وغربت کے ساتھ رجاع وتضرع اور استغفار رضا کے ساتھ، شکر وصبر محاسبہ کے ساتھ اور محبت وشوق اور مشاہدے کے ساتھ اس طرح کے اقوال کو رد کرنے کے لیے بہت ساری دلیلیں ہیں۔ ان اقوال پر کوئی شرعی دلیل واضح حجت نہیں ہے بلکہ ہر گروہ نے اپنے علمی فکری اور عملی رجحانات کی بنیاد پر ''احرف'' کی تشریح کی ہے۔

(۱) **پہلا قول:۔** احرف سبعہ سے مراد عرب کی سات مشہور لغتیں ہیں۔ اس قول کو جمہور فقہاء اور جمہور محدثین نے نقل کیا ہے۔

اوّل:۔ یہ لغات قرآن پاک میں متفرق مقامات پر بیان ہوتی ہیں یا ایک حرف اور کلمے میں اکٹھی کہیں بیان ہوئی ہیں۔ ابوعبید ودیگر کا خیال ہے کہ لغات قرآن پاک مختلف مقامات پر بیان ہوئی ہیں۔

ثانی:۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ اب بھی قرآن پاک میں ساری لغات موجود ہیں یا لغات قریش کے علاوہ باقی سب منسوخ ہوگئیں۔ ابوعبید ودیگر کا خیال ہے کہ سب لغات موجود ہیں جب ابن جریر وغیرہ کا خیال ہے کہ لغت قریش کے علاوہ باقی لغات منسوخ ہو چکی ہیں۔

(۲) **دوسرا قول:۔** اکثر علماء قراء جن میں سر دست ابن قتیبہ (المتوفی ۲۷۶) الباقلانی (المتوفی ۴۰۳ھ) رازی

Maktaba Tul Ishaat.com

(المتوفی ۴۵۴ھ) ابن الجزری (المتوفی ۸۳۳ھ) وغیرہ ہیں ان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ کہ احرف سے مراد قراءت کی وہ مختلف شکلیں ہیں جن کی وجہ سے قرآنی کلمات میں فرق اور تغیر واقع ہوتا ہے اس بات پر ان تمام حضرات کا اتفاق ہے کہ قراءت سات ہیں تاہم اس کی تعین میں اختلاف ہے یعنی کن سات چیزوں میں فرق ہے۔

یہ معاملہ مختلف فیہ ہے:۔ امام بن قتیبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قراءت میں اختلاف کی وجوہ تلاش کی تو وہ سات (۷) ہیں۔

(۱) اعراب یا مبنی حرکت میں فرق یا اختلاف ہو۔ لفظ کا معنی اور صورت ایک ہی ہو۔ (۱)

(۲) اعراب اور حرکت میں اختلاف ہو بایں صورت کے لفظ کا معنی بدل جائے لیکن شکل وصورت نہ بدلے۔ (۲)

(۳) حرف میں اختلاف بایں معنی ہو کہ لفظ کی شکل وصورت تو وہی ہو لیکن اسکا مفہوم بدل جائے۔ (۳)

(۴) قراءت کا اختلاف بایں صورت ہو کے معنی تو وہی ہے لیکن لفظ کی شکل وصورت بدل جائے جیسے ان کانت الاصیحۃ اور دوسری رایت الازقیۃ واحدۃ۔

(۵) قراءت کا اختلاف اسطرح ہو کہ شکل وصورت ومعنیٰ دونوں ہی بدل جائے۔

(۶) تقدیم وتاخیر اختلاف ہو جیسے (وجاءت سکرة الموت بالحق (ق:۱۹)) اور دوسری روایت کے مطابق (وجاءت سکرة الحق باالموت (ق:۱۹))

(۷) الفاظ کی زیادتی اور کمی کا اختلاف ہو جیسے۔ وَمَا علمته ایدیهم جبکہ دوسری روایت میں وَمَا عَمِلت ایدیهم اس دقیق اور پرمغز بحث وگفتگو کے بعد ہمارے لئے آسان ہو گیا کہ کسی ایک قول کو ترجیح دینے اور اس پر دلائل وحجت قائم کرنے کے بجائے چند اقوال حق وصواب کے قریب قرار دیا جائے۔

حاشیہ (۱) جیسے هن اَطْهر لكم میں اطهر پر رفع ونصب۔

(۲) جیسے ربَّنا باعد میں باعد صیغہ امر اور صیغہ ماضی کیساتھ۔

(۳) کیف ننشزها اور دوسری ننشرها (راء) کیساتھ۔

لہٰذا ہم یہ کہتے ہیں کہ احرف سبعہ سے مراد ہے۔ قرآن پاک کو سات طریقوں سے پڑھنے کا جواز کہ اس میں کسی ایک قراءت کو اپنایا جاسکتا ہے۔ اس کی وضاحت کچھ یوں ہے۔

لفظ سبعہ سے مراد سات کا عدد ہی ہے یعنی قراءت کی زیادہ سے زیادہ تعداد سات ہو سکتی ہے اور یہ اختلافات قراءت ایک ہی کلمے میں ممکن ہیں جیسے ''ارجه'' (الاعراف:۱۱۱، الشعراء:۳۶) اس میں چھ قراءت ہیں اسطرح ''وَيَتَّقْهِ'' (النور:۵۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں چار قراءات ہیں تاہم اس سے یہی لازم نہیں آتا کہ ہر قرآن حرف یا کلمہ میں وہی سات وجوہات ہوں۔

"الاحرف" کا مطلب وجوہ ہے یعنی مختلف قراءت کیونکہ حدیث کے مختلف الفاظ کو دیکھا جائے تو یہی صورت سامنے آتی ہے کہ اکابر علماء نے اس معانی کو راجح قرار دیا ہے جیسے۔ ابوالحاتم السجستانی، ابن قتیبہ، ابوبکر الباقلانی، ابوالفضل، الرازی اور ابن الجزری وغیرہ۔

السوال الثالث ....(الف):۔

(ا) ترتیل کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ لکھ کر اس کی تشریح میں علماء سلف کے اقوال تحریر کریں نیز قرآن کی روشنی میں ترتیل کی اہمیت لکھنا نہ بھولیں۔ (17) وقف مختار کی قسمیں تفصیلاً لکھیں۔ (17)

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(ا) ترتیل کے لغوی و اصطلاحی معنی اور اس کی تشریح میں علماء سلف کے اقوال۔

ترتیل ۔کے لغوی معنی:۔ الترتیل مصدر ہے رتل کا باب تفعیل سے مثلاً تو کہتے رتل فلان کلامہ، فلاں آدمی ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کر رہا ہے یعنی بعض کلام بعض کا اتباع کر رہا ہے بغیر کسی عجلت کے ٹھہر کر۔ اور کہا جاتا ہے کلام رتل یعنی ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرنا۔

ترتیل کی اصطلاحی تعریف:۔ سکون واطمینان کے ساتھ معنی پر غور کرتے ہوئے احکام تجوید اور وقف کی رعایت رکھتے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرنا پس ترتیل تلاوت کی وہ منزل من اللہ کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمان: ورتل(۱) القران ترتیلا(مزمل: ٤) کی تفسیر ومفہوم سے ثابت ہے۔

حاشیہ(۱) علامہ بیضاویؒ نے اس آیت کی تفسیر جوِّدِالقُرْاٰنَ تجْوِیْدًا کی ساتھ فرمائی۔

اس آیت میں سلف سے متعدد اقوال منقول ہیں:۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ظاہر کر کے پڑھو۔ صحابہؓ فرماتے ہیں۔ غور وفکر کر کے پڑھو ضحاکؒ فرماتے ہیں۔ اسکا ایک ایک حرف پڑھنا۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر اور آہستہ پڑھنا۔ اور ایک حرف کو دوسرے حرف سے واضح کرنا۔ حضرت حسنؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں۔ (اقرائه قراءة بينة) اس کی تلاوت کو خوب واضح کرنا اور حضرت قتادہ نے فرمایا لفظ ترسل بہ یعنی آہستہ پڑھنا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ ترتیل حروف کی عمدگی اور وقوف کی پہچان کو کہتے ہیں۔

ترتیل کی اہمیت:۔ قرآن پاک کے اندر ترتیل کی اہمیت واضح ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ورتلنه ترتیلا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں اللہ تعالیٰ نے ترتیل کی اضافت اپنی ذات کی طرف کی ہے ایسے ہی ترتیل کی تاکید اللہ تعالیٰ کے فرمان ۔ورتل القران ترتیلا،(مزمل : ٤) سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر عمل کا حکم فرمایا اور اس کی جگہ ترتیل کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فعل امر پر اختصار نہیں کیا بلکہ اس کو ترتیلا مصدر کے ساتھ مؤکد کیا۔اس مصدر کا اہتمام کلام اللہ کی تعظیم کے لئے ہے تاکہ یہ اہتمام قرآن کریم کے تدبر اور تفہم میں مددگار رہو۔اس آیت سے بھی اس کا مفہوم واضح ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

" وَقُرانًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ علی الناس علیٰ مُکْثٍ ونَزَّلْنٰهُ تنزیلا "

کلمہ مکث کا معنی ہے اسطرح ٹھہر ٹھہر کر اور آہستہ پڑھنا کہ پڑھنے والا قراءت کا حقِ ترتیل اور حق تبیین ادا کرلے اور اس کا حق یہ بھی ہے کہ اس کے الفاظ کو عمدہ تلاوت اور اچھی آواز کے ساتھ خوبصورت کرلے جتنا ممکن ہو اور اللہ تعالیٰ کے قول (الذین اٰتینٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حقَّ تِلاوَتِهٖ (البقرہ: ۱۸۱) میں بھی اسی طرح اشارہ ہے۔

تلاوت کا حق:۔ الفاظ کی ترتیل حروف کی عمدگی، معانی کی سمجھ اور اس کے مقتضاء پر عمل کرنا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

" ولا تعجل بالقران من قبل ان یقضیٰ الیك وحیه (طٰهٰ ١٤٤) "

سے ہوتی ہے کہ اس آیات میں جلدی اور تیزی سے قراءت کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ جلدی پڑھنے سے تلاوت کی ادائیگی جس لحن کے خوف سے اور حروف کو ان کے حقوق نہ دینے کی وجہ سے جن کے وہ مستحق ہے۔ترتیل کے امر کی مخالفت ہوتی ہے۔

(۲) وقف مختار کی قسمیں تفصیلاً لکھیں۔

وقف مختار کی قسمیں:۔

وقف اختیاری:۔ وہ وقف ہے جو اسباب وقف میں کسی سبب کی وجہ سے نہ ہو بلکہ پڑھنے والا اپنے اختیار سے وقف کرلے اور اس کی تقسیم میں اقسام وانواع میں متعدد اقوال ہیں لیکن راجح اور مختار قول کے مطابق اس کی چار قسمیں ہیں.

(۱) تام (۲) کافی (۳) حسن (۴) قبیح

پہلی تین قسمیں وقف جائز کی ہیں اور آخری قسم ناجائز کی ہے اور اسکا ذکر تتمہ کے طور پر کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والا اس سے بچ سکے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف تام:۔ وہ وقف ہے جہاں معنیٰ مکمل ہو اور اس کا مابعد سے لفظی و معنوی تعلق نہ ہو اور اس کی صورتیں آیت کے اختتام پر اور قصہ وصورت کے مکمل ہونے پر ہوتی ہے۔ جیسے وقف کرنا، "مٰلك يوم الدين" "ولاالضالين" "اُولٰئك هم المفلحون" پر

وقف تام کا حکم:۔ وقف ٹھیک ہے اور ابتداء مابعد سے کرے گا۔

وقف کافی:۔ وہ وقف ہے جس میں معنیٰ مکمل ہو لیکن مابعد کے ساتھ معنوی تعلق ہو لفظی نہ ہو جیسے۔ اَمْ لَمْ تنذر هم لايؤمنون (البقره:٦) پر وقف کرنا ہے۔

وقف کافی کا حکم:۔ وقف ٹھیک ہے لیکن ابتداء مابعد سے کرلے۔

وقف حسن:۔ وہ وقف ہے جس پر معنیٰ مکمل ہو اور مابعد کے ساتھ لفظاً معناً تعلق ہو جیسے۔ اَلْحمد لِلّٰهِ، پر وقف کرنا فاتحہ کے شروع یا "هدى للمتقين" پر وقف کرنا۔

وقف حسن کا حکم:۔ وہ وقف اگر رؤس آیت پر ہو جیسے۔ "هدى للمتقين" "رب العلمين" تو اس پر وقف ٹھیک ہے۔ ابتداء مابعد سے کی جائے گی بلکہ جمہور کے نزدیک سنت ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ ایک ایک آیت کی تلاوت کرتے تھے اگر رؤس آیت نہ ہو جیسے۔ "الحمدلله"، تو وقف جائز ہے لیکن ابتداء آگے سے ناجائز ہے۔

وقف قبیح:۔ وہ ہے کہ ایسی جگہ وقف کرنا جہاں معنیٰ مکمل نہ ہو اور مابعد سے لفظاً معناً تعلق بھی ہو جیسے۔ مضاف الیہ پر وقف کرنا اسی طرح خبر کے بغیر مبتداء پر یا ایسے فاعل کے بغیر فعل پر وقف کرنا جیسے "الحمد لله" سے "الحمد" یا "بسم الله" سے "بسم" یا جیسے "رب العلمين" سے "ربّ" اور اسی طرح ایک ایسی جگہ پر وقف کرنا جہاں مفہوم پورا نہ ہو۔

وقف قبیح کا حکم:۔ ارادۃً جائز نہیں مگر ضرورت کے لئے جیسے سانس کا ختم ہونا یا چھینک آجانا ان جیسے عوارض اور ایسے ہی مابعد سے ابتداء جائز نہیں بلکہ ماقبل سے اعادہ ضروری ہے۔

☆----------------☆----------------☆

وٹس اپ گروپ ⟸ علماء دیوبند لائبریری

ایڈمن ⟸ 0300-4545376

السوال الثالث (ب)...................:۔

(۱) قراءات متواترات کے دس ائمہ کے نام لکھیے اور قراءت شاذہ کے ائمہ کے نام بھی تحریر کریں۔ (17)

(۲) امام عاصم کوفیؒ کے حالات زندگی اور امام حفصؒ اور شعبہؒ کا مختصر تعارف سپرد قلم کیجئے۔ (17)

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) قراءت متواترہ کے دس ائمہ کے نام:۔

(۱) نافع مدنی (۲) ابن کثیر مکی (۳) ابوعمرو بصری (۴) ابن عامر دمشقی

(۵) عاصم کوفی (۶) حمزہ کوفی (۷) علی الکسائی (۸) امام ابوجعفر یزید بن قعقاع مدنی

(۹) امام یعقوب بن اسحاق حضرمی (۱۰) امام خلف بن ہشام بزار بغدادی۔

(۲) قراءت شاذہ کے ائمہ کے نام:۔

(۱) حسن البصری (المتوفی ۱۱۰ھ) (۲) محمد بن عبدالرحمٰن ابن محیصن (المتوفی ۱۲۳ھ)

(۳) یحییٰ بن المبارک الیزیدی البغدادی (المتوفی ۱۴۸ھ)

(۴) سلیمان بن مہران الاسدی الاعمش (المتوفی ۱۴۸ھ)(۱) (۵) حضرت ابن مسعودؓ (المتوفی ۳۲ھ)

(۶) حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ (المتوفی ۵۲ھ) (۷) حضرت ابن زبیرؓ (المتوفی ۷۳ھ)

(۸) حضرت مسروق بن الاجداع الکوفی (المتوفی ۶۳ھ)

(۹) نصر بن عاصم اللیثی البصریؒ (المتوفی ۹۹ھ) (۱۰) مجاہد بن جبر المکی (المتوفی ۱۰۳ھ)

(۱۱) ضحاک بن فراحم (المتوفی ۱۰۵ھ) (۱۲) محمد بن سیرین البصری (المتوفی ۱۱۰ھ)

حاشیہ (۱) قراءات متواترہ کے بعد مشہور چار راوی یہی پہلے راوی ہیں۔ اور بعد والے تمام عمومی راوی ہیں۔ پہلے چاروں کو شہرت کی وجہ سے اول ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) امام عاصمؒ کے حالات زندگی:۔

نام ونسب:۔ عاصم بن بہولۃ ابوالنجو دکوفی، حناط ولاء اسدی بنی خزیمہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

آپکی کنیت:۔ ابوبکر ہے کچھ حضرات کی رائے ہے کہ ''ابوالنجود آپ کے والد اور بہدلۃ آپکی والدہ کا نام ہے بعض نے کہا ہے کہ ابوالنجود کا نام عبداللہ ہے۔

ولادت وفات:۔ تراجم کی کتابوں میں تاریخ ولادت مذکور نہیں آپ کی وفات ۱۲۷ھ میں ایک قول کے مطابق

Maktaba Tul Ishaat.com

کوفہ میں اور ایک قول کے مطابق شام میں ہوئی سن وفات میں دو قول (۱۲۸ھ، ۱۲۹ھ) اور بھی ہیں پہلا قول ہی اصح ہے۔

اساتذہ:۔ بہت زیادہ تعداد میں اساتذہ سے کسب فیض کیا ان میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب السلمی (ت ۷۳ھ)

(۲) ابومریم ابن جیش الاسدی (۸۲ھ)

(۳) ابوعمر سعد بن الیاس الشیبانی۔ (ت ۹۶)

اسطرح آپ نے ابورمثہ رفاعہ بن یثربی تمیمی سے روایت ہے کہ آپ نے رفاعہ بن یثربی اور حارث بن حسان بکری سے بھی کسب فیض کیا ہے اور ان دونوں کی صحبت بھی حاصل رہی ہے اس طرح انس بن مالکؓ سے بھی پڑھا ہے۔

تلامذہ:۔ آپ کے تلامذہ بے شمار ہیں ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) ابان بن تغلب۔ (ت ۱۴۱ھ)
(۲) حماد بن سلمۃ۔ (ت ۱۶۷ھ)
(۳) سلیمان بن مہران اعمش۔ (ت ۱۴۷ھ)
(۴) ابوبکر شعبہ بن عیاش۔ (ت ۱۹۲ھ)
(۵) ابوعمر حفص بن سلیمان مغیرہ۔ (ت ۱۸۰ھ)

اس طرح آپ سے ابوعمرو بن العلاء۔ (ت ۲۲۸ھ) وحمزہ بن حبیب زیات اور ہارون بن موسیٰ اعور و نے حروف قرآن کی روایت کی ہے۔

فضائل ومناقب:۔

آپ کوفہ کے شیخ التدریس تھے ابوعبدالرحمٰن السلمی کی وفات کے بعد ان کی جگہ میں تدریس کی ذمہ داری ان کے سپرد ہوئی۔ فصاحت وتحریر تقریر والی صفات کے مالک تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خوش الحانی سے قرآن پڑھنے والے تھے ابواسحاق نے کہا ہے کہ میں نے عاصم سے زیادہ کسی کو قرآن پڑھتے نہیں دیکھا۔ ابن عیاش کہتے ہیں کہ عاصم نے مجھے فرمایا کہ میں دو سال بیمار رہا لیکن جب قیام کرتا (نماز میں) تو بغیر کسی غلطی کے مکمل قرآن مجید پڑھ لیتا۔

مشہور راوی:۔

امام عاصم رحمہ اللہ کی قراءت دو راویوں کے ساتھ مشہور ہوئی ہے شعبہ وحفص یہ دونوں امام عاصم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں

امام شعبہ کا مختصر تعارف:۔

آپ کا نام ابوبکر شعبہ بن عیاش بن سالم رحمہ اللہ حناط کوفی اسدی، کاہلی نہشلی آپ کے نام میں تیرہ

Maktaba Tul Ishaat.com

اقوال ہیں، سب سے صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام شعبہ ہے اور آپ آزاد کردہ غلام تھے ولادت سن ۹۴ھ میں ہوئی اور اسی ماہ ہارون الرشید کی بھی طوس میں وفات ہوئی ننانوے سال عمر پائی اور اپنی وفات کے چند سال پہلے ہی تدریس چھوڑ چکے تھے انہوں نے امام عاصم سے روایت کی ہے اور تین مرتبہ انہوں نے قرآن مجید سنایا ہے اور عطاء بن سائب واسلم منقری کو بھی قرآن مجید سنایا اور ابو یوسف اور یحییٰ بن محمد العلیمی نے آپ کو قرآن مجید سنایا کثیر تعداد میں قراء نے آپ سے قرآن پاک سن کر روایت کیا۔ ان میں سے علی کسائی یحییٰ بن آدم، خلاف صیرفی وغیرہ لوگ شامل ہیں جیسا کہ ابن مبارک اور ابوداؤد طیالسی اور احمد بن حنبل حضرات نے آپ سے روایت کی ہے۔

آپ بہت بڑے امام اور عالم باعملِ اہل سنت کے امام تھے آپ کا فرمان ہے: جو اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن مخلوق ہے وہ ہمارے نزدیک کافر وزندیق، اللہ کا دشمن ہے ہم نہ تو اس کے پاس بیٹھیں گے اور نہ اس سے کلام کریں گے۔ ابن معین اور نخعی فرماتے ہیں ابوبکر بن عیاش کے لئے پچاس سال تک بستر نہیں بچھایا گیا۔

امام حفصؒ کا مختصر تعارف:۔

آپ کا نام ابوعمر بن سلیمان بن مغیرہ، اسدی وکوفی بزار غاضری تھا آپ حفیص کے ساتھ بھی پہچانے جاتے ہیں۔ امام عاصم کے شاگردوں میں سب سے زیادہ علم قراءت میں مہارت رکھنے والے حفص تھے اور آپ امام عاصمؒ کی پرورش میں رہے۔ (بیوی کے بیٹے تھے) اور حفظ واتقان میں ابوبکر بن عیاش سے فائق تھے آپ نے امام عاصم کی قراءت لوگوں کو بغداد میں پڑھائی اس کے بعد آپ مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہاں بھی امام عاصم کی قراءت سے لوگوں کو روشناس کیا۔ ابن معین کہتے ہیں کہ صحیح روایت جو میں نے امام عاصم کی قراءت سے روایت کی ہے وہ حفص بن سلیمان کی روایت ہے وہ تدریس میں مہارت رکھتے تھے اور قراءت کو محفوظ کرنے والے ہیں اور بہت سے لوگوں کو پڑھایا۔ امام حفص کہتے ہیں میں نے امام عاصم سے کہا کہ ابوبکر میری مخالفت کرتے ہیں تو فرمایا میں نے آپ کو اس طریقے سے پڑھایا جو میں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے پڑھا تھا اور انہوں نے علی ابن طالب سے نقل کیا۔ اور جو میں نے اس کو (ابوبکر) اس طریق سے پڑھایا ہے جو میں نے زر بن جیش سے پڑھا اور انہوں عبداللہ بن مسعود سے نقل کی سن ۹۰ھ میں پیدائش اور ۱۸۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

الورقۃ الرابعۃ فی علوم القراء ت

۱۴۳۶ھ/2015ء

السوال الاوّل............(الف):۔

(ا) ''تعریف القراءت وتاریخھا'' پر مفصل مضمون لکھیں کہ تشنگی نہ رہے۔(33)

جواب............امور مطلوبہ:۔

نوٹ:۔ (الف) تعریف القراءت اور تاریخ قراءت پر مفصل مضمون الورقۃ الرابعہ ۱۴۳۵ھ/2014ء کے السوال الاول (الف) میں گزر چکا ہے۔

☆------------------ یا ------------------☆

السوال الاوّل(ب)............:۔

(ا) ''ارکان القراءت الصحیحہ'' پر اس طرح مضمون لکھیں کہ شروط قبول صحیح اور غیر صحیح کے درمیان فرق کا معیار، قبول قراءت کے ارکان اور ان کی تفصیل پر مشتمل ہو۔(33)

جواب............امور مطلوبہ:۔

نوٹ:۔ ارکان القرءت الصحیحۃ پر تفصیلی مضمون شروط قبول، صحیح، غیر صحیح کے درمیان فرق تفصیلی بحث الورقۃ الرابعہ السوال الاول (ب) میں تفصیلی گزر چکا ہے۔

☆------------------☆------------------☆

السوال الثانی............(الف):۔

(ا) ''القراءت الشاذہ'' پر مضمون تحریر کیجئے، اس طریقہ پر کہ تعریف کے ساتھ ان کی حجیت اور قراءت شاذہ کے رواۃ اور مثالیں شامل ہوں۔(33)

جواب............امور مطلوبہ:۔

نوٹ:۔ قراءت شاذہ کی تعریف اور حجیت پر مفصل مضمون الورقۃ الرابعہ السوال الثانی (الف) میں تفصیلی مذکور ہے۔ جبکہ قراءت شاذہ کے رواۃ السوال الثالث (ب) میں اسی پرچہ میں حل شدہ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(ا) قراءت شاذہ کی مثالیں:۔

(۱) اما یا تینکم رسل منکم (الاعراف ۱۵)

حضرت ابی ابن کعبؓ نے یا تینکم کے بجائے تاتینکم تائے تانیث کے ساتھ پڑھا، اس لئے کہ فاعل لفظ رسل کی جمع تکسیر ہے اور اس کے لئے فعل مذکور اور مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے یہ قرات غیر متواترہ ہے۔

(۲) (فاسعو الی ذکر اللہ) الجمعہ

مسروق بن الاجدع نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے لفظ فاسعو کے بجائے (فامضوا) نقل کیا، لیکن یہ لفظ رسم عثمانی کے خلاف ہے تاہم اسے قرات متواترہ کی تفسیر کہا جا سکتا ہے اور اسے قراءت مدرجہ بھی کہتے ہیں۔

(۳) (وما خلق الذکر والانثٰی) (اللیل ۳)

اس آیت کو والذکر والانثٰی پڑھا یہ روایت غیر متواترہ ہے اور رسم عثمانی کے مطابق بھی نہیں ہے۔

ابن شنبوذ (المتوفی ۳۲۸) سے جو قراءت شاذہ منقول ہیں اور جنہیں ابن مجاہدؒ نے ان کی موجودگی میں اپنے ہاتھ سے لکھا ان سے پوچھا تو ابن شنبوذ نے انہیں پڑھنے کا اعترف کیا، یہ واقعہ بروز ہفتہ 4، ربیع الثانی ۳۲۳ھ کو پیش آیا، آیات یہ ہیں۔

(۱) فاسعوا الی ذکر اللہ کی جگہ فامضو الی ذکر اللہ.

(۲) وتجعلون رزقکم...... الواقعہ : ۸۲) کی جگہ وتجعلون شکر کم انکم تکذبون.

(۳) (کل سفینۃٍ غصبا) الکھف : ۷۹) کی جگہ (کل سفینة صالحة غصبا)

(٤) (کالعھن المنفوش) القارعة : ۵) کی جگہ (کالصوف المنفوش) وغیرہ ہیں۔

☆------------------ یا ------------------☆

السوال الثانی (ب)..............:۔

(ا) سبعہ احرف کی بحث پر مشتمل مضمون لکھیئے اور بتائیں کہ مصاحف عثمانی سبعۃ احرف میں شامل ہیں یا نہیں؟ (33)

جواب............امور مطلوبہ:۔

نوٹ:۔ سبعہ احرف کی مراد اور اس پر مفصل مضمون الورقۃ الرابعۃ کے السوال الثانی (ب) میں تفصیلی گزر چکا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) مصاحف عثمانی سبعۃ احرف میں ہے یا نہیں:۔

علماء کے اس میں تین اقوال ہیں:۔

(الف):۔ امام طبریؒ طحاویؒ، ابن حبان اور ابن عبد البرؒ وغیرہ کی رائے کے مطابق مصاحف عثمانیہ صرف لہجہ قریش پر مشتمل ہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک قریشی وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کہا "اگر تمہارا کسی اور کسی قراءت پر اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کے لہجے تحریر کرنا کیونکہ قرآن پاک انہی کے لہجے پر نازل ہوا" ان حضرات کا استدلال یہ بھی ہے کہ ابتدائے اسلام میں آسانی اور سہولت کے لئے سات قراءت کی اجازت دی گئی مختلف لغات اور لہجے مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور جھگڑوں کا باعث بن رہے تھے لہذا حضرت عثمانؓ نے لغت قریش کو باقی رکھا، موجودہ تمام قراءت اگر چہ تعداد میں کثیر ہیں لیکن وہ ایک ایک قراءت کی شکل میں ہی واضح ہوتی ہے۔

(ب):۔ بعض فقہاء قراء اور متکلمین کا مذہب ہے کہ مصاحف عثمانیہ تمام احرف سبعۃ پر مشتمل ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مصاحف کے بجائے مصاحف عثمانیہ دنیا میں پھیلے اور یہ مصاحف ساتوں قراءت پر مشتمل ہیں علامہ زرقانیؒ نے اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا "مصاحف عثمانیہ تمام احرف سبعہ پر مشتمل ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ ان مصاحف میں سے ہر ایک کسی خاص قراءت میں منقول ہے۔بعض صورتوں میں ساری قراءتیں اور کبھی بعض قراءتوں کو ظاہر کیا گیا ہے اور اس سارے طریقے میں قرآن پاک کے اصل اور متن میں کوئی حرف نہیں آیا۔

(ج) جمہور ائمہ کا قول:۔ جمہور سلف وخلف کا مؤقف ہے کہ مصاحف عثمانیہ ان سات قراءت پر مشتمل ہیں جو حضور ﷺ نے آخری رمضان مبارک میں حضرت جبریلؑ کو پڑھ کر سنائی تھیں کوئی بھی مصحف اکیلے ہی سات احرف پر مشتمل نہیں ہے بلکہ جو روایات متواتر اور صحیح طور پر ثابت ہیں وہ مختلف مقامات پر بیان ہوئی ہیں ان کے دلائل۔

(۱) مصاحف عثمانیہ کو حضرت ابو بکرؓ کے دور میں جمع ہونے والے مصاحف سے ہی اکھٹا کیا گیا اور سبعہ احرف حضرت ابو بکر صدیقؓ والے قرآن میں بھی موجود تھے

(۲) کسی صحیح یا ضعیف روایت میں یہ بات نہیں آئی کہ حضرت عثمانؓ نے باقی قراءت کو لغو اور ختم کرنے کا حکم دیا ہو۔

(۳) مصاحف عثمانیہ جس اختلافات قراءت کا وجود دلیل ہے کہ احرف سبعہ اب بھی موجود ہیں اگر مصحف ایک لغت میں ہوتا تو باقی وجوہات کو ذکر ہی نہ کیا جاتا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثالث..............(الف):۔

(۱) رسم عثمانی کے التزام میں اختلاف لکھ کر جمہور کے مسلک کی وضاحت کیجئے اور جو دلائل ہیں ان کا احاطہ کیجئے۔اس حوالہ سے قول رسول اللہ ﷺ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خصوصاً ذکر کیجئے۔(34)

جواب.............امور مطلوبہ:۔

نوٹ:۔

(۱) رسم عثمانی کے التزام میں اختلاف اور جمہور کا مسلک دلائل کے ساتھ:۔

مصحف عثمانی کے رسم کے التزام کا حکم:۔ اکثر کلمات قرانیہ کا رسم تلفظ کے موافق ''یعنی وہ قیاس'' ہے بہرحال وہ کلمات کہ جن کا رسم تلفظ کے خلاف ہے تو آیا اس کو رسم عثمانی کی اتباع واجب ہے۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس میں علماء کرام کے تین اقوال ہیں۔

(۱) **جمہور کا قول:۔** جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مصاحف کی کتابت میں رسم عثمانی کی اتباع لازم اور ضروری ہے۔جمہور کے مستدلات درجہ ذیل ہیں۔

(۱) بے شک آپ ﷺ کے ہاں کتابتِ وحی کاتبین مقرر تھے اور انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے ''وحی منزل'' کو کتابت کیا۔اور آپ ﷺ نے اسی کتابت پر انہیں ثابت رکھا بلکہ آپ ﷺ تو کاتبین وحی کو کتابت کے طریقے کی رہنمائی بھی فرماتے تھے۔

(۲) انہی میں سے آپ ﷺ کا ایک فرمان مبارک حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو بھی ہے۔

(۲) **(الف۔الدواۃ وحرف القلم الخ):۔** یعنی سیاہی کو درست رتیار کرو اور قلم کو ترچھا بناؤ اور (حرف باء) کو درست کرو۔اور (حرف سین) کے دندوں کو واضح کرو۔حرف میم (کی آنکھ) کو ٹیڑھا کرو اور لفظ اللہ کو خوبصورت کرو لفظ الرحمٰن کو لمبا لکھو۔الرحیم کو خوبصورت لکھو۔اور اپنے قلم کو بائیں کان پر رکھو (اسلئے کہ ایسا کرنا) قوت حافظہ کا سبب ہے یہ اس بات ہر دلالت کر رہی ہے کہ بے شک رسم توصیفی ہے اور اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجتہاد کا کوئی دخل نہیں لہذا امت پر اس کی اتباع اور اس کے خلاف نہ کرنا لازم وضروری ہے

(ب):۔ جب حضرت ابوبکرؓ کا دور آیا تو حضرت عمرؓ کے ان کو ابھارنے پر انہوں نے قرآن کریم کے جمع اور اس کی کتابت کا حکم فرمایا۔پس جیسے آپ ؐ کے سامنے کتابت ہوئی تو بالکل اسی کے مطابق سے جمع کیا اور اس کی کتابت مکمل ہوئی

Maktaba Tul Ishaat.com

اور صحابہ کرام علیہم اجمعین نے باوجود کثرت کے کسی صحابی رسول ﷺ نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔

(ج):۔ پھر حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو انہوں نے وجوہ ثابتہ بین الصحابہ رضی اللہ عنہم کے مطابق قرآن کریم کی کتابت وجمع کے چار رکنی کمیٹی تشکیل دی اور ان کے لئے ضابطہ وضع کیا کہ جس پر وہ جمع کریں۔ پس پورا قرآن کریم ان تمام وجوہ احرف کے مطابق جو صحابہ کرامؓ کے درمیان ثابت تھیں جمع کر دیا گیا۔ اور اصح قول کے مطابق چھ عدد مصاحف تیار ہو گئے۔ اور یہ وہی مصاحف ہیں کہ جس پر مصاحف عثمانیہ کا اطلاق ہوتا ہے اور امت نے اس رسم کی تقلید کی اور ان کی کتابت رسم عثمانی کے نام سے مشہور ہوگئی اور اِس رسم پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے ان میں سے کسی ایک نے بھی کسی ایک چیز کا انکار نہیں کیا۔ اور اجماع صحابہ کرامؓ رضوان اللہ عنہم کی اتباع امت پر واجب ہے۔ اور اسی رسم کے (توصیفی ہونے پر) علماء امت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں اس مخالفت کو جائز نہیں سمجھتا۔ اور امام جعبریؒ وغیرہ نے رسم عثمانی کی اتباع کے وجوب پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے

(ب):۔ **بعض الناس کا مذہب:۔** بعض کی رائے یہ ہے کہ مصاحف کی کتابت اہل ضاعۃ الخط کے قواعد کے موافق رسم املائی جائز ہے۔ انہوں نے دو وجہ سے دلیل پیش کی ہے۔

(۱) اس لئے صحابہ کرامؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مصاحف کو اس رسم پر لکھا۔ جو کہ ان کے ہاں اہل خط سے حاصل ہوا اور وہ خود صحیح، عمدہ لکھنے پر قادر نہ تھے پس ان سے کلمات قرانیہ کے رسم میں خطا واقع ہوئی۔ لہذا ہمارے لئے اس قسم کی اتباع لازم وضروری نہیں ہے بلکہ ہمارے اوپر اس میں مخالف لازم ہے اس لئے کہ انکار رسم لوگوں کو خلط، التباس اور پریشانی میں ڈالتا ہے اور ان کو قراءات صحیحہ پر قدرت نہیں دیتا۔

(۲) اس لئے کہ رسم معین پر کتابت مصحف کی کوئی دلیل شرعی وارد نہیں ہے۔

(ج):۔ **بعض متاخرین و معاصرین کا مذہب:۔** بعض متاخرین و معاصرین کی رائے یہ ہے کہ عموماً مصاحف کی کتابت قواعد املائیہ کے ساتھ ضروری ہے لیکن ان کے ہاں یعنی قدیم رسم عثمانی پر مثل ایسے اسلامی آثار میں کسی ایک طرح جو کہ اسلاف سے وراثت علمی کے طور پر منقول ہو۔ اسی وجہ سے خواص کے لئے رسم عثمانی پر ہی مصاحف کی کتابت کی جاتی تھی علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں یہ رائے رسمِ قرآن میں احتیاط کے حوالے سے دو جہتوں سے تقویت دیتی ہے۔

(۱) ہر زمانے میں قرآن کریم اسے معروف رسم میں کتابت ہو جو کہ عوام کو قرآن کریم میں کسی بھی التباس و احتلاط سے محفوظ رکھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) رسم اول جو کہ منقول ہے اس کو باقی رکھتے ہوئے اس کو ایسے پڑھنا کہ التباس کا خوف نہ کیا جا سکے۔

راجح قول:۔ اس میں راجح قول جمہور کا قول ہے اور اس کے راجح ہونے کے چند وجوہات ہیں۔

(۱) بے شک وہ رسم کہ جس کے ذریعے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قرآن کریم کی کتابت کی وہ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ثابت رکھنے کے ساتھ مقبول بھی ہے اور امت پر رسول ﷺ کی اتباع واجب ہے

(۲) اس رسم پر اجماع صحابہ کرامؓ ہے اس لئے کسی ایک صحابی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ اور یہ اعجاز کبیر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمین کے دور میں ہوا اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی اتباع امت پر واجب ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے تمھارے اوپر میری سنت اور میرے بعد میرے خلفائے راشدین جو کہ مھد یین ہیں ان کی سنت لازم ہے۔

(۳) اور تابعین کے زمانہ سے آج تک امت کا اس رسم پر اجماع ہے اور امت کا اجماع حجت ترعیہ ہے اور سبیل المومنین ہونے کی بناء پر اسکی اتباع بھی واجب ہے۔

(۴) رسم کے لیئے اہم فوائد ہیں اور مزایا کثیرہ ہیں۔ بالخصوص یہ کہ رسم عثمانی قراءت مختلفہ اور احرف منزلہ کو شامل ہے پس اس کی مخالفت میں ان فوائد کا ضائع کرنا اور انکا اہمال ہے۔

(۲) کتابت کے حوالے سے رسول اللہ کا حضرت معاویہؓ کو قول خصوصی:۔

انہی میں سے آپ ﷺ کا ایک فرمان مبارک حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو بھی ہے (الق الدواۃ وحرف القلم الخ) یعنی سیاہی کو درست رتیار کرو اور قلم کو تر چھا بناؤ اور (حرف باء) کو درست کرو اور حرف سین کے دندوں کو واضح کرو۔ حرف میم (کی آنکھ) کو ٹیڑھا نہ کرو اور لفظ اللہ کو خوبصورت کرو لفظ الرحمٰن کو لکھو۔ اور الرحیم کو خوبصورت لکھو۔ اور اپنے قلم کو اپنے بائیں کان پر رکھو اس لیئے کہ ایسا کرنا قوت حافظہ کا سبب ہے یہ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ بے شک رسم توقیفی ہے اور اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجتہاد کو کوئی دخل نہیں لہذا امت پر اس کی اتباع اور اس کے خلاف نہ کرنا لازم وضروری ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثالث (ب)......................:۔

(۱) وقف کی اہمیت اور اس کی تدوین کے حوالہ سے واضح مضمون تفصیلاً لکھیں۔ عموماً وقف کی جو تقسیمس فی علوم القراء ت کے صفحہ ۱۷۱ پر درج ہیں نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر بھی تحریر کریں (34)

جواب.................امور مطلوبہ:۔

نوٹ۔ وقف کی اہمیت اور اس کی تدوین پر مفصل مضمون اور حضرت عمرؓ کا اثر:۔

وقف کی ابتداء اور اہمیت:۔

وقف کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے بے شک نبی کریم ﷺ جب تلاوت کرتے تھے تو ہر آیت پر ٹھہرتے تھے۔

بسم الله الرّحمن الرّحیم میں الرّحیم پر ٹھہرتے پھر الحمد الله رب العلیمن پر ٹھہرتے پھر الرّحمن الرّحیم میں الرّحیم پر ٹھہرتے پھر ملك یوم الدین میں الدین پر ٹھہرتے۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے وقف کا اہتمام ثابت ہے صحابہ کرامؓ براہ راست اہتمام کے ساتھ قراءت حاصل کرتے تھے اور وقف کو ایسے بھی سیکھتے جیسے قراءت کو سیکھتے تھے۔ ابن جزری نے ابن عمرؓ کا فرمان نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ہمارے زمانے میں ہم جس سے کوئی بھی ایمان لاتا۔ اور قرآن قبول کرتا۔ تو جو بھی سورۃ محمد ﷺ پر نازل ہوتی وہ اس کے حلال وحرام اور اس کے اوامر ونواہی کو اور اوقاف کو سیکھتا جیسے تم اب قرآن سیکھتے ہو اور البتہ اب بھی جو قرآن کریم کی طرف رجوع کرتا ہے وہ سورۃ فاتحہ سے والناس تک پڑھتا ہے اور اس کے اوامر و انہی کو اور اس کے اوقاف جانتا ہے یہ اثر دلیل ہے کہ علم وقف کی تعلیم کے اہتمام کرنے پر بلکہ یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ علم وقف پر صحابہؓ کا اجماع ہے جیسے ابن جزری نے حضرت علیؓ کے اثر کو ذکر کیا ہے تفسیر میں قول تعالیٰ " ورتل القران ترتیلا " انہوں نے ترتیل کا مطلب بیان کیا کہ ترتیل کا نام ہے حروف کو ان کے مخرج سے ادا کرنا اور وقوف کے پہچاننے کا اور فرمایا ابن جزری نے یہ بالکل صحیح ھے وقف کا سیکھانا تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور اس پر مضبوطی حاصل کرنا سلف صالح میں مذکور ہیں اور بہت سارے علماء نے سند اجازت دینے والے پر یہ شرط لگائی کہ وقف اور ابتداء کی پہچان حاصل کئے بغیر کسی کو سند اجازت نہ دے۔

علم الوقف میں سب سے پہلے لکھی گئی کتب:۔

ہمیشہ سلف صالحین صحابہؓ اور تابعین سے مسائل وقف براہ راست حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ

تدوین کا زمانہ آگیا چنانچہ علماء نے اس فن کی تدوین تالیف کی ابتداء کی اور اس فن کی بعض کتب کو ہم ان کے مؤلفین کے ساتھ ذیل میں ذکر کررہے ہیں

(۱) کتاب الوقف والابتداء مصنف: ضرار بن صرد المقری الکوفی متوفی ۱۲۹ھ۔

(۲) کتاب الوقف: ۔مصنف شیبۃ بن نصاغ المدنی الکونی الکوفی متوفی ۱۵۴ھ امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ یہ وقف پر لکھی گئی پہلی کتاب ہے۔

(۳) کتاب الوقفِ والابتداء: ۔مصنف ابوعمر وابن العلاء متوفی ۱۵۴ھ یہ قراء سبعہ میں سے ہے۔

(۴) الوقفُ والابتداء: ۔مصنف: ۔حمزہ بن حبیب الزیات الکوفی ۱۵۶ پر قراء سبعہ میں سے ہیں۔

(۵) وقف التمام نافع بن عبدالرحمٰن المدنی متوفی ۱۶۹ھ پر بھی قراء سبعہ میں سے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں تحقیقی **کتاب المکتفی فی الوقف والا بتداء** ہے مصنف امام ابوعمرو دانی متوفی ۴۴۴ھ **فی مقدمة تحقیقةِ واَوْصلها الی مؤلفا فی العلم الوقف** ۔اور ان کتب نے اسطرح توجہ دلائی ۔جس نے وقف اور ابتداء میں وہ قراء، نحویین اور لغویین میں سے بڑا تھا اور ہم نے بہت کم دیکھا ہے اس علم کی تصنیف میں قراءت یا لغت کے امام کو جو اس علم کی تصنیف میں نہ شریک ہوا ہو۔ان میں قراء سبعہ نافع مدنی ابوعمرو بصری، ابن عامر دمشقی ,حمزہ الزیات الکوفی ،کسائی، جیسے قراء عشرہ، یعقوب ,خضرمی متوفی ۲۰۵ اور حلف بن ھشام ابزار متوفی ۲۲۹ھ وغیرہ۔

اور جس نے قراءت شاذہ پڑھیں وہ بھی اس میں شامل ہے جیسے یحیٰی یزیدی متوفی ۲۰۲ھ اور نحویوں میں سے ابو حفص (ت ۱۸۰ تھا یہ امام کسائی کے استاد ہیں اور فراء کے بھی ۔اور یحیٰی بن زیاد الفراء ت ۲۰۷ اور معمر بن مثنٰی (ت ۲۱۰ھ) اور اخفش سعید بن سعدۃ (ت ۲۱۵ھ) ابوالحاتم السجستانی (ت ۲۴۸)

اور ان کے علاوہ جیسا کہ قراء سبعہ کے روایت ان سب نے اس علم میں تصنیف کی لیکن ان میں سے اکثر تالیفات مفقود ہیں۔

(۲) وقف کی قسمیں صفحہ ۱۷۱ پر: ۔

وقف کی اقسام: ۔

وقف کی اقسام الورقۃ الرابعہ 2014/۱۴۳۵ھ کے السوال الثالث کے جز (۲) گزر چکی ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت ابن عمرؓ کا قول:۔

ابن جزریؒ نے حضرت ابن عمرؓ کا فرمان نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں ہم میں سے کوئی بھی ایمان لاتا اور قرآن کو قبول کرتا۔ تو جو بھی سورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی وہ وہ اسکے حلال وحرام کو اور اسکے اوامر و نواہی کو اور اوقاف کو سیکھتا جیسے تم اب قرآن کو سیکھتے ہو اور البتہ اب بھی جو قرآن کریم کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ سورۃ فاتحہ سے والناس تک پڑھتا اور اس کے اوامر اور نواہی کو اور اس کے اوقاف کو جانتا ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

الورقة الرابعه فی علوم القراءات

۱۴۳۷ھ/2016ء

السوال الاوّل...............(الف):۔

(۱) "تعریف القراءات و تاریخها" کے زیرِعنوان ایسا مضمون تحریر فرمائیں جس میں قراءات کی لغوی واصطلاحی تعریف اور مشہور اصطلاحات کی وضاحت اور مراحل قراءات کا تذکرہ ہو۔

جواب.............امورِمطلوبہ:۔

(۱) "تعریف القراءات و تاریخها" پر مفصل مضمون۔

"تعریف القراءات و تاریخها" پر مفصل مضمون پرچہ ۱۴۳۵ھ/2014ء کے سوال اول میں گزر چکا ہے۔

السوال الاوّل(ب)...............(الف):۔

(۱) "ارکان القراءة الصحية" پر ایسا مکمل مضمون لکھیں جس میں قبول کی متفقہ شرائط، وہ قراءات جن میں شرائط قبول پائی جاتی ہیں اور قراءات متواترہ کے حوالے سے مشہور کتب میں سے (۸) کتب کے نام تحریر کیجئے۔

جواب.............امورِمطلوبہ:۔

(۱) "ارکان القراءة الصحيحة" پر مکمل مضمون۔

(۲) قراءات متواترہ کے مشہور (۸) کتب کے نام۔

(۱) **"ارکان القراءة الصحيحة" پر مکمل مضمون:۔**

ارکان قراءات الصحیحہ پر مکمل مضمون پرچہ ۱۴۳۵ھ/2014ء کے سوال اوّل جز (ب) میں گزر چکا ہے۔

(۲) **قراءات متواترہ کے مشہور (۸) کتب کے نام:۔**

(۱) السبعة ابوبکر بن مجاهد۔ (ت ۳۲۴ھ)

(۲) المبسوط فی القراءات العشر ابوبکر بن مهران اصبهانی نیشاپوری (۲۹۵ھ)

(۳) الغایه فی القراءات العشر ایضاً

Maktaba Tul Ishaat.com

(٤) التذکرۃ فی القراءات الثمان — امام طاہر بن غلبون (۳۹۹ھ)

(٥) التبصرۃ فی القراءات السبع — ابو محمد مکی بن ابی طالب

(٦) التیسیر فی القراءات السبع — ابو عمرو دانی (ت ٤٤٤ھ)

(٧) جامع البیان فی القراءات السبع — امام ابو عمرو الدانی.

(٨) التلخیص فی القراءات الثمان — ابو معشر طبری (ت٤٧٨ھ)

☆-------------------☆-------------------☆

السوال الثانی..............(الف):۔

(۱) "انزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف مکمل حدیث" أحرف اور اسبعہ کے معنی کی وضاحت، حدیث کی مراد میں علماء کے اقوال اور راجح قول ان اجزاء پر مشتمل ایسا مضمون سپرد قلم فرمائیں کہ تشنگی نہ رہے۔

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) "انزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف" پر تشفی بخش مقالہ پرچہ ۱۴۳۵/2014 کے سوال ثانی کے جز (ب) میں گزر چکا ہے۔

السوال الثانی (ب)..............:۔

(۱) القراءات الشاذہ پر تفصیلی مضمون لکھئے جس میں تعریف قراءۃ شاذہ اور کب قراءات متواترہ کو قراءات شاذہ سے الگ کیا گیا؟ قراءات شاذہ کا حکم اور مشہور رواۃ کا ذکر کیجئے۔

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) القراءات شاذہ کی تعریف وحکم اور ان کی حجیت پر مضمون۔

(۲) قراءات شاذہ کو قراءات متواترہ سے علیحدہ کرنے کا موقع اور مشہور رواۃ کا ذکر۔

(۱) القراءات شاذہ کی تعریف وحکم اور ان کی حجت پر مضمون:۔

قراءات شاذہ کی تعریف وحکم اور ان کی حجیت پر مضمون پرچہ ۱۴۳۵ھ/2014ء کے سوال ثانی کے جز (الف) میں گزر چکا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) قراءات شاذہ کوقراءات متواترہ سے علیحدہ کرنے کا موقع اور مشہور رواۃ کا ذکر:۔

اس کے جواب میں، میں(۱) نے علمائے قراءات کے دوقول دیکھے ہیں۔

پہلاقول:۔ قراءات صحیحہ اورقراءات شاذہ کے درمیان حد فاصل وہ موقع ہے جب رمضان کے مہینے میں آخری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ قرآن پاک حضرت جبریل علیہ السلام کوسنایا، اس موقع پر بعض قرآنی آیات منسوخ ہوگئیں گویا اس آخری دہرائی کے موقع پر جوآیات منسوخ ہوگئیں وہ شاذ ہیں۔

حاشیہ(۱) الدکتور عبدالقیوم سندھی۔

دوسراقول:۔ شذوذ قراءات حضرت عثمانؓ کے دور میں ظاہر ہوا جب کتابت مصاحف ہوئی اور حضرت عثمان نے باقی نسخوں کوجلانے کا حکم دیا اس حوالے سے یہ موقع قراءات صحیحہ اورقراءات شاذہ کے درمیان حد فاصل ہے اس بات کی تائید اس طریقے سے بھی ہوتی ہے کہ قراءات صحیحہ کے لئے بنیادی تین شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کے مطابق ہواور یہ کسی بھی قراءات کوقبول کرنے کی بنیادی شرط ہے۔

مذکورہ بالا دونوں جوابات کے علاوہ متقدمین سے اس بارے میں مزید کوئی قول یارائے منقول نہیں ہے۔

گویاہمارے سامنے یہ بات آئی کہ قراءات کوان ہی دومراحل میں شاذ قرار دیا گیا۔

دس قراءات کے بعد مشہور چار راوی:۔

(۱) حسن البصری۔ (المتوفی ۱۱۰ھ)

(۲) محمد بن عبدالرحمٰن ابن محیصن ۔ (المتوفی ۱۲۳ھ)

(۳) یحییٰ بن المبارک الیزیدی البغدادی۔ (المتوفی ۲۰۲ھ)

(۴) سلیمان بن مہران الاسدی الاعمش ۔ (المتوفی ۱۴۸ھ)

علماء کااس امر پر بھی اجماع ہے کہ جس قراءات کوان چاروں میں سے کوئی ایک راوی روایت کرے یاان سے کوئی راوی روایت کرے وہ قراءت شاذہ ہوگی متواتر نہیں چونکہ وہ شہرت اور استفاضہ کے اعلیٰ درجے تک نہیں پہنچی اوراس درجے تک نہ پہنچنے کی وجوہات یہ ہیں کہ اس قراءت کے ضبط الفاظ میں اضطراب اور شک ہے یاوہ رسم مصاحف عثمانیہ کے خلاف یاوہ لغت عرب کے خلاف ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قراءات شاذہ کے عمومی راوی:۔

(۱) حضرت ابن مسعودؓ۔ (المتوفی ۳۲ھ)

(۲) حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ۔ (المتوفی ۵۲ھ)

(۳) حضرت ابن زبیرؓ۔ (المتوفی ۷۳ھ)

(۴) حضرت مسروق بن الاجدع الکوفیؒ۔ (المتوفی ۶۳ھ)

(۵) نصر بن عاصم اللیثی البصریؒ۔ (المتوفی ۹۹ھ)

(۶) مجاہد بن جبر المکیؒ۔ (المتوفی ۱۰۳ھ)

(۷) ضحاک بن مزاحمؒ۔ (المتوفی ۱۰۵)

(۸) محمد بن سیرین البصریؒ۔ (المتوفی ۱۱۰ھ)

☆-------------------☆-------------------☆

السوال الثالث.................(الف):۔

(۱) تعریف الرسم وقواعدہ وفوائدہ۔ مذکورہ عنوان کے ذیل میں رسم کی لغوی واصطلاحی تعریف، رسم کی قسمیں لکھ کر مصاحف عثمانیہ سے کیا مراد ہے؟ لکھئے۔ نیز قواعد رسم لکھنا نہ بھولیں۔(34)

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) رسم کی لغوی واصطلاحی تعریف، رسم کی اقسام اور رسم کے قواعد۔ رسم عثمانیہ کی مراد اور رسم عثمانی کے فوائد۔

رسم کی لغوی تعریف:۔

لغت میں رسم بمعنی ''اثر'' ہے اور اسی سے شاعر جمیل بن معمر البغدادی کا قول ہے۔

وزرسم دار وقفت فی طلله　　　كدت اقضى الحياة من جلله

یہاں پر رسم سے مراد گھر کے آثار ہیں۔ اور رسم سے مراد الفاظ میں کتابت کا اثر ہے اور خط کتابت السعر، الرقم اسی کے مترادف ہیں اگر چہ رسم کا لفظ مصاحف کے خط میں غالب ومشہور ہو گیا ہے۔

اصطلاحی تعریف:۔

ابتداء اور وقف کا لحاظ کرتے ہوئے حروف ہجا کے ذریعہ کلمہ کی تصویر ایسے بنانا کہ آثار مرئیہ یعنی نقوش

اور تلفظ میں موافقت ہو جائے۔

رسم کی اقسام:۔

رسم دو قسم پر ہے:۔

(الف):۔ القیاسی: خط کا لفظ کے موافق ہونا، جیسے نستعین کا رسم۔

(ب):۔ اصطلاحی: خط کا لفظ کے موافق نہ ہونا اور بدل یا زیادہ، حذف، فصل اور وصل ان جیسی چیزوں میں جن کی تفصیل عنقریب آرہی ہے ہوتا ہے۔

رسم کے قواعد:۔

مصحف کے رسم کے قواعد کو علماء کرام نے چھ چیزوں میں بند فرمایا ہے۔

(۱) الحذف (۲) الزیادۃ (۳) الھمز (۴) البدل (۵) الفصل والوصل (۶) ایسا کلمہ جو مختلف قراءات پر مشتمل ہو تو ان میں سے کسی ایک پر لکھنا۔

قواعد کی مختصراً توضیح:۔

(۱) حذف کا قاعدہ:۔

مصحف میں کتابۃً جو حروف ہوتے ہیں وہ "الف، واؤ، یاء اور لام" ہیں۔

حذف الف کی امثلہ:۔ "یأیھاالناس" "ھأنتم" حذف واو کی امثلہ:۔ "لایستوٗن" "الغاوٗن"

حذف یاء کی امثلہ:۔ "غیر باغ ولاعادِ، واطیعون"

(۲) زیادت کا قاعدہ:۔

بعض اوقات جو حروف کتابت میں زائد ہوتے ہیں، وہ تین حروف مدہ ہیں۔

الف کے زائد ہونے کی امثلہ۔ "ملقو، بنی اسرائیل"

واو کے زائد ہونے کی امثلہ۔ "اولو" اولئِكَ" یاء کے زائد ہونے کی امثلہ۔ "نباء، ء اناء ی"

(۳) ہمزے کا قاعدہ:۔

بعض اوقات ہمزہ بشکل الف لکھا جاتا ہے جیسے۔ "البأسہ آءُ، لَتَنُوٓأُ" اور بعض مرتبہ بشکل واو لکھا جاتا ہے۔ اُؤتـمن، نقرؤہ اور یبدؤ وغیرہ۔ اور بعض اوقات بشکل یاء مرسوم ہوتا ہے۔ ائذن، سئل اور شطیٔ وغیرہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور بعض اوقات بشکل نبرء یعنی سطر میں رکھ دیا جاتا ہے جیسے۔ ملء ، الخبء ، اور دفء وغیرہ۔

(۴) بدل کا قاعدہ:۔

الف کو بشکل واو لکھنا۔ الصلوٰۃ الزکوٰۃ، الحیوٰۃ وغیرہ۔ یا الف کو بصورۃ ''ی'' لکھنا یحسرتیٰ، یأسفیٰ اِلیٰ اور حتیٰ وغیرہ۔ اور بعض کلمات میں ھاء تانیث کو تا مفتوحہ کی صورت میں لکھنا جیسے۔ شجرت، ابنت، قرت۔

(۵) وصل اور فصل کا قاعدہ:۔

جیسے اَنْ (ناصبہ) کو لا کے ساتھ موصول لکھنا (اَ لَّا تزروو ازرَۃ) یا اَمْ کو ما کے ساتھ جیسے (اما اشْتملت) (انعام ۱۴۳،۱۴۴) یا اِنْ (شرطیہ) کو ما کے ساتھ ملا کر لکھنا یا اِنْ کو مَا کے ساتھ ملا کر اِمَّا لکھنا جیسے (واما نرینك)

مصاحف عثمانی کی مراد:۔

ایسے مصاحف کہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں امت کے اجماع کیلئے ان کے حکم سے لکھے گئے اور ان کے علاوہ کو جلا دیا گیا۔

یہ مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے اور تمام صحابہؓ کے اجماع سے ہوا۔

رسم عثمانی کے فوائد:۔

رسم عثمانی میں بہت سارے فائدے ہیں اور ایسے کلمات قرآنیہ کی کتابت کہ جس کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مصاحف کے لکھنے کے وقت ایک خاص وضع پر رکھا۔

فائدہ نمبر(۱):۔

حتی الامکان ایک رسم کے ذریعے مختلف ومتنوع قراءات پر دلالت ہو اگر رسم ایک وجہ سے زیادہ کا متحمل ہو اصل کے مخالف صورت پر لکھا جائے گا جیسے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قالوا ان ھذان لسحران، طٰہٰ ۶۲۔ جیسا کہ (ھذان) تمام مصاحف میں الف یا کے بغیر لکھا گیا ہے۔

(۱) ھذان ذال کے بعد الف اور تخفیف نون کے ساتھ۔

(۲) ھذانّ ذال کے بعد الف اور تشدید نون کیساتھ۔

(۳) ھذین ذال کے بعد یا اور تخفیف نون کیساتھ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فائدہ نمبر (۲):۔

اور یہ ایسے کہ کلمہ "ام" کو "من" سے مقطوع لکھنا جیسے۔ ام من یکون اس بات پر دلالت کے لئے کہ ام منقطعہ بل کے معنی میں ہے نہ کہ اور کے معنی میں۔

فائدہ نمبر (۳):۔

اصل حرکت پر دلالت ہو جیسے۔ (وایتائ) ہمزہ کے بعد یا کے ساتھ ماقبل کے مکسور ہونے پر دلالت کے لئے (سأوریکم) ہمزہ کے بعد واؤ کے ساتھ ماقبل کے مضموم ہونے پر دلالت کے لیے یا اصل حرف پر دلالت ہو جیسے۔ (الصلوٰۃ) اور (الزکوۃ) جیسا کہ الف کی جگہ واؤ سے کتابت کرنا۔

فائدہ نمبر (۴):۔

بعض فصیح اللغات کے افادہ کے لئے ھا، تانیث کو تاء تانیث سے لکھنا جیسے رحمت اور سنت قبیلہ بنی طے کی لغت پر دلالت کے لئے اس حیثیت سے کہ وہ (تا) کے ساتھ وقف کرتے ہیں کہ (یا) کے ساتھ۔

فائدہ نمبر (۵):۔

لوگوں کو (رجال) علماء اور پختہ حفاظ کے سینوں سے بالمشافہ قرآن کریم سیکھنے پر ابھارنا پس قرآن کریم کو صرف مصاحف سے ہی سیکھنا ممکن نہیں۔ اس لئے کہ تجوید کے احکام اور قرآن کریم کے ادا کے طریقے کی معرفت صرف اور صرف بالمشافہ ہی ممکن ہے۔

السوال الثالث (ب)..................:۔

(۱) السبع المتواترات کی تشریح کریں، امام عاصمؒ اور ان کے راویوں کا مختصر تعارف لکھ کر بتلائیے کہ عشرہ متواترات کے ائمہ کون ہیں۔

جواب..............امور مطلوبہ:۔

(۱) السبع المتواترات کی تشریح۔

(۲) امام عاصمؒ اور ان کے راویوں کا تعارف۔

(۳) عشرہ متواترات کے ائمہ۔

واٹس ایپ گروپ،
علماء دیوبند لائبریری
ایڈمن
0300-4545376

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) **السبع المتواترات کی تشریح:۔**

السبع المتواترات کی تشریح پرچہ 2016ء/۱۴۳۵ھ کے سوال اول میں قراءات سبعہ کی حد بندی اور ''قراءسبعہ کی قراءت پر اتفاق کی وجہ'' کے عنوان کیساتھ گزر چکا ہے۔

(۲) **امام عاصمؒ اور ان کے راویوں کا تعارف:۔**

امام عاصمؒ اور ان کے راویوں کا تعارف پرچہ 2016ء/۱۴۳۵ھ کے سوال ثالث جز (ب) میں گزر چکا ہے۔

(۳) **عشرہ متواترات کے ائمہ:۔**

قراءات متواترات کے اس ائمہ کے نام پرچہ 2016ء/۱۴۳۵ھ کے سوال ثالث جز (ب) میں گزر چکے ہیں۔

تمت بالخیر

جامعہ فاروقیہ شجاع آباد

Maktaba Tul Ishaat.com

Description

Muhammad Abrar Aslam:
https://chat.whatsapp.com/AZDTNVsCEBC0wpKRjKrpt8

اصول و ضوابط

👈 اس گروپ میں مسلک اہل سنت والجماعت دیوبند کی کتابیں بھیجی اور طلب کی جاسکتی ہیں

👈 کتاب طلب کرنے کے لیے کتاب کا نام اردو میں لکھ کر بھیجیں وائس بھیجنے کی اجازت نہیں ہے

👈 کتاب طلب کرنے کے بعد 24 گھنٹے انتظار فرمائیں دوبارہ میسیج بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے

👈 آپ کے موبائل میں جو کتابیں ہیں اشاعت اسلام کی نیت سے تھوڑی تھوڑی کر کے بھیجتے رہیں تاکہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ کا باعث بنے اور آپ اجرعظیم کے مستحق ہوں